جلد اوّل

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا (القرآن)

خطبات

شیر پنجاب

مولانا محمد یوسف پسروری





جمع و ترتیب

حافظ محمد ربانی

مکتبہ ربانیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبات
یوسف پسروری

حضرت مولانا یوسف پسروری حفظہ اللہ

جمع و ترتیب

میاں حافظ محمد ربانی

ناشر

مکتبہ ربانیہ

منڈی عثمان والا، ضلع قصور 0300-6595304

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(اوّل)

نام کتاب .... خطبات یوسف پسروری

مصنف .... حضرت مولانا یوسف پسروری

جمع و ترتیب .... میاں حافظ محمد ربانی

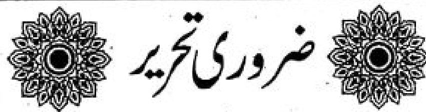
تعداد 800

ناشر .... مکتبہ ربانیہ

قیمت .... -/700 روپے

پاکستان میں ہماری کتب مندرجہ ذیل اداروں سے مل سکتی ہیں

- لاہور: مکتبہ اسلامیہ، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار لاہور۔
  اسلامی اکادمی، الفضل مارکیٹ، اُردو بازار لاہور
- فیصل آباد: مکتبہ اہل حدیث، امین پور بازار۔ مکتبہ اسلامیہ، بیرون امین پور بازار
- گوجرانوالہ: والی کتاب گھر، اُردو بازار۔ مکتبہ نعمانیہ، اُردو بازار
- قصور: مکتبہ دارالاندلس، الہ آباد۔ یزدانی کیسٹ ہاؤس، الہ آباد۔ محمدی کیسٹ ہاؤس، کھڈیاں خاص



ہر پبلشر اس بات کو بخوبی جانتا ہے کہ کتب کی طباعت پر کس قدر مشکلات پیش آتی اور اس کام پر کتنے اخراجات برداشت کرنا پڑتے ہیں اور خاص طور پر کیسٹ سے مضامین نقل کرنے پر کتنے مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔ زیر نظر کتاب بھی ان مراحل سے گزر کر آپ کے پاس پہنچنے کے قابل ہوئی ہے۔ لہٰذا ہر خاص و عام متنبہ رہیں کہ اس کتاب کے مضامین کی ترتیب اور تسہیل و تزئین کی نقل اور فوٹو یا سکین وغیرہ سے اجتناب کریں بصورت دیگر ایسا کرنے والا نقصان کا خود ذمہ دار ہوگا۔ ادارہ ایسے فرد/ افراد اور پبلشرز وغیرہ کے خلاف کارروائی کا پورا حق محفوظ رکھتا ہے۔ اس کتاب کے جملہ حقوق مکتبہ ربانیہ منڈی عثمان والا ضلع قصور کو حاصل ہیں۔

مدیر
میاں حافظ محمد ربانی

فہرست مضامین

فضائلِ بسم اللہ

عظمتِ قرآن

شانِ رب العالمین

رحمتِ الٰہی

ولادتِ مصطفیٰ ﷺ

اطاعت رسول ﷺ

ہجرتِ رسول ﷺ

فضائلِ بسم اللہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○﴾

''میں شروع کرتا ہوں، اس اللہ کے پاک نام کے ساتھ جو رحم کرنے والا بہت بڑا رحیم ہے۔''

حمد و ثناء:

سامعین محترم! ہمہ قسم کی حمد و ثناء، تمام قسم کی تعریفات، تمجیدات، تسبیحات، تہلیلات، اکائی، تنہائی، یکتائی، کبریائی اللہ مالک العلام کے لیے ہے۔

جو پوری کائنات کا خالق ہے، مالک ہے، رازق ہے، داتا ہے، گنج بخش ہے، رنج بخش ہے، لجپال ہے، غریب نواز ہے، غوث اعظم ہے۔

کائنات کے ذرے ذرے کا دستگیر ہے۔

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ہے۔ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ہے۔ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ہے۔ اِنَّ رَبِّىْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ذُوالْعَرْشِ الْمَجِيْدُ ہے۔

جس کی ذات اور صفات میں کوئی شریک نہیں، اس کا یوم ولادت نہیں، یوم وفات نہیں، وہ ازل سے اکیلا ہے، ابد تک اکیلا رہے گا اور قیامت کے دن اس اکیلے ہی حکمران کی حکمرانی ہوگی۔

درود و سلام:

درود و سلام امام الانبیاء، خطیب الانبیاء، خاتم الانبیاء، صدر العلیٰ، شمس الضحیٰ، مصدر مہر و

وفا، سرچشمہ صبر و رضاء، منبع رشد و ھدیٰ، والیٔ بطحاء جناب محمد ﷺ کی ذات اقدس کے لیے ہوں۔

آیت مبارکہ کی تشریح:

میں نے قرآن پاک کی آیت کو تلاوت کیا ہے۔ جس کا نام ہے:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾

عموماً قرآن کو پڑھتے وقت ہم یہ بسم اللہ پڑھتے ہیں۔ قرآن کے پورے تیس پاروں کے اندر ایک یہ واحد آیت ہے، جو ایک سو چودہ مرتبہ قرآن میں آئی ہے۔ یعنی ایک سو تیرہ مرتبہ سورتوں کے شروع میں آئی ہے اور سورہ نمل میں پوری ایک آیت ہی سورہ نمل کی ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ہے، جس کا نام ﴿بِسْمِ اللّٰهِ﴾ ہے اور اس ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ کے انیس حروف ہیں۔ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾

نبی پاک ﷺ کی حدیث ہے۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس حدیث کے راوی ہیں۔ سنن ابی داؤد کی صفحہ نمبر ایک سو پندرہ، جلد نمبر ایک، کتاب الصلاۃ میں یہ حدیث موجود ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا ہے:

((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يُعْرَفُ فَصْلُ السُّوْرَةِ حَتّٰى تَنَزَّلَ اِلَيْهِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ))

آقا علیہ السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب قرآن کی تلاوت کرتے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں، ہمیں اس بات سے پتہ چل جاتا، جب آپ ﷺ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ پڑھتے تو ہم سمجھ جاتے کہ اب آپ ﷺ دوسری سورت شروع کر رہے ہیں۔ یعنی ہر سورت کے شروع میں ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ آئی ہے اور دوسری روایت میں نبی پاک ﷺ نے فرمایا ہے، یہ ہر سورت کی آیت نہیں، ہر سورت سے الگ ہے، یعنی سورت کی اگر سات آیات ہیں تو ﴿بِسْمِ اللّٰهِ﴾ اس میں شامل نہیں کی گئی۔ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ﴾ کو ہر سورت سے الگ رکھا ہے۔

﴿بِسۡمِ اللّٰہِ﴾ ہر سورت سے الگ قرآن کی ایک آیت ہے اور اس میں برکات بہت زیادہ ہیں، فضائل بہت زیادہ ہیں۔ عظمتیں بہت زیادہ ہیں۔

بڑی توجہ سے میری باتوں کو سنیں!

برکات بسم اللہ:

جناب نوح علیہ السلام نے جب کشتی تیار کی تو پوری قوم والے کہنے لگے، معاذ اللہ نوح علیہ السلام تو پاگل ہو گیا ہے۔ یہاں کوئی سمندر نہیں ہے۔ یہاں پانی تو ہے نہیں پھر کشتی کہاں چلانی ہے؟ یہ کشتی تیار کر رہا ہے۔ پتہ نہیں نعوذ باللہ اس کا ذہنی توازن ٹھیک نہیں، لیکن جناب نوح علیہ السلام کو حکم کس نے فرمایا تھا؟ اللہ پاک کی ذات نے حکم فرمایا تھا، جناب نوح علیہ السلام نے جب کشتی تیار کی تو پانی کا ریلا آیا۔ قرآن کیا کہہ رہا ہے؟ اللہ پاک فرماتے ہیں:

﴿حَتّٰۤی اِذَا جَآءَ اَمۡرُنَا وَفَارَ التَّنُّوۡرُ ۙ قُلۡنَا احۡمِلۡ فِیۡہَا مِنۡ کُلٍّ زَوۡجَیۡنِ اثۡنَیۡنِ وَ اَہۡلَکَ اِلَّا مَنۡ سَبَقَ عَلَیۡہِ الۡقَوۡلُ وَ مَنۡ اٰمَنَ ؕ وَ مَاۤ اٰمَنَ مَعَہٗۤ اِلَّا قَلِیۡلٌ ۝﴾ (ھود: ۴۰)

اس طرح جناب نوح علیہ السلام کشتی تیار کر لیتے ہیں، واقعہ تو کافی لمبا ہے، بہر حال اللہ پاک فرماتے ہیں، اے میرے نوح علیہ السلام! ﴿مِنۡ کُلٍّ زَوۡجَیۡنِ اثۡنَیۡنِ﴾ کائنات کے جوڑے جوڑے اس کشتی میں بٹھا لیں۔ یا اللہ! کتا بھی بٹھا لوں؟ فرمایا بٹھا لیں۔ یا اللہ خنزیر بھی بٹھا لوں؟ فرمایا: بٹھا لیں۔ یا اللہ یہ تو ناپاک جانور ہیں۔ فرمایا: مشرک سے کم ہیں۔ مشرک کتے سے بھی زیادہ ناپاک ہے۔ مشرک خنزیر سے بھی زیادہ ناپاک ہے۔ اس لیے مشرک نہ بٹھائیں۔ باقی کائنات کے جوڑے جوڑے بٹھا لیں۔

یا اللہ! ان کو بٹھا لوں۔ قرآن کہتا ہے: ﴿وَ مَاۤ اٰمَنَ مَعَہٗۤ اِلَّا قَلِیۡلٌ ۝﴾ جب جناب نوح علیہ السلام کشتی میں کائنات کے تمام جوڑوں کو بٹھا لیتے ہیں۔ کشتی چلنے لگی ہے۔ قرآن کہتا ہے۔ اے میرے نبی نوح علیہ السلام جو آپ علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں بیٹھ جائیں، وہ تو تر گئے اور جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ میں سو جائیں۔ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں بائیں سو جائیں۔ ان کے بارہ

میں کیا خیال ہے؟

یہاں تو جناب نوح علیہ السلام کی کشتی میں بیٹھ گئے۔ قرآن کہتا ہے: ﴿وَ مَآ اٰمَنَ مَعَهٗۤ اِلَّا قَلِيْلٌ﴾ ایک بات اور سن لو!

اس طرح بیٹا سامنے کھڑا ہے۔ فرماتے ہیں:

﴿يٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَ لَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ قَالَ سَاٰوِيْۤ اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَآءِ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ وَ حَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ﴾ (ھود، ٤٢، ٤٣)

جناب نوح علیہ السلام اپنے بیٹے سے فرماتے ہیں، اے میرے بیٹے آ جاؤ! میرے ساتھ سوار ہو جاؤ۔ بیٹا کہتا ہے، میں پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا۔ پانی کا ریلا آتا ہے۔ کشتی پانی کے اوپر تیرنے لگ پڑتی ہے۔ یا اللہ! اب آرڈر کیا ہے؟ فرمایا:

﴿وَ قَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا وَ مُرْسٰىهَا اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ (ھود:٤١)

فرمایا: میرے نبی علیہ السلام ﴿بِسْمِ اللّٰهِ﴾ پڑھ کر کشتی کو چلا دیں۔

جناب نوح علیہ السلام نے ﴿بِسْمِ اللّٰهِ﴾ پڑھی ہے۔ جو پانی پہاڑوں کی چوٹیوں تک پہنچنا ہے لیکن دیکھ لو! اللہ پاک نے اپنے نام کی برکت کی وجہ سے کشتی کو جودی پہاڑ پر پہنچا دیا ہے۔

اللہ پاک کے نام میں برکات دیکھ لو کتنی ہیں؟

ابھی بھی سمجھ نہیں آئی تو میں تمہاری ملاقات اللہ پاک کے قرآن میں سے جناب موسیٰ علیہ السلام سے کروا دوں۔

پارہ انیس ہے، وہ پارہ بارھواں تھا۔ اس سورہ کا نام سورۂ ہود تھا۔ یہ پارہ انیس ہے۔ سورہ کا نام سورہ الشعرا ہے۔

جناب موسیٰ علیہ السلام کا دور ہے۔ بڑے بڑے جادوگر آتے ہیں۔ آ کر اپنی اپنی رسیاں پھینکتے ہیں۔ قرآن کیا کہتا ہے؟

﴿یَاْتُوْكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيْمٍ ○ فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ○ وَقِيْلَ لِلنَّاسِ هَلْ اَنْتُمْ مُّجْتَمِعُوْنَ ○ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ اِنْ كَانُوْا هُمُ الْغَالِبِيْنَ○﴾ (الشعراء:۳۷۔۴۰)

پورا مصر شہر ہے۔ تمام جادوگر اکٹھے ہو جاتے ہیں، فرعون کا نام لے کر بڑے بڑے جادوگروں کو بلایا جاتا ہے۔ جادوگر اکٹھے ہو کر میدان میں آجاتے ہیں۔ فرعون کہتا ہے، تمہیں آدھی سلطنت دے دوں گا، اگر آج تم جناب موسیٰ علیہ السلام کو شکست دے دو۔ موسیٰ علیہ السلام بھی بہت بڑا جادوگر ہے، مگر میں چاہتا ہوں، تمہارا جادو اتنا بڑا ہونا چاہیے کہ جناب موسیٰ علیہ السلام مغلوب ہو جائیں۔ تم غالب ہو جاؤ۔ یہ جادوگر آتے ہیں۔

﴿فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغَالِبُوْنَ○﴾ (الشعراء:۴۴)

ان جادوگروں نے اپنی اپنی رسیاں پھینکیں۔ کہتے کیا ہیں؟ ہمیں فرعون کی عزت کی قسم ہے۔ ہمیں فرعون کے نام کی قسم ہے۔ فرعون کا نام لے کر یہ اپنی اپنی رسیاں پھینکتے ہیں۔ ان کی رسیاں سانپ بن جاتی ہیں۔ جناب موسیٰ علیہ السلام نے جب دیکھا تو گھبرا گئے۔ فرمایا: اے میرے موسیٰ علیہ السلام! ﴿لَا تَخَفْ﴾ ڈرنا نہیں، عرش والے مجھے کیا حکم ہے؟ فرمایا:

﴿فَاَلْقٰى مُوْسٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ○﴾ (الشعراء:۴۵)

یہ جو تمہارے ہاتھ میں عصا ہے۔ انہوں نے فرعون کا نام لے کر رسیاں پھینکی ہیں۔ آپ علیہ السلام میرا نام لے کر اپنے اس عصا کو پھینک دیں۔ جناب موسیٰ علیہ السلام عصا پھینکنے لگتے ہیں اور فرماتے کیا ہیں؟ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○﴾ جناب موسیٰ علیہ السلام نے ﴿بِسْمِ اللّٰهِ﴾ پڑھ کر عصا پھینک دیا۔ وہ عصا بہت بڑا اژدھا بن گیا اور ان کے چھوٹے چھوٹے سانپوں کو کھا جاتا ہے۔ یہ تمام جادوگر دیکھتے رہ گئے۔

قرآن کہتا ہے:

﴿فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سَاجِدِيْنَ○﴾ (الشعراء:۴۶)

وہ جتنے جادوگر تھے۔ سارے سجدے میں گر پڑتے ہیں اور کہتے ہیں؟

﴿قَالُوْا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ رَبِّ مُوْسٰی وَهٰرُوْنَ○﴾

(الشعراء:٤٧، ٤٨)

کہتے ہیں، ہم اس رب پر ایمان لے آئے ہیں، جو پوری کائنات کو پالنے والا ہے۔

جب جناب موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا اژدھا بن گیا۔ وہ چھوٹے چھوٹے سانپوں کو نگل جاتا ہے۔ جناب موسیٰ علیہ السلام اللہ پاک کی توفیق سے غالب آ گئے۔ ذات کس کا نام لیا ہے؟ اللہ پاک کی ذات کا نام لیا ہے۔ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ﴾ پڑھ کر عصا پھینکا ہے۔

یہ تمام جادوگر اللہ پاک پر ایمان لے آتے ہیں۔

بات سننے والی ہے۔ یہ فرعون آگے سے کیا کہتا ہے؟ کہتا ہے:

﴿لَاُقَطِّعَنَّ اَیْدِیَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِیْنَ○﴾

(الشعراء:٤٩)

یہ کہتا ہے، ان کی دائیں ٹانگیں اور بائیں ہاتھ کاٹ دو، جادوگر کہتے ہیں۔ اب جان تو جاسکتی ہے لیکن ایمان نہیں جاسکتا۔

ایمان والوں کا شیوہ ہے۔

کائنات جاتی ہے تو جائے۔ نہ عرش والا رب جائے، نہ مدینے والا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جائے۔

ایمان والے پھانسی پر لٹک کر بھی ہائے ہائے نہیں کرتے بلکہ واہ واہ کرتے ہیں۔

کہتا ہے، ہاتھ کاٹ دو۔ سولی پر لٹکا دو۔ ان کی ٹانگیں کاٹ دی جاتی ہیں۔ ان کے بائیں بازو کاٹ دیے جاتے ہیں۔ کسی کی بائیں ٹانگ اور دائیاں ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے۔ یہ کیا کہتے ہیں؟ اے فرعون سن لے! ہمارے جسم کا انگ انگ بھی کاٹ دیا جائے، ہم پھر بھی جناب موسیٰ علیہ السلام کے رب کو نہیں چھوڑیں گے۔

ایمان والوں کا یہ شیوہ ہے۔ ایمان والوں کی یہ تاریخ ہے کہ اپنے جاتے ہیں تو جائیں۔

بیگانے جاتے ہیں تو جائیں۔ یار جاتے ہیں تو جائیں، اغیار جاتے ہیں تو جائیں، صدارتیں جاتی ہیں تو جائیں، وزارتیں جاتی ہیں تو جائیں لیکن ایک رب نہ جائے اور ایک اس کا مصطفیٰ ﷺ نہ جائے۔

﴿قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَآئُکُمْ﴾ ایک طرف ماں باپ ہوں، ایک طرف بھائی بہن ہوں۔ کہتے کیا ہیں؟ دیکھ لو بابا جی صمصام رحمہ اللہ کہہ گئے ہیں۔ فرماتے ہیں:

میں تن وار دیواں میں من وار دیواں
مدینے دے چن توں میں چن وار دیواں
میں چن نوں وی کر کے دو کھن وار دیواں
مدینے دے پھل توں میں چمن وار دیواں
میں اولاد، بھینا بھائی وار دیواں
سنے بیویاں، باپ مائی وار دیواں
میں شاہ رگ توں شاہ رگ دی رگ وار دیواں
میں اودی جتی اتوں جگ وار دیواں

دیکھ لو! ایمان والوں کی یہ علامات ہیں۔ وہ سولی پر چڑھ جاتے ہیں۔ خنجر کھا لیتے ہیں۔ بموں کے دھماکوں میں جسم کو چھلنی کروا لیتے ہیں۔ جیلوں میں چلے جاتے ہیں۔ ہتھکڑیاں پہن لیتے ہیں۔ کالے پانیوں میں داخل ہو جاتے ہیں۔ بالاکوٹ کی سرزمین کو اپنے لہو سے لہولہان کر دیتے ہیں۔ ان کے قیمہ قیمہ سے بھی آواز آتی ہے تو خدا کی خدائی کی آتی ہے، مصطفیٰ ﷺ کی مصطفائی کی آتی ہے۔

کہتے ہیں، ہاتھ کٹتے ہیں تو کٹ جائیں، پاؤں کٹتے ہیں تو کٹ جائیں، لیکن جناب موسیٰ علیہ السلام کے رب کو نہیں چھوڑنا۔

کیوں جی بتاؤ۔ جناب موسیٰ علیہ السلام کے ﴿بِسْمِ اللّٰہِ﴾ پڑھنے میں کتنی برکت ہے؟ ﴿بِسْمِ اللّٰہِ﴾ ہی پڑھی ہے؟ اب ذرا غور فرمائیں۔

جہانوں کے پیر علیہ السلام کے صحابی سیدنا انس رضی اللہ عنہ جو میرے مصطفیٰ ﷺ کے خادم ہیں۔ میرے آقا علیہ السلام کو وضو کروانے والے، میرے مصطفیٰ ﷺ کی زیارتیں کرنے والے، یہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کیا بیان کرتے ہیں؟ اب حدیث سن لو!

صحیح مسلم، صفحہ نمبر ایک سو بہتر، جلد نمبر ایک، کتاب الصلاۃ ہے۔

حوالے نوٹ کیا کرو۔ جس بات کی سمجھ نہ آئے، پوچھ لیا کرو۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ایک دن ہم جہانوں کے پیر علیہ السلام کے پاس بیٹھے ہیں۔ آپ ﷺ مسجد نبوی ﷺ میں تشریف فرما ہیں۔ ((اِذْ اَغْـضٰـى اِغْفَاءَةً)) جہانوں کے پیر علیہ السلام کو اچانک غنودگی چھا جاتی ہے، غنودگی چھا گئی۔ آپ ﷺ نے آنکھیں بند کر لیں۔ ((ثُـمَّ رَفَـعَ رَاْسَـهٗ مُتَبَسِّـمًا)) جہانوں کے پیر ﷺ نے اچانک اپنے سر کو اٹھایا ہے۔ آقا علیہ السلام مسکرا رہے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں۔ ((مَـا اَضْـحَكَ)) محبوب ﷺ! آپ ﷺ کے مسکرانے کی وجہ کیا ہے؟ آپ ﷺ مسکرائے کیوں ہیں؟ فرمایا: ((اُنْـزِلَـتْ عَـلَـیَّ اٰنِفًا سُـــوْرَةٌ)) میرے پاس ابھی جناب جبرائیل علیہ السلام ایک سورت لے کر آئے ہیں۔ محبوب ﷺ کون سی سورت ہے؟ فرمایا:

﴿فقرء بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اِنَّاۤ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ o فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ o اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ o﴾

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سن لو! آقا علیہ السلام فرماتے ہیں۔

((اِنَّ سُوْرَةً فِـى الْقُرْاٰنِ ثَـلَاثُوْنَ اٰيَةً شَفَعَتْ لِرَجُلٍ غُفِرَلَهٗ وَهِيَ تَبَارَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ))

آقا علیہ السلام فرماتے ہیں۔ اے دنیا والو! تیس آیات والی سورت پڑھ لیا کرو۔ رات کو سوتے وقت پڑھ لیا کرو، جس کا نام سورۂ ملک ہے۔ فرمایا: ((غُـفِرَتْ لَهُ الذُّنُوْبُ)) اللہ پاک اس انسان کے گناہوں کو معاف فرما دیں گے۔

دوسری حدیث میں آتا ہے۔ جو سورۂ ملک اور سورۂ سجدہ رات کو پڑھ کر سوتا ہے۔ فرمایا: وہ قبر کے عذاب سے محفوظ رہے گا۔ انسان کو یہ اس طرح قبر میں ڈھانپ لیں گی۔ جس طرح مرغی اپنے پروں کے نیچے اپنے بچوں کو چھپا لیتی ہے۔ اس طرح سورۂ ملک اور سورۂ سجدہ جو رات کو سوتے وقت پڑھتا ہے۔ اس انسان کو سورۂ سجدہ اور ملک اللہ پاک کے فضل سے اپنی رحمت کے پروں میں ڈھانپ لیں گی یعنی اللہ پاک اس کو عذاب نہیں ہونے دیں گے۔

اللہ پاک عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

آؤ نہ ذرا غور کرو۔

یہ جو حدیث ہے۔ مشکوٰۃ کی حدیث ہے۔ صفحہ نمبر ایک سو ستاسی ہے۔ یہ حدیث ترمذی میں بھی آتی ہے۔ ابو داؤد میں بھی آتی ہے۔ نسائی میں بھی آتی ہے۔

اب ذرا غور کرو۔

احترام بسم اللہ:

اگر کوئی انسان راستے میں جا رہا ہو، یہ دیکھتا ہے۔ زمین پر ایک ورق گرا ہوا ہے، اس کے اوپر لکھا ہے: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝﴾ اس پر ﴿بِسْمِ اللّٰهِ﴾ لکھی ہے۔ یہ ورق اٹھا لیتا ہے۔ اس کو صاف کر کے جیب میں ڈال لیتا ہے یا کسی دیوار کے سوراخ میں دے دیتا ہے۔

جہانوں کے پیر علیہ السلام فرماتے ہیں، تفسیر کبیر میں موجود ہے۔ صفحہ نمبر اٹھاسی، جلد نمبر ایک ہے۔ غنیۃ الطالبین اردو میں صفحہ نمبر دو سو ایک پر پیر عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ یہ حدیث تفسیر کبیر میں آئی ہے۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں۔ اس حدیث کے بھی سیدنا انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں۔ حدیث بھی مرفوع ہے۔ فرمایا:

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ رَفَعَ قِرْطَاسًا مِنَ الْاَرْضِ فِيْهِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اِجْلَالًا لِلّٰهِ كَتَبَ عِنْدَهٗ مِنَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَخَفَّ عَنْ وَالِدَيْهِ))

جہانوں کے پیر علیہ السلام فرماتے ہیں:

جس نے ﴿بِسْمِ اللّٰہِ﴾ لکھے ہوئے پرزے کو زمین سے اٹھایا۔ اللہ پاک قیامت والے دن اسے صدیقین میں شامل فرمالیں گے۔ ((وَخَفَّ عَنْ وَالِدَيْ)) اگر اس کے والدین مر گئے ہیں۔ اللہ پاک اس کے والدین کو قبر کے عذاب سے محفوظ فرمالیں گے۔

ابھی بی سمجھ نہیں آئی تو کشف المحجوب اٹھالیں۔ حضرت علی ہجویری رحمہ اللہ کی کشف المحجوب اٹھالیں۔ انہوں نے ایک بشر حافی کا واقعہ لکھا ہے۔ یہ بشر حافی کون ہے؟ زمانے کا بہت بڑا شرابی ہے، زانی ہے۔ شراب خانہ سے شراب پی کر نکلتا ہے۔ شراب کے نشے میں شرابور ہے۔ گلی میں دیکھتا ہے۔ اسے مٹی میں سے ایک ﴿بِسْمِ اللّٰہِ﴾ کا لکھا ہوا پرزہ مل جاتا ہے۔ یہ اسے صاف کرتا ہے۔ عطر لگاتا ہے۔ اس کو ایک شیشے میں لگا کر سامنے لٹکا دیتا ہے اور ساتھ اللہ پاک کے نام پر انگلی رکھ رکھ کر کہتا ہے۔ یا اللہ تم جتنے اونچے تھے۔ لوگوں نے اتنا ہی تجھے نیچے پھینک دیا ہے۔ ساتھ روئے جاتا ہے اور ساتھ اللہ پاک کے نام سے باتیں کیے جاتا ہے۔ یہ اسی عالم میں سوجاتا ہے، آواز آتی ہے۔ "یَا بِشْرُ طَيَّبْتَ اِسْمِیْ فَبِعِزَّتِی لَاُطَيِّبَنَّ اِسْمَكَ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ" اے بشر تم نے میرے نام کو دھول اور مٹی سے پاک کیا ہے۔ جاؤ میں نے تمہارے دفتر کو گناہوں سے پاک کر دیا ہے۔ تم نے ہمارے نام کو پاک کیا ہے۔ ہم نے دنیا اور آخرت میں تمہاری برائیوں والا کھاتہ ہی صاف کر دیا ہے۔ یہی بشر حافی پھر وقت کا ولی بنتا ہے۔ اہل دل نے بڑا پیارا نقشہ کھینچا ہے۔ کہتا ہے:

توں اج ادبوں گرد اتاری اسم اساڈے پاروں
پاک کیتے اساں دفتر تیرے تے حکم ہویا سرکاروں

اللہ پاک کے نام کی کتنی عظمت ہے؟ ﴿بِسْمِ اللّٰہِ﴾ کی شان کتنی ہے؟ مقام کتنا ہے؟ ہم اخبار میں پڑھتے ہیں۔ اوپر ﴿بِسْمِ اللّٰہِ﴾ لکھی ہے۔ اللہ پاک کا نام لکھا ہے۔ اسی طرح پکڑ کر گلی میں پھینک دیتے ہیں۔ وہ قوم کس طرح عزت پا سکتی ہے، جس نے اللہ پاک

کے نام کی عزت نہیں کی۔

یارو! ﴿بِسۡمِ اللّٰهِ﴾ کی عزت کا اتنا فائدہ ہے اور ﴿بِسۡمِ اللّٰهِ﴾ کی فضیلت سنو!

فضیلت بسم اللہ:

تفسیر مظہری میں مولانا ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ نے اس واقعہ کو نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں، جناب موسیٰ علیہ السلام جا رہے ہیں۔ قبرستان میں سے گزرے تو ایک قبر میں سے آگ شعلے مار رہی ہے۔ دیکھ کر فرمانے لگے یا اللہ! میری آنکھ نے اس طرح کی آگ نہیں دیکھی۔ یہ انسان کیا گناہ کرتا تھا؟ فرمایا: اے موسیٰ علیہ السلام یہ نہیں بتانا کہ یہ کیا گناہ کرتا تھا لیکن واپس آئیں، پھر بتاؤں گا۔

واپس آئے، وہی قبر کی آگ گلزار بن گئی ہے۔ جناب موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں۔ یا اللہ! یہ کیا معاملہ ہے؟ جب میں گیا تھا، تب نار تھی، اب گلزار ہے۔ فرمایا: میرے موسیٰ علیہ السلام میں نے یہ نہیں بتانا کہ یہ کیا برائیاں کرتا تھا؟ گناہ کون سے کرتا تھا، لیکن اے موسیٰ علیہ السلام یہ انسان دنیا سے فوت ہوا ہے۔ اس کی بیوی کے ہاں بچی، بچہ پیدا ہونے والا تھا۔ اس کے مرنے کے بعد بچے نے جنم لیا ہے۔ اس بچے نے آج پہلے دن چھوٹی سی زبان سے پڑھا ہے۔ ﴿بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ۝﴾ آج پہلے دن اس نے زمین پر میرا نام لیا ہے۔

اس کے بچے نے چھوٹی سی زبان سے میرا نام لیا ہے۔ مجھے عرش پر اپنے نام کی شرم آ گئی۔ اس کے بچے کے ﴿بِسۡمِ اللّٰهِ﴾ پڑھنے کی وجہ سے میں نے اس کی زندگی کے گناہوں کو معاف کر کے اس کی قبر کی نار کو گلزار بنا دیا ہے۔

لاہوریو! بچہ ﴿بِسۡمِ اللّٰهِ﴾ پڑھے تو باپ کی قبر ٹھنڈی ہو جائے۔ اگر بچہ قرآن کا حافظ ہی بن جائے، پھر کتنی عظمت ہو گی؟ ذرا غور کرو۔

جس دن جناب جبرائیل علیہ السلام غار حرا میں وحی لے کر آتے ہیں۔ جناب جبرائیل علیہ السلام نے آ کر جہانوں کے پیر علیہ السلام کو اس طرح سینے سے زور سے لگایا ہے۔ جناب جبرائیل علیہ السلام کیا فرماتے ہیں؟ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! ﴿اقرا﴾ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ((مَا اَنَا بِقَارِئٍ))

میں تو پڑھا ہی نہیں، پھر جناب جبرائیل علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ﴿اِقْـــرَاْ﴾ آقا علیہ السلام پھر فرماتے ہیں، ((مَــا اَنَــا بِقَـارِئٍ)) میں تو پڑھا ہی نہیں۔ جناب جبرائیل علیہ السلام نے پھر اس طرح بازوؤں میں لے کر دبایا ہے۔ پھر فرماتے ہیں: ﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ o﴾

اسم سے مراد مفسرین نے لکھا ہے، جناب جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: ﴿اِقْــرَاْ﴾ پڑھیں۔

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾

دیکھو لو! جناب جبرائیل علیہ السلام بھی آ کر پہلے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ﴿بِسْمِ اللّٰهِ﴾ ہی پڑھا رہے ہیں۔ ابتدا ﴿بِسْمِ اللّٰهِ﴾ سے ہی ہو رہی ہے۔ قرآن ﴿بِسْمِ اللّٰهِ﴾ سے ہی شروع ہو رہا ہے۔

جناب عیسیٰ علیہ السلام کی ماں ان کو لے کر ایک پادری کے پاس جاتی ہیں۔ داخل کروانے کے لیے لے کر جاتی ہیں۔ پادری کہتا ہے، بیٹا ((يَـا وَلَـدُ اِقْـرَاْ بِسْمِ اللّٰهِ)) جناب عیسیٰ علیہ السلام اس پادری سے فرماتے ہیں۔ ((مَا بسم اللّٰه)) مجھے بتائیں ((بِسْمِ اللّٰهِ)) کیا چیز ہے؟ پادری جناب عیسیٰ علیہ السلام کی ماں سیدہ مریم علیہا السلام سے کہتا ہے۔ اے مریم علیہا السلام تمہارا یہ بیٹا آنے والے وقت کا نبی ہو گا۔ اسے لے جائیں یہ تو پہلے ہی پڑھا ہوا ہے۔ جناب عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں، ﴿بِسْـمِ اللّٰـهِ﴾ سے کیا مراد ہے؟ یہ تو بتاؤ۔ اس کو آگے سے جواب نہیں آتا۔ جناب عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں، سنو میں بتاتا ہوں۔ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ﴾ کیا ہے؟ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ﴾ کی ب سے مراد اللہ پاک کے نام کی برکات ہیں۔ اسم سے مراد اللہ پاک کے نام ہیں۔ اللہ سے مراد اللہ ﴿رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ اللہ اسے کہتے ہیں، جو زمین و آسمان کا رب ہو۔

دنیا کے لوگو! لوح قلم میں جب اللہ پاک نے قلم کو بنایا ہے۔ دوات کو بنایا ہے۔ اللہ پاک فرماتے ہیں۔ اے قلم لکھو! یا اللہ! کیا لکھوں؟ فرمایا: ((مَـا اَكْتُـبُ عَـلَى اللَّوْحِ)) لوح محفوظ پر لکھ دے۔ کیا لکھوں؟ فرمایا: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o﴾ قلم نے بھی لکھا ہے۔ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o﴾ جناب موسیٰ علیہ السلام فرعون کی اذیت سے بڑے پریشان ہو جاتے ہیں۔ ایک دن جناب موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں۔ یا اللہ اس فرعون کو

غرق کیوں نہیں کرتے؟ اس کو تباہ کیوں نہیں کرتے؟ فرمایا: اے میرے موسیٰ علیہ السلام! اس کے محل کی طرف تو جائیں۔ جناب موسیٰ علیہ السلام اس کے محل کی طرف جاتے ہیں۔ اس کے محل کے مین گیٹ پر ایک تختی لکھی ہے۔ اس پر لکھا ہے۔ ﴿بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ٥﴾ فرمایا: اے میرے موسیٰ علیہ السلام جب تک ﴿بِسۡمِ اللّٰهِ﴾ موجود ہے۔ اس کو میں غرق نہیں کر سکتا۔ جب یہ اس میں سے باہر نکلے گا۔ تب ہی غرق کروں گا۔

جب یہ فرعون اپنی فوج لے کر جناب موسیٰ علیہ السلام کا پیچھا کرتا ہے۔ دریائے قلزم ہے۔ سامنے دریا کی موجیں ہیں۔ پیچھے فرعون کی فوجیں ہیں۔ اب فرعون حدود سے باہر نکلا ہے۔ اللہ پاک نے اس دریا میں اس کو غرق کر دیا ہے۔

دیکھ لو! ﴿بِسۡمِ اللّٰهِ﴾ کی اتنی برکات ہیں۔

اللہ پاک کے باغی کے دروازے پر ﴿بِسۡمِ اللّٰهِ﴾ لکھی ہو تو وہ بھی غرق نہیں ہوتا۔ اتنی برکات والی یہ آیت ہے۔

ابھی بھی سمجھ نہیں آئی تو میرا دل کرتا ہے۔ میں تمہیں ایک اور روایت سنا دوں۔

شیطان تین باتوں پر بہت زیادہ رویا ہے۔ تین باتوں پر شیطان بہت زیادہ پیٹا ہے۔ پہلی بات یہ ہے۔

(۱) جس دن شیطان نے جناب آدم علیہ السلام کو سجدہ نہیں کیا۔ اللہ پاک فرماتے ہیں، اے شیطان!

﴿فَاخۡرُجۡ مِنۡهَا فَاِنَّكَ رَجِیۡمٌ ٥ وَاِنَّ عَلَیۡكَ لَعۡنَتِیۡۤ اِلٰی یَوۡمِ الدِّیۡنِ٥﴾

جاؤ میرے گھر سے نکل جاؤ۔ تم نے آدم علیہ السلام کو سجدہ نہیں کیا۔ جاؤ تم پر قیامت تک لعنت ہے۔

دوسری بات کیا ہے؟

(۲) ((حِیۡنَ وُلِدَ نَبِیٌّ ﷺ)) جس دن آقا علیہ السلام دنیا پر جنم لیتے ہیں۔ شیطان اپنے سر

کے بالوں کو کھینچتا ہے۔ اپنے سر میں مٹی ڈالتا ہے۔

شیطان کے چیلے پوچھتے ہیں۔ تم اتنے کیوں رو رہے ہو؟ شیطان کہتا ہے: آج وہ نبی ﷺ آیا ہے، جو میرے ساتھیوں کو جہنم سے ہٹا کر جنت کے راستے پر ڈال دے گا۔ میری تمام کوششیں ناکام ہو جائیں گی۔

آقا علیہ السلام دنیا پر آئے تو شیطان بہت ہی زیادہ رویا ہے۔

تیسری بات کیا ہے؟

(۳) ((حِيْنَ أُنْزِلَتْ فَاتِحَةُ الْكِتَابِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ))

جس دن جناب جبرائیل علیہ السلام ﴿بِسْمِ اللّٰهِ﴾ اور سورہ فاتحہ لے کر آتے ہیں۔ شیطان اس دن بھی بہت زیادہ روتا ہے۔

اے شیطان! تم کیوں روتے ہو؟ کہتا ہے، آج ایک ایسی آیت نازل ہوئی ہے۔ جس نے مجھے جلا کر رکھ دیا ہے۔ جو ﴿بِسْمِ اللّٰهِ﴾ پڑھے گا، اس کے کھانے میں سے برکت نہیں جائے گی۔ اس کے ساتھ میں کھانا نہیں کھا سکوں گا۔ یہ آیت ایسی آیت ہے۔ اس کے نازل ہونے سے مجھ پر آسمان سے آگ برسنا شروع ہو گئی ہے۔

یہ روئے جا رہا ہے۔ اپنے سر میں مٹی ڈالے جا رہا ہے۔ روتا کیوں ہے؟

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ٥﴾ نازل ہوئی ہے۔

ابھی بھی سمجھ نہیں آئی تو آؤ میں تمہیں ایک اور حدیث سنا دوں۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"أَوَّلُ مَا أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ عَلٰى اٰدَمَ فَقَالَ اٰمِنَ ذُرِّيَّتُكَ مِنَ الْعَذَابِ فَادْعُهُمْ بِقِرَاءَتِهَا))

جناب آدم علیہ السلام پر بھی پہلی آیت یہی نازل ہوئی۔ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ٥﴾ جناب آدم علیہ السلام فرماتے ہیں۔ اے جبرائیل علیہ السلام بتاؤ اس کی برکات کیا ہیں؟ فرمایا آدم علیہ السلام جی! آپ علیہ السلام کی اولاد میں سے جو ﴿بِسْمِ اللّٰهِ﴾ پڑھے گا۔ اللہ پاک اسے

اپنے عذاب سے آزاد کر دیں گے۔

ابھی بھی تمہیں سمجھ نہیں آئی، تو میرا دل کرتا ہے تو میں تمہیں قرآن سنا دوں۔

جناب سلیمان علیہ السلام نے ایک موقع پر حاضری لگائی۔ دیکھا ہد ہد نہیں ہے۔ قرآن کیا کہتا ہے؟

﴿فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَدْخِلْنِي بِرَحْمَتِكَ فِي عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ ○ وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَا أَرَى الْهُدْهُدَ أَمْ كَانَ مِنَ الْغَائِبِينَ ○ لَأُعَذِّبَنَّهُ عَذَابًا شَدِيدًا أَوْ لَأَذْبَحَنَّهُ أَوْ لَيَأْتِيَنِّي بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ○ فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيدٍ فَقَالَ أَحَطتُ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهِ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَإٍ بِنَبَإٍ يَقِينٍ○﴾ (النمل:۱۹۔۲۲)

جناب سلیمان علیہ السلام حاضری لگاتے ہیں۔ ﴿مَا لِيَ لَا أَرَى الْهُدْهُدَ﴾ مجھے کیا ہو گیا ہے؟ مجھے ہد ہد نظر نہیں آتا۔

جناب سلیمان علیہ السلام کو جو زندہ ہیں۔ انہیں نظر نہیں آ رہا تو تمہارے قبروں میں پڑے مردے کیا دیکھتے ہیں؟

جناب سلیمان علیہ السلام کیا فرماتے ہیں؟ ﴿مَا لِيَ لَا أَرَى الْهُدْهُدَ﴾ مجھے کیا ہو گیا ہے، مجھے ہد ہد کیوں نہیں نظر آ رہا؟ یہ ہد ہد آئے گا۔ ﴿لَأُعَذِّبَنَّهُ عَذَابًا شَدِيدًا﴾ میں مار مار کر اس کی چمڑی ادھیڑ دوں گا۔ ﴿أَوْ لَأَذْبَحَنَّهُ﴾ یا میں اسے ذبح کر دوں گا۔ ﴿أَوْ لَيَأْتِيَنِّي بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ﴾ یا اپنے غیب ہونے کی کوئی دلیل پیش کرے گا کہ میں اس لیے غیب تھا۔

﴿فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيدٍ﴾ تھوڑی دیر گزری تو ہد ہد آ جاتا ہے۔ ہد ہد آ کر کیا کہتا ہے؟ ﴿فَقَالَ أَحَطتُ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهِ﴾ اے نبی سلیمان علیہ السلام میں وہ ڈائریاں لے کر آیا ہوں۔ جن ڈائریوں کا آپ کو پتہ ہی نہیں۔ یہ کہتا ہے، نبی علیہ السلام نَبَأٌ میں سے ہے۔ نبی علیہ السلام کو ہر چھپی بات کا پتہ ہے۔ نَبَأٌ نہیں تو نبی علیہ السلام ہے۔ نَبَأٌ کس کے پاس ہے؟ ہد ہد کے پاس

ہے۔ہد ہد کہتا ہے۔ میں وہ ڈائری لے کر آیا ہوں۔ وہ نَبَأٌ خبر لے کر آیا ہوں، جن خبروں کا آپ علیہ السلام کو پتہ ہی نہیں۔ نَبَأٌ میرے پاس ہے، لیکن میں نبی نہیں، نبی علیہ السلام آپ علیہ السلام ہیں۔ ہد ہد کا بھی عقیدہ ہے کہ نبی علیہ السلام کو علم غیب نہیں ہے۔ واہ ہد ہد میں تمہاری بصیرت پر جہان واردوں۔

ہد ہد کہتا ہے۔ نبی سلمان علیہ السلام جن ڈائریوں کو میں لے کر آیا ہوں۔ ملک صبا کی ان خبروں کا آپ علیہ السلام کو پتہ ہی نہیں۔ فرماتے ہیں، کون سی ڈائریاں لے کر آئے ہو؟ ہد ہد کہتا ہے:

﴿اِنِّیْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَاُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ﴾

اے نبی سلیمان علیہ السلام میں یہ ڈائری لے کر آیا ہوں۔ وہاں ایک بی بی حکومت کر رہی ہے۔ بی بی کی حکومت ہد ہد کو بھی اچھی نہیں لگتی۔ ہمیں اچھی لگتی ہے۔ بہت بڑا سانحہ ہوا ہے۔ بے نظیر کا قتل ملک کی تباہی کا سبب ہے۔ اس لیے اہل حدیث کہتے ہیں، ہم اس بات کا احتجاج کریں گے۔ بے نظیر کے قاتلوں کو گرفتار کیا جائے اور ان کو ان کے انجام تک پہنچایا جائے۔

بات ٹھیک ہے؟

صحیح بخاری کی حدیث ہے۔ جہانوں کے پیر علیہ السلام فرماتے ہیں۔ وہ قوم کبھی بھی فلاح نہیں پا سکتی، جس نے کسی عورت کو حکمران بنالیا ہے۔

ذرا غور کرو!

قرآن کیا کہتا ہے؟ ہد ہد کہہ رہا ہے؟ پہلی بات یہ ہے کہ ان کی حکمران ایک عورت ہے۔ دوسری بات کیا ہے؟

﴿وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾

اے نبی سلیمان علیہ السلام وہ اور اس کی جو قوم ہے۔ اللہ پاک کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کر رہے

ہیں۔ اللہ پاک کو چھوڑ کر سورج کے سامنے جھک رہے ہیں۔

﴿وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ﴾ (النمل:٢٤)

بات سننے والی ہے۔ اے ہد ہد پھر سجدہ کس کو ہونا چاہیے؟ ہد ہد کہتا ہے۔

﴿اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ﴾

یا اللہ! جتنی عقل اسے دی ہے۔ اتنی عقل آج کے مشرک کو بھی دے دو۔ جناب سلیمان علیہ السلام جی سجدہ تو اللہ کے لیے ہی ہے۔ انسان اللہ پاک کے سامنے ہی جھکتے ہوئے اچھا لگتا ہے۔ ہد ہد کیوں اللہ پاک کی پوجا کرنی چاہیے؟ ہد ہد کہتا ہے:

﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ﴾

جناب سلیمان علیہ السلام کیا فرماتے ہیں؟

﴿قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكَاذِبِيْنَ اِذْهَبْ بِّكِتَابِيْ هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُوْنَ﴾

(النمل:٢٧، ٢٨)

جناب سلیمان علیہ السلام فرماتے ہیں۔ اب تم جو ڈائری لے کر آئے ہو، میں نے اس کی تصدیق کرنی ہے، یہ سچی ہے کہ جھوٹی ہے، اب اس طرح کرو، یہ میری طرف سے ایک چٹھی لے جاؤ۔ میری یہ چٹھی اس ملکہ بلقیس کو پہنچا دو۔ خود وہاں بیٹھ جانا اور اس چٹھی کا جواب لے کر آنا۔

ملکہ بلقیس اس طرح آرام کر رہی ہے۔ ہد ہد روشن دان میں سے جاتا ہے۔ ملکہ بلقیس کے سینے پر چٹھی گرا کر خود ہد ہد روشن دان میں بیٹھ جاتا ہے۔ جب ملکہ بلقیس نے چٹھی پڑھی تو اپنے وزراء اور مشیروں کو اکٹھا کرتی ہے۔

﴿قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّيْۤ اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ﴾

لاہوریو! چٹھی کی پہلی لائن کون سی لکھی ہے؟

﴿إِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَإِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝﴾
لاکھوں من سونا ہوتو لکھ کر لے جاؤ، حق ادا نہیں ہوتا۔
﴿إِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَإِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝﴾
جناب سلیمان علیہ السلام نے بھی پہلے لکھا ہے۔
﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝﴾
اب ایک اور حدیث سن لو! غور کرو۔
یہ حدیث میں فتح القدیر سے میں پڑھنے لگا ہوں۔
سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:
((مَنْ قَرَأَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ كَتَبَ اللّٰهُ بِكُلِّ حَرْفٍ أَرْبَعَةَ آلَافِ حَسَنَةٍ وَمَحَا عَنْهُ أَرْبَعَةَ آلَافِ سَيِّئَةٍ وَرَفَعَ لَهٗ أَرْبَعَةَ آلَافِ دَرَجَةٍ))

جہانوں کے پیر علیہ السلام فرماتے ہیں، جو آدمی ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝﴾ پڑھتا ہے۔ ایک حرف کے عوض میں اللہ پاک اس کے نامہ اعمال میں چار ہزار نیکی درج فرما دیتے ہیں۔ چار ہزار برائیاں مٹا دیتے ہیں۔ چار ہزار اس کے درجات بلند فرما دیتے ہیں۔

حدیث بھی ثقہ ہے۔ اب چار ہزار کو انیس حروف سے ضرب دو۔ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ﴾ کے انیس حروف ہیں۔ چار ہزار کو انیس سے ضرب دیں تو چھہتر ہزار بنتا ہے۔

﴿بِسْمِ اللّٰهِ﴾ پڑھنی ہے۔ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝﴾
جب تم ایک بار پڑھو گے۔ اللہ پاک چھہتر ہزار نیکی تمہارے نامہ اعمال میں درج فرما دیں گے۔ چھہتر ہزار برائیاں مٹا دیں گے۔ چھہتر ہزار درجات بلند فرما دیں گے۔

میرے بھائیو! ابھی بھی سمجھ نہیں آئی تو آؤ میں تمہیں ایک اور حدیث دکھا دوں۔
سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ تفسیر قرطبی، صفحہ نمبر بانوے، جلد نمبر ایک ہے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کیا فرماتے ہیں؟ بڑے کمال کی بات ہے۔ فرماتے ہیں،

﴿بِسْمِ اللّٰہِ﴾ کے حروف بھی انیس ہیں اور جہنم کے داروغہ بھی انیس ہیں۔

جو آدمی پڑھتا ہے۔ ﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○﴾ اللہ پاک اسے جہنم کے انیس داروغہ سے آزاد کر دیتے ہیں۔

یہ فضائل بسم اللہ ہیں۔

آگے ایک اور حدیث سن لو!

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی مرفوع حدیث ہے:

((اِنَّ الْمُعَلِّمِ اِذَا قَالَ لِوَلَدِہٖ قُلْ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فَقَالَ کُتِبَ لِلْمُعَلِّمِ وبِبِسْمِہٖ وَلِاَبْوَیْہِ بَرَاءَۃٌ مِّنَ النَّارِ))

تفسیر الدر المنضود، صفحہ نمبر نو اور جلد نمبر ایک ہے۔

آقا علیہ السلام فرماتے ہیں۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی مرفوع روایت ہے۔ جو آدمی اپنے بچے کو سکھاتا ہے۔ ﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○﴾ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، سکھانے والے کو بھی اور بچے کے والدین کو بھی اللہ پاک جہنم کی آگ سے آزاد فرما دیں گے۔

یا اللہ تیرے نام میں کتنی برکات ہیں؟

میرے بھائیو! یہ جو چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ ان کی تختیاں صاف ہوتی ہیں۔ ان تختیوں پر جو بات شروع سے لکھ دی جائے۔ وہ پھر لکھی ہی رہے گی۔ بچے کو ﴿بِسْمِ اللّٰہِ﴾ سکھاؤ گے تو وہ قرآن کا حافظ بنے گا۔

حافظ عبد المنان وزیر آبادی رحمہ اللہ کے باپ دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں۔ حافظ عبد المنان وزیر آبادی رحمہ اللہ آنکھوں سے نابینا ہیں۔ ان کے باپ ان کو خواب میں ملتے ہیں۔ فرماتے ہیں: بیٹا عبد المنان رحمہ اللہ قرآن تم پڑھتے ہو اور جنت میں درجات مجھے ملتے ہیں۔ اے حافظ عبد المنان رحمہ اللہ! کاش میرے دوسرے بیٹے بھی آنکھوں سے نابینا ہوتے تو میں ان کو بھی حافظ قرآن بنا دیتا۔

دنیا کے لوگو! اس لیے اپنے بچوں کو قرآن کی تعلیم دلواؤ۔ قرآن کی تعلیم سے آراستہ کرو۔

غور کرو! آخری بات سنا کر اپنی بات کو ختم کرنا چاہتا ہوں۔

جناب عیسیٰ علیہ السلام کو ایک دن پیٹ میں درد ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ اللہ پاک فرماتے ہیں۔ اے میرے عیسیٰ علیہ السلام فلاں جنگل میں چلے جائیں۔ وہاں سے ایک بوٹی لا کر ﴿بِسْمِ اللّٰہِ﴾ پڑھ کر کھالیں۔ اللہ پاک تمہاری درد دور فرما دیں گے۔ جناب عیسیٰ علیہ السلام نے بوٹی ﴿بِسْمِ اللّٰہِ﴾ پڑھ کر کھائی تو درد ختم ہو گیا۔

پھر درد ہوا تو وہی بوٹی کھائی اور ﴿بِسْمِ اللّٰہِ﴾ نہ پڑھی۔ درد ختم نہ ہوا۔ یا اللہ! بوٹی بھی وہی ہے۔ جنگل بھی وہی ہے۔ پیٹ کی بیماری بھی وہی ہے۔ یا اللہ! درد ختم کیوں نہیں ہوا؟

فرمایا: میرا نام جو نہیں لیا۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی گرفتار ہو گئے۔ بادشاہ کہتا ہے۔ اے خالد رضی اللہ عنہ یہ پیالہ زہر کا پی لو، یہ یہودی بے ایمان کہتا ہے۔ اے خالد رضی اللہ عنہ! یہ زہر کا پیالہ پی لو گے تو میں تمہارے تمام یار رہا کر دوں گا۔ زہر بھی بڑا زہریلا ہے۔ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس زہر کا پیالہ لایا جاتا ہے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے وہ پیالہ اپنے ہاتھوں کی ہتھیلیوں پر رکھا ہے۔ پڑھتے ہیں۔ ﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o﴾ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ﴿بِسْمِ اللّٰہِ﴾ پڑھ کر پورا زہر کا پیالہ ایک ہی سانس میں پی لیا۔

یہ دیکھ کر حیران ہو جاتے ہیں کہ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو کچھ بھی نہیں ہوا۔ فرمایا: اے یہود! اللہ کے نام نے اس زہر کے پیالے کو زہر نہیں رہنے دیا، بلکہ شہد بنا دیا ہے۔

اس لیے میرے بھائیو! ہر نیک کام کرنے سے پہلے ﴿بِسْمِ اللّٰہِ﴾ پڑھا کرو۔ پڑھتے رہا کرو۔ ﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o﴾

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ



عظمتِ قرآن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ○﴾ (الحجر:۹)

﴿وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ○﴾

(بنی اسرائیل:۸۲)

((وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ))

حضرات اللہ پاک کی حمد و ثناء کے بعد درود و سلام امام الحرمین، سید الثقلین، امام المرسلین، رحمۃ للعالمین، جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس پر ہوں۔

نزولِ کتب:

قرآن پاک دنیا میں بہت ہی عظیم کتاب ہے۔ اللہ پاک نے آسمان سے ایک سو چار کتب نازل فرمائی ہیں۔

تفسیر اضوء البیان میں علامہ مختار احمد سنقیتی رحمہ اللہ نے جلد نمبر چھ میں صحیفے ابراہیم و موسیٰ کے تحت ایک روایت نقل کی ہے۔ وہ روایت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کی ہے۔ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ کے پاس آئے۔ ((سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ)) اللہ کے رسول ﷺ سے سوال کیا۔ فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ آسمان سے کتنی کتب نازل ہوئی ہیں؟ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: آسمان سے ایک سو چار کتب نازل ہوئیں۔

جناب آدم علیہ السلام دس صحیفے نازل ہوئے۔ جناب شیث علیہ السلام پر پچاس صحیفے نازل ہوئے۔ جناب ادریس علیہ السلام پر تیس صحیفے نازل ہوئے۔ جناب ابراہیم علیہ السلام پر دس صحیفے نازل ہوئے۔ جناب موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل ہوئی۔ جناب عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل نازل ہوئی۔ جناب داؤد

علیہ السلام پر زبور نازل ہوئی۔ جناب محمد ﷺ پر قرآن پاک نازل ہوا۔

لیکن سن لو! ایک سو تین کتب کا مرقع، مجموعہ، گلدستہ، محور اور مرکز اللہ پاک نے بنایا ہے تو اپنے قرآن کو بنایا ہے۔

علامہ ابن عربی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ اللہ پاک نے قرآن پاک میں ستر ہزار علوم بیان فرمائے ہیں اور ایک کروڑ استدلال محدثین نے قرآن میں سے کیا ہے۔ تئیس سو آیات اللہ پاک نے اپنی عظمت اور شان میں قرآن میں اتاری ہیں۔ بائیس سو آیات اللہ پاک نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام علیہم السلام کی عظمت میں اتاری ہیں۔ سترہ سو آیات اللہ پاک نے اپنے محبوب ﷺ کی شان میں نازل فرمائی ہیں۔ ساڑھے سات سو آیات اللہ پاک نے اپنے مصطفیٰ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت میں اتاری ہیں۔

قرآن پڑھنے پڑھانے کا مقام:

اور اس قرآن کو پڑھنے والے، پڑھانے والے دونوں ہی بہتر ہیں۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی کامیاب ہیں۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی پاک ﷺ ایک دن فرماتے ہیں۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میں تمہیں اس بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ قرآن پڑھا کرو اور قرآن پڑھایا کرو۔ قرآن سیکھا کرو اور قرآن سکھایا کرو۔ قرآن سنا کرو اور قرآن سنایا کرو۔ اللہ کے رسول ﷺ قرآن پڑھوں گا۔ قرآن پڑھاؤں گا۔ مجھے کیا فائدہ ہوگا؟ فرمایا: جب تم مر جاؤ گے۔ ستر ہزار فرشتے روزانہ تمہاری قبر پر بخشش کی دعا کرے گے۔ جب قرآن پڑھتے پڑھاتے دنیا سے سے چلے جاؤ گے۔

فتاویٰ الدین الخالص کے اندر علامہ امین پشاوری رحمہ اللہ نے ان لوگوں کا ذکر کیا ہے۔ جن لوگوں کو قبر کی مٹی نہیں کھائے گی۔ ان کے وجود قیامت تک قبر میں اسی طرح ہی پڑے رہیں گے۔

(۱) ان میں انبیاء علیہم السلام کے وجود ہیں۔ (۲) شہداء کے وجود ہیں۔ (۳) نبی پاک ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے وجود ہیں۔ (۴) اولیاء الرحمٰن کے وجود رہیں گے۔ ان

میں ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔(۵) حافظ قرآن کے وجود بھی ہیں کہ حافظ قرآن، قرآن کا قاری، قرآن کا عالم، دین کا عالم دنیا سے جاتا ہے ((وَاَوْحٰـی اِلَی الْاَرْضِ)) اللہ پاک زمین کی طرف وحی کرتے ہیں۔اے زمین!((لَا تَـأْكُلِيْ لَحْمَهٗ)) میرا حافظ قرآن تم میں آرہا ہے۔اس کا گوشت نہ کھانا۔زمین حال زبان سے کہتی ہے، اللہ میں کس طرح کھا سکتی ہوں۔اس کے سینے میں تو تمہارا قرآن ہے۔جس کے سینے میں اللہ پاک کا قرآن ہو۔ اس کو قبر کی مٹی بھی نہیں کھائے گی۔

ذرا غور کریں۔

یہ ہمارا جو وجود ہے۔اللہ پاک نے مٹی میں سے بنایا ہے۔قرآن کیا کہہ رہا ہے:

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۝ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ۝﴾ (المومنون: ١٢، ١٣، ١٤)

قرآن کا دوسرا مقام ہے، اللہ پاک فرماتے ہیں:

﴿هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْا اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُيُوخًا۝﴾

(المومن:٦٧)

تیسرا مقام ہے:

﴿هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا ۝ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنَاهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا۝﴾ (الدھر:١، ٢)

ایک اور قرآن کا پیغام سن لو!

﴿يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ۝ الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰكَ

فَعَدَلَكَ ٥ فِيْ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ٥﴾ (الانفطار: ٦-٨)

قرآن کا ایک اور مقام ہے:

﴿وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ٥ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ٥ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ٥ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ٥﴾ (التین: ١-٤)

اللہ پاک فرماتے ہیں ،اے انسان تمہارا وجود مٹی میں سے بنایا۔ ماں کے پیٹ کے اندھیرے میں ناک بھی بن رہا ہے کان بھی بن رہے ہیں۔ آنکھیں بھی بن رہی ہیں۔ ماں کے پیٹ میں تمہارے تین سو ساٹھ جوڑ جوڑ دیے اور ماں کو بھی شور تک نہیں آیا اور ماں کے پیٹ میں تمہاری روٹی کا بندوبست کس نے کیا ہے؟ خون ناپاک تھا لیکن تمہارا منہ پاک تھا۔ اللہ پاک نے تمہارے منہ کے قریب ناپاک خون بھی نہیں آنے دیا۔ کیوں؟ تم نے اس زبان سے میرا نام لینا ہے اور میرے محبوب ﷺ کا نام لینا ہے۔ اب گالیاں نکال کر، چغلیاں کر کے منہ ناپاک کرو تو پھر یہ تمہاری مرضی ہے۔ اللہ پاک نے تو تمہارا خیال کیا ہے۔

اب اللہ دو ہوتے تو ان میں تو جھگڑا ہو جانا تھا۔ ایک نے کہنا تھا، میں نے بیٹا بنانا ہے۔ ایک کہتا میں نے بیٹی بنانی ہے۔ ایک نے کہنا تھا، گورا بنانا ہے۔ دوسرے نے کہنا تھا۔ کالا بنانا ہے۔ ایک نے کہنا تھا، چھوٹے قد کا بنانا ہے۔ دوسرے نے کہنا تھا، لمبا بنانا ہے۔ مولوی صاحب نے پیدا ہونے سے ہی رہ جانا تھا لیکن اللہ ایک ہی ہے۔

یہ ماں کے شکم سے دنیا پر آیا ہے۔ دنیا پر ڈیڑھ ہاتھ ہی آیا ہے۔ بدن میں بھی کچھ نہیں پہنا، جب ماں کی اندھیر کوٹھڑی سے آئے تھے۔ اس وقت برہنہ ہی ہے اور جب قبر کی اندھیر کوٹھڑی میں جانا ہے۔ اس وقت ہاتھ سے بھی خالی ہوگے۔ پاؤں سے بھی خالی ہو گے۔ چاہے لاکھوں، کروڑوں کا مالک ہے۔ قبر میں بھی خالی ہی جانا ہے۔

دنیا میں آیا ہے۔ ایک لنگوٹی پہنی ہے۔ اب اسے لنگوٹی پہنائی گئی ہے۔ اس کے پاس سب کھڑے مسکرا رہے ہیں اور یہ رو رہا ہے۔ پکڑ بھی نہیں سکتا، بول بھی نہیں سکتا، چل پھر بھی نہیں سکتا، مانگ بھی نہیں سکتا۔ ماں کی اسے کوئی پہچان نہیں، باپ کا اسے پتہ نہیں، کسی کی کوئی

پہچان نہیں، بس روئے جاتا ہے۔ اللہ پاک فرماتے ہیں، جب تمہیں مانگنے کا طریقہ نہیں تھا۔ اس وقت میں نے تمہاری روٹی کا بندوبست کیا ہے، کیا؟ جب دانت نہیں تھے۔

﴿اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ o وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ o وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ o﴾

(البلد : ۸۔۱۰)

اللہ پاک فرماتے ہیں، میں نے تمہیں ہونٹ اور زبان عطا فرما دی ہے۔ ماں کی چھاتی کو ہونٹوں سے تم دبا دو۔ دودھ تمہیں میں عطا کر دوں گا۔ ماں دودھ پلاتی ہے اور جو ماں کا دودھ پیے اسے نجدی کہتے ہیں۔ ہمیں کہتے ہیں کہ وہابی نجدی ہے۔ ہم واقعہ ہی نجدی ہیں۔ ماں کا جو دودھ پیا ہے۔

اس لیے ﴿اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ o وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ o وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ o﴾

ایک دن اس نے دودھ پیتے پیتے ماں کو تھوڑی سی دندی کاٹی، اس نے ایک لگائی، کہ اب دانت نکالنے لگ پڑے ہو۔ فرمایا: اسے کیوں مارتی ہو؟ یا اللہ یہ دانت مارتا ہے۔ فرمایا: جب دانت نہیں تھے، تب تمہاری چھاتی تھی۔ اب دانت آ گئے ہیں۔ اب زمین کی چھاتی ہے۔

﴿ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا o فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا o وَّعِنَبًا وَّقَضْبًا o وَّزَيْتُوْنًا وَّنَخْلًا o وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا o وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا o﴾

(عبس، ۲۶۔۳۱)

ابا سمجھتے ہو؟ عربی میں گندم کو ابا کہتے ہیں۔ جب دانت آ گئے تو پھر کھانے کے لیے کہیں کینو ہیں۔ کہیں سیب ہیں، کہیں انار ہیں۔ کتنی نعمتیں ہیں؟ کھاتے ہو کہ نہیں؟

سجان شاناں تیریاں کتے کاٹے سیونے بیریاں
خربوزیاں دیاں ڈھیریاں نالے گنے نال گنڈیریاں
کتے دھوانے نی لال سو سجانہ سجانہ
کتے کنک چھولے کھان نوں کتے انب نالے جامنو

کتے انگور من پرچان نوں ریشمی کپاہ ہنڈان نوں
کس کس تو ہوواں سرخرو سبحانہ سبحانہ
کتے گائیاں میاں کردیاں ڈواں دے پانڈے پردیاں
وچ بار ہرنیاں چردیاں کئی جمدیاں کئی مردیاں
ہور ڈنگر ہزاراں سو بسو سبحانہ سبحانہ
کتے موراں پیلاں پایاں کتے بلبلاں چہکایاں
کوئلاں کوکاراں لایاں سب گاون تینوں سائیاں
کتے ککھی آگے ہو بہو سبحانہ سبحانہ

اب ہماری باری آ گئی ہے۔

پر سب تھیں بہتر آدمی کل خلق کردی خادمی
کتے چولویں، کتے کولویں کتے بچیاں تو کھو کے چولویں
تیرے اگے سکدا ای کون کو سبحانہ سبحانہ

یہ بچھڑا بھینس کے پاس باندھ کر خود گائے یا بھینس کا دودھ نکال رہا ہے اور نقشہ آسمان پر بن رہا ہے۔ ﴿مِنۢ بَيۡنِ فَرۡثٖ وَدَمٖ لَّبَنًا خَالِصٗا سَآئِغٗا لِّلشَّٰرِبِينَ٥﴾ یہ دینے والا کون ہے؟

﴿اللّٰهُ الَّذِيۡ جَعَلَ لَكُمُ الۡاَرۡضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّصَوَّرَكُمۡ فَاَحۡسَنَ صُوَرَكُمۡ وَرَزَقَكُمۡ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمۡ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الۡعٰلَمِيۡنَ٥﴾ (المومن:٦٤)

یہ پوری کائنات کا الہ ہے۔ یہ پوری کائنات کا مشکل کشاء ہے۔ جس نے ماں کے پیٹ میں بھی تمہارا خیال رکھا۔ دنیا پر آئے پھر بھی تمہاری خوراک کا بندوبست کیا۔

بات کرنے کا مقصد یہ ہے، انسان کا وجود مٹی میں سے ہے۔ اس کی خوراک مٹی سے بنائی ہے۔ اس انسان کے اندر ایک روح بولتی ہے، وہ روح کہاں سے آئی ہے؟ آسمان سے

نازل کی ہے اور روح کی غذا موسیقی نہیں، روح کی غذا نصیبو لعل کے گانے نہیں، روح کی غذا عطاء اللہ کے ڈوہیے اور ماہیے نہیں، کیوں؟

روح آسمان سے آئی ہے۔ روح کی خوراک اللہ پاک کا قرآن ہے۔ وہ بھی آسمان سے ہی نازل کیا گیا ہے۔

﴿وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ﴾

(بنی اسرائیل:۲)

اللہ پاک نے قرآن آسمان سے اتارا ہے اور روح کہاں سے آئی ہے؟ دیکھو جس چیز کی جو غذا ہو۔ اللہ پاک وہاں ہی پیدا فرما دیتے ہیں۔ انسان کو مٹی میں سے بنایا ہے اور غذا بھی مٹی میں سے ہی پیدا فرمائی ہے۔ روح آسمان سے اتاری ہے اور روح کی غذا اللہ پاک کا قرآن ہے۔ وہ بھی آسمان سے ہی نازل فرمایا ہے۔

﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ٥﴾ (الحجر:۹)

اللہ پاک فرماتے ہیں، قرآن ہم نے اتارا ہے۔ اس کی حفاظت بھی ہم ہی کریں گے۔

قرآن نازل کرنے والا کون ہے؟ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ٥﴾ اور جہاں آیا ہے۔

﴿اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّ هُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ٥﴾

(آل عمران:۹٦)

اور قرآن کیا ہے؟ ﴿ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾ جن کے سینے پر آیا ہے۔ ﴿وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ٥﴾ وہ رحمۃ للعالمین ہے۔ جن کے سینے پر قرآن نازل ہوا ہے۔ لے کر آنے والے روح الامین ہیں۔

اب آگے ذرا غور سے سنیں! قرآن کہتا ہے:

﴿الٓمّٓ٥ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ﴾

﴿الٓمّٓ﴾ الف سے مراد اللہ ہے۔ ل سے مراد جناب جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ م سے مراد محمد ﷺ ہیں۔ نازل کرنے والا اللہ ہے۔ لے کر آنے والے جناب جبرائیل علیہ السلام ہیں۔

جن کے سینے پر آیا ہے۔ پوری کائنات کے سردار جناب محمد ﷺ ہیں۔

ذرا غور کریں۔ آپ نے کہنا ہے کہ یہ فلسفہ کہاں سے بیان کیا ہے؟ ایک تفسیر بیضاوی ہے۔ مدارس میں پڑھائی جاتی ہے۔ اس کے اندر امام بیضاوی رحمہ اللہ نے ﴿الٓمٓ﴾ کی تشریح لکھتے یہ بات نقل کی ہے۔

بات کی سمجھ آرہی ہے؟ نازل کرنے والا کون ہے؟ اللہ ہے اور جن گلیوں میں قرآن آیا، وہ گلیاں بھی کائنات میں سے افضل بن گئیں لیکن فرق یہ ہے۔

تورات نازل کرنی ہے تو اللہ پاک فرماتے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام اپنے معبد خانے میں آؤ۔ میں نے تورات دینی ہے۔ جب انجیل دینے کی باری آئی۔ فرمایا: میرے عیسیٰ علیہ السلام معبد خانے میں آئیں۔ انجیل لے جائیں۔ صحائف دینے ہیں۔ فرمایا: ابراہیم علیہ السلام معبد خانے میں آئیں۔ میں نے صحائف نازل کرنے ہیں۔ زبور نازل کرنی ہے۔ فرمایا: میرے داؤد علیہ السلام اپنے معبد خانے میں آئیں۔ میں نے زبور نازل کرنی ہے لیکن جب میرے اور تمہارے پیر ﷺ کی باری آئی، قرآن میں کچھ سورتیں مکی ہیں، کچھ سورتیں مدنی ہیں۔ میں قربان جاؤں۔ میرے آقا علیہ السلام مکہ میں ہیں، جناب جبرائیل علیہ السلام قرآن لے کر مکہ میں آئے ہیں۔ میرے آقا علیہ السلام غارِ ثور میں ہیں، جناب جبرائیل علیہ السلام قرآن لے کر غارِ ثور میں آئے ہیں۔ میرے آقا علیہ السلام غارِ حرا میں ہیں۔ جناب جبرائیل علیہ السلام قرآن لے کر غارِ حرا میں آئے ہیں۔ میرے آقا علیہ السلام بدر میں ہیں، جناب جبرائیل علیہ السلام قرآن لے کر بدر میں آئے ہیں۔ میرے آقا علیہ السلام حنین میں آئے ہیں۔ جناب جبرائیل علیہ السلام قرآن لے کر حنین میں آئے ہیں۔ میرے آقا علیہ السلام تبوک میں ہیں۔ جناب جبرائیل علیہ السلام قرآن لے کر تبوک میں آئے ہیں۔ میرے مصطفیٰ ﷺ مسجد نبوی ﷺ کے منبر پر ہیں۔ جناب جبرائیل علیہ السلام قرآن لے کر منبر پر آئے ہیں۔ آقا علیہ السلام مصلےٰ پر ہیں، جناب جبرائیل علیہ السلام قرآن لے کر مصلےٰ پر آئے ہیں۔ آقا علیہ السلام حجرہ ماں جی سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا میں ہیں۔ جناب جبرائیل علیہ السلام قرآن لے کر حجرہ ماں جی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا میں آئے ہیں۔ پتہ یہ چلتا ہے، جہاں جہاں سے آمنہ کے لعل ﷺ

جاتے ہیں، جناب جبرائیل علیہ السلام قرآن لے کر آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے آتے ہیں۔

پوری کائنات میں سے سب سے اعلیٰ ہیں۔ ایسے اولیٰ نبی ﷺ ہیں۔ جن کی پوری زندگی کو اللہ پاک نے اپنا قرآن بنایا ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے پوچھا! ماں جی نبی پاک ﷺ کا اخلاق کیا ہے؟ فرمایا: ((اَمَا تَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ)) کیا قرآن نہیں پڑھتے ہو؟ فرمایا: ((كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنَ)) پورے کا پورا قرآن نبی پاک ﷺ کی سیرت ہے، اخلاق ہے۔

امام ابن حجر مکی رحمہ اللہ نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے۔ جب آقا علیہ السلام نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی گود میں سر رکھا تو اس طرح لگتا تھا۔ ((يُفْتَحُ الْقُرْاٰنَ فِي الرِّحْلِ)) جس طرح رحل میں قرآن کھلا ہوا ہے۔ رحل سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی گود ہے۔ قرآن میرے مصطفیٰ ﷺ کا سر ہے اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں وضو کر کے ٹونٹیوں والی جگہ پر کھڑا ہوں۔ آخری ایام میں نبی پاک ﷺ نے ماں جی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کی الماری سے پردے کو ہٹا کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جم غفیر دیکھا۔ آقا علیہ السلام مسکرائے۔ فرماتے ہیں، آپ ﷺ کا مسکرانا اسی طرح لگا جیسے قرآن کا ورق ہے۔ سبحان اللہ

یارو! امام مالک رحمہ اللہ مسجد نبوی ﷺ کے منبر پر چڑھ کر خطبہ ارشاد فرما رہے ہیں۔ فرمایا: لوگو! ایک یہ قرآن ہے جو اوراق اور صحیفے کی شکل میں موجود ہے۔ ایک وہ قرآن تھا، جو مدینہ کی گلیوں میں چلتا پھرتا قرآن تھا۔

اس لیے قرآن اور صاحب قرآن کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔

حفاظتِ قرآن:

یہ قرآن اتارا کس نے ہے؟ اللہ پاک نے اتارا ہے۔ اس کی حفاظت کس نے کرنی ہے؟ اللہ پاک نے کرنی ہے۔ اللہ پاک نے پھر کر کے دکھائی ہے۔

دہلی کا چوک ہے۔ عیسائیوں کا پادری اعلان کر دیتا ہے۔ کہتا ہے، اے مسلمانو! تم کہتے ہو، ہمارا قرآن سچا ہے، میں کہتا ہوں، ہماری انجیل سچی ہے۔ آجاؤ۔ یہ انجیل کو کیمیکل مصالحہ لگا

لیتا ہے۔ کہتا ہے، تم اپنا قرآن لے آؤ۔ یہاں ہم آگ جلا لیتے ہیں۔ تم آگ میں اپنا قرآن پھینک دو میں اپنی انجیل پھینک دیتا ہوں، جو سچا ہوگا۔ اس کی کتاب بچ جائے گی۔ جو جھوٹا ہو گا، اس کی کتاب جل جائے گی۔

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ مرد مجاہد زندہ ہیں۔ مسلمان اکٹھے ہو کر ان کے پاس آئے۔ شاہ صاحب رحمہ اللہ دہلی کے چوک میں آ جاتے ہیں۔ فرماتے ہیں: اے پادری ہماری غیرت گوارا نہیں کرتی کہ ہم قرآن آگ میں پھینک دیں ہم قرآن کو بے وضو ہاتھ لگانا برداشت نہیں کرتے۔

ہم قرآن کی طرف پیٹھ کر کے چلنا گوارا نہیں کرتے، ہم قرآن سے اونچا بیٹھنا گوارا نہیں کرتے۔ تم کہتے ہو، ہم قرآن آگ میں پھینک دیں۔ یہ نہیں ہوسکتا۔ انجیل تمہاری ہے، قرآن ہمارا ہے۔ تم انجیل اپنے سینے سے لگا لو، میں قرآن اپنے سینے سے لگا لیتا ہوں۔ تم بھی آگ میں چھلانگ لگا دو، میں بھی لگا دیتا ہوں۔ جو سچا ہوگا، وہ کتاب سمیت بچ جائے گا۔ جو جھوٹا ہوگا، وہ جل جائے گا۔ وہ پادری دوڑ گیا۔ کہنے لگا، اگر مجھے پتہ ہوتا کہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ جیسے زندہ ہیں، جو مصالحہ میں انجیل کو لگا کر آیا تھا، وہ اپنے بدن کو بھی لگا کر آتا۔ اللّٰہ اکبر اللّٰہ

یہ کون ہے؟

﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۝﴾

ایک یہودی اور انگریز بیٹھے ہیں۔ یہودی سے انگریز کہتا ہے، میں مسلمانوں پر غالب کیسے آ سکتا ہوں؟ یہودی سے انگریز کہتا ہے، میں مسلمانوں پر غالب کیسے آ سکتا ہوں؟ وہ قرآن نیچے رکھتا ہے، اوپر اپنا پاؤں مارتا ہے۔ کہتا ہے، جب تک ان کے پاس قرآن موجود ہے۔ کوئی ان پر غالب نہیں آ سکتا۔ یہ انگریز کہتا ہے، میں قرآن مٹا دوں گا۔ قرآن جلا دوں گا۔ چند گھرانے مسلمانوں کے ہیں۔ اپنے تمام حواریوں اور سپاہیوں کو اکٹھا کرتا ہے۔ مساجد اور مسلمانوں کے گھروں سے قرآن لا کر ایک میدان میں رکھ کر جلا دیتا ہے لیکن اس یہودی کو

پتہ تھا کہ جب تک مسلمانوں کے پاس قرآن موجود ہے۔ ہم ان پر غالب نہیں آ سکتے۔ اس وقت کا مسلمان قرآن پر عمل کرتا تھا۔ آج ہر مسلمان کے گھر میں قرآن موجود ہے لیکن پھر بھی یہودی غالب ہیں۔ یہ جس چوڑے نے قتل کیے تھے۔ انہوں نے پھر بھی اسے رہا کر دیا ہے۔ کیوں یہ غالب ہیں؟

قرآن کہتا ہے، سود نہ کھاؤ۔ ہم سود کھاتے ہیں۔ قرآن کہتا ہے، بدکاری نہ کرو، ہم کرتے ہیں، قرآن کہتا ہے۔ شراب نہ پیو، ہم پیتے ہیں۔ قرآن کہتا ہے، نماز پڑھو، ہم ایک بھی نہیں پڑھتے۔ قرآن کہتا ہے، زکوٰۃ دو، ہم نے کبھی زکوٰۃ دی ہی نہیں۔ بڑی مشکل سے تھوڑی بہت دیتے ہیں۔ اپنے مال سے پوری زکوٰۃ نہیں دیتے ہیں۔ قرآن کہتا ہے، ماں باپ کا ادب کرو، ہم نہیں کرتے۔ یتیموں کا حق نہ کھاؤ، ہم کھائے جاتے ہیں۔ غرباء اور مساکین کی جائیداد پر قبضہ کیے جا رہے ہیں۔ قرآن کے فرمان کے مطابق اپنی زندگی کو نہیں سنوارتے مگر وہ لوگ قرآن پر عمل کرتے تھے اس لیے یہود و نصاریٰ ان مسلمانوں سے کانپتے تھے۔ آج مسلمانوں سے یہودیت کیوں نہیں کانپتی؟ انہوں نے قرآن پر عمل کرنا ہی چھوڑ دیا ہے۔ آج کا مسلمان کہتا ہے۔ میں قرآن کے مطابق نہ ہوں بلکہ قرآن میرے مطابق کا ہو۔ آج کے مسلمان کا یہ ذہن ہے کہ میں قرآن کے مطابق اپنی زندگی کو نہ سنواروں بلکہ قرآن میرے مطابق ہو۔

وہ معزز تھے زمانہ میں مسلماں ہو کر
ہم خوار ہو رہے ہیں تارک قرآں ہو کر

اے مسلمانو! آج تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ آج تم کیوں ذلیل ہو؟ کیوں خوار ہو؟ بے کس کیوں ہو؟ کیوں تمہاری عزت محفوظ نہیں؟ تم نے اللہ پاک کے قرآن سے منہ موڑا ہے اور اللہ پاک نے تمہاری طرف سے منہ پھیر لیا ہے۔ جب تم نے اس کی کتاب پر عمل نہیں کرنا، قرآن تو بس گھروں میں رکھنے کے لیے ہے۔ الماریوں میں رکھ دو۔ کبھی کسی نے پڑھا ہے؟ الا ماشاء اللہ صرف چند لوگ ہوں گے۔ جو روزانہ صبح تلاوت کرتے ہوں گے۔

قرآن تو رکھنے کے لیے ہے کہ بس قل پر پڑھ لو، دسویں پر پڑھ لو، آگے گٹھلیاں رکھی ہیں۔ یہ کیا ہے؟ یہ آیت کریمہ پڑھی جا رہی ہے۔

قرآن کا فائدہ تب ہوتا ہے۔ جب اپنی اولاد کو پڑھاؤ گے۔ تمہاری اولاد پیچھے سے قرآن پڑھے گی تو تمہیں قبر میں ثواب ملے گا۔

اس انگریز نے جب قرآن جلا دیا۔ بہت خوش ہوا کہ میں مسلمانوں پر غالب آ گیا ہوں۔ انگریز کا وزیر ایک دن مسجد کے پاس سے گزر رہا ہے۔ ایک آنکھوں سے نابینا ہے۔ عمر نو سال ہے اور وہ مسجد میں بلند آواز سے قرآن کی تلاوت کر رہا ہے۔

انگریز کو جا کر اس کا وزیر کہتا ہے۔ تم مسلمانوں پر غالب نہیں آ سکتے۔ تم نے قرآن کے نسخے تو جلا دیے مگر ان کے سینوں میں سے کون نکالے گا؟

آج اتنی مساجد نہیں جتنے حافظ ہیں۔ رمضان میں ایک حافظ قرآن سناتا ہے۔ پیچھے دس دس سننے والے ہوتے ہیں۔ بچے بھی قرآن کے حافظ ہیں۔ بچیاں بھی قرآن کی حافظہ ہیں۔ یارو جوان ہی نہیں بلکہ بوڑھے بھی قرآن کے حافظ ہیں۔

قرآن اپنی اولاد کو پڑھاؤ۔ بچوں کو قرآن کی تعلیم سے آراستہ کرو۔ بچیوں کو قرآن و حدیث کی تعلیم سے مزین کرو۔ یہ بچیاں قرآن پڑھیں گی۔ ایک بچی قرآن پڑھے تو کئی گھر سنوار دیتی ہے۔ جس سسرال کے گھر میں اس نے جانا ہے۔ جس کے گھر میں اس کی شادی ہونی ہے، وہاں بچوں کو پڑھائے گی۔ قرآن پڑھو اور پڑھاؤ۔

جہانوں کے پیر علیہ السلام فرماتے ہیں، جس نے دو بچیوں کو دین کا علم پڑھایا، قرآن کی تعلیم سے آراستہ کیا۔ اپنی بچیوں کی شادی کر دی۔ جنت میں وہ اور میں اس طرح ہوں گے، جس طرح یہ دو انگلیاں ہیں۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جس کی ایک ہی بیٹی ہو، فرمایا: جس کی ایک ہو، وہ بھی جنت میں میرے ساتھ ہی ہوگا۔

قرآن کی تعلیم صدقہ جاریہ:

ان بیٹیوں سے پیار کیا کرو۔ بیٹیوں کو قرآن پڑھایا کرو۔ اپنی بہنوں اور بیٹیوں کو قرآن

وحدیث کی تعلیم سے مزین کرو۔ مرنے کے بعد تمہارے لیے صدقہ جاریہ ہے۔

حضرت حافظ عبد المنان وزیر آبادی رحمہ اللہ قرآن کے حافظ تھے۔ صحاح ستہ کے حافظ تھے۔ دنیا سے باپ فوت ہو گیا۔ حافظ عبد المنان وزیر آبادی رحمہ اللہ کا باپ خواب میں ملتا ہے، کہتا ہے، بیٹا عبد المنان دنیا پر قرآن تم پڑھتے ہو اور جنت میں درجات میرے بڑھ رہے ہیں۔ اب پچھتا رہا ہوں، کاش میں اپنے دوسرے بیٹوں کو بھی قرآن کا حافظ بنا دیتا۔ سبحان اللہ، سبحان اللہ

اے لوگو! مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی رحمہ اللہ کا واقعہ سن لو۔

رمضان کا چاند نکلا ہے۔ ماں صحن میں بیٹھی ہے، مولانا صاحب رحمہ اللہ گھر آئے۔ ماں رو رہی ہے۔ امی جان کیوں روتی ہیں؟ بیٹا اس لیے روتی ہوں۔ تم عالم تو بہت بڑے ہو لیکن تراویح تو تم حافظ کے پیچھے ہی پڑھو گے۔ مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی رحمہ اللہ فرمانے لگے، ماں جی دعا آپ کریں، محنت میں کرتا ہوں۔ پہلے روزے پہلا پارہ یاد کیا۔ وہ رات کو تراویح میں سنا دیا۔ دوسرے روزے دوسرا پارہ یاد کیا۔ رات کو تراویح میں سنا دیا۔ تیس روزے بھی مکمل ہو گئے۔ مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی رحمہ اللہ کا قرآن بھی مکمل ہو گیا۔

یہ قرآن کی دولت ہے۔ ماؤں، بہنوں تم بھی دعائیں کیا کرو کہ اللہ پاک ہمارے بچوں کو حافظ قرآن بنا دے۔ دیکھو کیسی کیسی مائیں ہیں؟

امام بخاری رحمہ اللہ دنیا پر آئے تو نابینا آئے۔ ماں سجدے میں گر گئی۔ یا اللہ! بیٹا مانگا تھا کہ اسے حدیث کا محدث بناؤں گی۔ بیٹا دیا ہے تو آنکھوں سے نابینا عطا کیا ہے۔ میں نے سجدے میں سے سر نہیں اٹھانا جب تک تو میرے بخاری رحمہ اللہ کو آنکھیں عطا نہیں کرو گے۔ اللہ پاک نے فرمایا: اے بخاری رحمہ اللہ کی ماں سر سجدے سے اٹھا کر تو دیکھو، میں نے تمہارے بخاری رحمہ اللہ کو آنکھیں عطا کر دی ہیں۔

آج کل مائیں کہتی ہیں، یا اللہ بیٹا عطا کرو۔ میں اسے تھانیدار بناؤں گی۔ دین کی طرف تو کوئی آتا ہی نہیں۔

بی ایڈ کیا ہے۔ ایم اے کیا۔ ایم ایس کیا ہے۔ باپ نے لاکھوں روپے لگا دیے ہیں، لیکن باپ کے جنازے پر جس نے ڈبل ایم اے کیا ہے۔ اسے جنازے کی دعائیں ہی نہیں آتیں۔ تمہارے لاکھوں روپے کا کیا فائدہ آیا؟ جس کے پیچھے دکانیں، زمین فروخت کر کے کمیٹی ڈالی ہے کہ میرا بیٹا لندن میں پڑھ رہا ہے۔ انگلینڈ میں پڑھ رہا ہے۔ اسٹریلیا میں پڑھ رہا ہے۔ وہ جی تعلیم حاصل کرنے گیا ہے وہ وہاں سے واپس آ گیا۔ اب مجھے یہ بتاؤ اس کو تو جنازہ کی ایک دعا بھی نہیں آتی تو پھر تمہارے لگے ہوئے لاکھوں روپے کا کیا فائدہ آیا؟

ایک وہ ہے جس پر ایک روپے بھی نہیں لگا ہے۔ جس کو ناکارہ سمجھ کر مسجد میں داخل کروا دیا۔ قاری صاحب نے اس بچے پر محنت کرنا شروع کر دی۔ سال گزر گیا، دو سال گزر گئے، وہ جو بالکل ناکارہ تھا۔ وہ قرآن کا حافظ بن گیا۔

نہیں ہوں قائل میں کبھی بھی اِزم کا
مجھے قرآن پڑھ کر شاہانہ ملا ہے
حافظ کی قسمت کے کیا کہنے یارو
جسے دو جہاں کا خزانہ ملا ہے

یہ قرآن کا حافظ بنا ہے، جس پر ایک روپے نہیں لگایا۔ گزارے کے مطابق دال روٹی کھا کر علم حاصل کیا ہے۔ یہ اب مسجد کی ٹوٹی ہوئی صفوں پر بیٹھا ہے اور کہتا کیا ہے؟

﴿رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَ لِوَالِدَیَّ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ۝﴾

کبھی کہتا ہے:

﴿رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِیْ صَغِيْرًا۝﴾

مجھے جواب دو، جس پر لاکھوں روپے لگائے ہیں۔ وہ افضل ہے کہ یہ افضل ہے؟ کائنات کی تمام دولتیں ایک ترازو میں رکھ دو۔ یہ جو دعا کرتا ہے، ایک ترازو میں رکھ دو۔ دنیا کا سیم وزر مل کر بھی اس دعا کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

اس لیے باپ دنیا سے فوت ہو گیا۔ باپ کی میت آگے رکھی ہے۔ یہ جو حافظ قرآن

ہے۔جس نے بی ایڈ کیا ہے۔ وہ پیچھے کھڑا ہے۔جس نے ایم ایڈ کیا ہے۔وہ پیچھے کھڑا ہے۔ جو وکیل اور جج ہے، وہ پیچھے کھڑا ہے۔ یہ حافظ قرآن آگے ہے۔ باپ کی میت آگے پڑی ہے۔اس نے ہاتھ باندھے ہیں اور روئے جا رہا ہے۔ساتھ کہتا ہے:

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهٗ وَارْحَمْهُ وَعَافِهٖ وَاعْفُ عَنْهُ وَاَكْرِمْ نُزُلَهٗ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهٗ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ))

چلتے چلتے

((اَللّٰهُمَّ اَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَاَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ))

روئے جاتا ہے، زاروقطار دعائیں کر رہا ہے۔آسمان سے آواز آتی ہے۔اے حافظ قرآن تم نے آج رو کر اپنے بوڑھے باپ کے لیے دعا کر دی ہے۔ جاؤ میں نے تمہارے باپ کی ساری زندگی کے گناہ معاف فرما دیے ہیں۔

نیک اولاد کے فوائد:

جناب عیسیٰ علیہ السلام جا رہے ہیں۔قبرستان میں سے گزر رہے ہیں۔ دیکھتے ہیں، ایک قبر میں سے آگ شعلے مار رہی ہے۔ پوچھا یا اللہ! اس نے کیا گناہ کیا ہے؟ فرمایا: واپس آئیں گے تو بتاؤں گا۔تفسیر کبیر میں امام رازی رحمہ اللہ نے لکھا ہے، جناب عیسیٰ علیہ السلام واپس آئے، دیکھا اس قبر کی نار گلزار بن گئی ہے۔

یا اللہ! اب اس کی کون سی نیکی پسند آگئی ہے؟ کیوں اس کی قبر کی نار گلزار بن گئی ہے؟ فرمایا: اے میرے عیسیٰ علیہ السلام بات یہ ہے، جب یہ آدمی دنیا سے فوت ہوا تھا۔اس کی بیوی کے گھر میں بچہ پیدا ہونے والا تھا۔آج اس کے مرنے کے بعد بچہ پیدا ہوا ہے۔آج بچے نے پہلے دن بسم اللہ پڑھی ہے۔اس کے بیٹے کی بسم اللہ پڑھنے کی وجہ سے اس کی قبر کی نار کو ہم نے گلزار بنا دیا ہے۔

بچہ بسم اللہ پڑھے تو قبر ٹھنڈی ہو جائے۔اگر بچہ حافظ قرآن ہی بن جائے۔ پھر قیامت

کا دن ہو گا۔ حافظ قرآن کے ماں باپ کو اللہ پاک ایک گھوڑے کے اوپر بٹھائیں گے۔ وہ گھوڑے جہاں ان کے قدم ہوں گے اور جہاں ان کی نگاہ ہوگی، ان گھوڑوں کا وہاں ہی قدم ہو گا۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، وہ گھوڑے پیشاب بھی نہیں کریں گے۔ لید بھی نہیں کریں گے۔ اللّٰہ اکبر کبیرا۔

وہ جنت الفردوس کے اوپر اڑیں گے۔ جنتی کہیں گے، یا اللہ! ہم تو سب سے اوپر تھے۔ یہ اوپر کون پرواز کر رہے ہیں؟ فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں، جنہوں نے اپنے بچوں اور بچیوں کو حافظ قرآن بنایا تھا۔

آج اپنے بچوں کو قرآن کی تعلیم سے آراستہ کرو۔ اپنی اولاد کو قرآن وحدیث کی تعلیم سے مزین کرو۔ جب ان شاء اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد قرآن وحدیث پڑھے گی۔ تمہارے مرنے کے بعد ان شاء اللہ تمہیں قبر میں آرام ملے گا۔

یہ قرآن جو ہے۔

﴿وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ﴾

نبی پاک ﷺ کے پاس ایک قافلہ آیا۔ آ کر کلمہ پڑھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: قرآن آتا ہے؟ اللہ اکبر ایک سات سال کا بچہ تھا۔ وہ چھوٹا سا بچہ کہنے لگا، اللہ کے رسول ﷺ مجھے قرآن یاد ہے۔ فرمایا: آج کے بعد تم ان کے امام ہو اور یہ تمہارے مقتدی ہیں۔ سات سال کا بچہ آگے امامت کروا رہا ہے۔

اے لوگو! ((اِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ اَقْوَامًا)) جن قوموں کو اللہ پاک نے عزتیں عطا فرمائی ہیں۔ قرآن کی وجہ سے ہی عطا فرمائیں۔ ((فَيَضَعُ بِهٖ اٰخَرِيْنَ)) فرمایا: جنہوں نے قرآن کو چھوڑ دیا۔ اللہ پاک نے ان کو دفن کر دیا ہے۔ ان کے نام ونشان ہی مٹ گئے ہیں۔

پیچھے سفید داڑھیوں والے کھڑے ہیں۔ نوجوان کھڑے ہیں۔ عورتیں کھڑی ہیں اور یہ بچہ ان کی امامت کروا رہا ہے۔ سات سال کا چھوٹا سا بچہ ہے۔ عورتوں نے مطالبہ کیا، اس کو

لمبا سا کرتا بنا کر دینا چاہیے۔ اب یہ چھوٹا سا بچہ جو تھا۔ لوگوں کے گھروں میں دکھا رہا ہے کہ دیکھو مجھے نیا کرتا ملا ہے۔ حالانکہ امام ہے۔

قرآن کی وجہ سے سارا مقام ملا ہے۔ سبحان اللہ

یارو! سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بارہ سال کی عمر میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا مشیر خاص بنایا تھا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے اعتراض کیا کہ بارہ سال کی عمر کے بچے کو اپنا مشیر خاص کیوں بنایا ہے؟ چھوٹا سا بچہ ہم پر امام ہے۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

میری عمر چھ سال کی تھی۔ میں چاہتا تھا، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز، نماز تہجد دیکھوں۔ کہاں دیکھی؟ اپنی خالہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر دیکھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے ہیں۔ میں پیچھے کھڑا ہوں۔ پھر سو گئے۔ پھر اٹھے، میں بھی تھوڑا بہت وضو کر کے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ کھڑا دوسری طرف ہونا تھا، کھڑے دوسری طرف ہو گئے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کان سے پکڑ کر دوسری طرف کھڑا کیا۔ میں نے نماز پڑھی۔ میں نے اس طرح پانی کا لوٹا بھر دیا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تیسری بار اٹھے۔ دیکھا لوٹا پانی کا بھرا ہوا ہے۔ میمونہ رضی اللہ عنہا کس نے بھرا ہے؟ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس بچے نے بھرا ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے تہجد کے وقت ہی ہاتھ اٹھا دیے۔ ((اَللّٰھُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ وَفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ)) اے اللہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو قرآن کا علم دے دے۔ دین کی سمجھ دے دے۔

اللہ پاک نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی وجہ سے سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو قرآن کا مفسر بنا دیا۔ اللہ اکبر

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ لوگو! جن کو سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے مشیر خاص بننے پر اعتراض ہے، وہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں آ جائیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمع ہو گئے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ o وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًاo﴾ (نصر:۱، ۲)

اے صحابہ رضی اللہ عنہم اس آیت کی تفسیر بتاؤ، کیا ہے؟ کوئی کچھ بیان کرتا ہے۔کوئی کچھ بیان کرتا ہے۔فرمایا: اے بارہ سال کے سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بتاؤ۔اس آیت کی تفسیر کیا ہے؟ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔یا امیر المومنین! اس آیت کی سب سے بڑی تفسیر یہ ہے کہ یہ ہمارے محمد ﷺ کی موت کا پیغام لے کر آئی تھی۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اٹھے، جنہوں نے سب سے زیادہ باتیں کی تھیں۔فرمانے لگے، اے عمر رضی اللہ عنہ ہم اپنے اعتراض واپس لیتے ہیں۔ہمارا اب مطالبہ یہ ہے۔آج کے بعد مسجد نبوی ﷺ میں قرآن کا ایک صفہ قائم کیا جائے۔اس قرآن کا علم پڑھانے کے لیے سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو مقرر کیا جائے۔یہ بارہ سال کا لڑکا قرآن پڑھائے گا اور ہم قرآن پڑھیں گے۔یہ سب قرآن کی برکت ہے۔

میں پچھنا فلک دیاں تاریاں نوں
لوکی سو گئے تسی کیوں جاگدے او
چمک چمک کے رات دی بنے زینت
جھک جھک کے تھلے کی چاکدے او

مجھے فلک کے تاروں نے کہا:

ساڈی واہ نہ پیش جانودی اے
چھڈ کے فلک زمین تے آ بہیے
جتھوں آواز قرآن دی آوندی اے

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ



شانِ رب العالمین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

﴿یُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَ یُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیْلِ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ كُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ وَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا یَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِیْرٍ○﴾ (فاطر: ۱۳)

حمد وثناء:

سامعین محترم! ساری تعریفات، حمد وثناء، کبریائی، اکائی، تنہائی، یکتائی، اللہ مالک العلام کے لیے ہے۔

درود وسلام:

درود وسلام امام الحرمین، سید الثقلین، امام المرسلین، رحمۃ اللعالمین، پوری کائنات کے سردار جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس کے لیے ہوں۔

عقیدہ لازم وملزوم:

میرے دوستو! جب تک انسان کا عقیدہ توحید درست نہیں، اس وقت تک انسان کا کوئی عمل بھی قابل قبول نہیں، دنیا میں انسان مکان تعمیر کرتا ہے۔ بنیاد کے بعد مضبوطی کے لیے بڑا مضبوط ڈینپ بناتا ہے کہ اس کے اوپر مکان بنتا ہے۔ پوری عمارت کھڑی ہونی ہے۔ اگر اس مکان کی بنیاد پختہ نہیں ہوگی۔ اس بنیاد کے اوپر پھر عمارت بھی کھڑی نہیں ہو سکتی۔ تمہارے ایمان کی بنیاد عقیدہ توحید ہے۔ اگر تمہارے عقیدہ کی بنیاد مضبوط ہے۔ پھر اس کے اوپر اعمال کی، نیکیوں کی عمارت بناؤ گے۔ وہ عمارت کبھی نہیں گرے گی۔ اگر بنیاد مضبوط نہیں، تمہارا عقیدہ درست نہیں، پھر اعمال جتنے مرضی کرتے جاؤ، نمازیں پڑھتے جاؤ، زکوۃ دیتے جاؤ، حج

کرتے جاؤ، عمرہ کرتے جاؤ، بلکہ میں تو کہوں گا۔ جہاد بھی کرتے جاؤ، اگر تمہارا عقیدہ درست نہیں، آواز آئے گی:

﴿عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ o تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً o﴾ (الغاشية: ٣-٤)

اعمال کر کر کے تھک کر چور ہوئے ہوں گے۔ اس کے باوجود جہنمی ہوں گے۔ کیوں؟ ان کا عقیدہ توحید صحیح نہیں ہوگا۔ ایک عقیدت ہے اور ایک عقیدہ ہے۔ کئی لوگوں نے عقیدت میں آ کر عقیدہ کا بیڑا غرق کر دیا ہے۔ عقیدت اتنی آئی۔ عقیدت میں اتنا غلو کر دیا۔ انہوں نے نبی پاک ﷺ کو اٹھا کر اللہ پاک کی سیٹ پر بٹھا دیا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بھی مشکل کشاء بنا دیا۔ انہوں نے کہا نبی پاک ﷺ بھی مشکل کشا ہیں اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی مشکل کشاء ہیں۔ یہ جتنے اولیاء ہیں، یہ بھی مشکل کشا ہیں۔ اتنا غلو کر دیا کہ انہوں نے نبی پاک ﷺ کو مختار کل بھی بنایا۔ علم غیب جاننے والا بھی بنایا لیکن عقیدت میں آ کر عقیدہ تباہ کر دیا۔

جس طرح عیسائیوں نے کہا جناب عیسیٰ علیہ السلام اللہ پاک کے بیٹے ہیں۔ انہوں نے بھی عقیدت میں آ کر کہا۔ کسی نے کہا: جناب عزیر علیہ السلام اللہ پاک کے بیٹے ہیں۔ مکہ کے کفار نے یہ بات کہی کہ فرشتے اللہ پاک کی بیٹیاں ہیں۔ کسی نے کہا: مریم رضی اللہ عنہا اللہ پاک کی بیوی ہیں۔

یارو بات کو غور سے سماعت فرماؤ۔

عقیدت کو عقیدہ پر ترجیح نہ دو۔ اللہ پاک کی عدالت میں عقیدت کام نہیں آئے گی بلکہ عقیدہ کام آئے گا۔ اگر عقیدت کام آنی ہوتی تو پھر نبی پاک ﷺ کے چچا ابو طالب کو نبی پاک ﷺ سے بہت زیادہ عقیدت تھی۔ پھر نبی پاک ﷺ کو کہنے کی کیا ضرورت تھی کہ چچا کلمہ پڑھ لیں، پھر ٹھیک ہے عقیدت جو ہے۔ عقیدتیں کام نہیں آئیں گی بلکہ عقیدہ کام آئے گا۔

اللہ پاک نے ان کی عقیدتوں کا رد کیا۔ اللہ پاک نے یہود و نصاریٰ کی عقیدتوں کا رد کیا۔ اللہ پاک کا قرآن سن لو! اللہ پاک فرماتے ہیں:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَ

لَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَ كَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ﴾ (بنی اسرائیل: ۱۱۱)

قرآن کہہ رہا ہے۔ آؤ آج عقیدہ ٹھیک کر لیں۔ قرآن کہتا ہے۔ تمام تعریفات اس اللہ کے لیے ہیں، جو پوری کائنات کا خالق ہے۔ پوری کائنات کا مالک ہے۔ پوری کائنات کا مشکل کشاء ہے۔ پوری کائنات کا حاجت روا ہے۔ قرآن کہتا ہے:

﴿لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا﴾ اے لوگو رب کون ہے؟ جس کی اولاد کوئی نہیں، جس کا بیٹا کوئی نہیں، جس کی بیٹی کوئی نہیں، پوری کائنات کا مالک وہ ہے۔ ﴿وَّ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ﴾ اور پوری کائنات میں بادشاہی بھی اسی کی ہے اور اس کی بادشاہی میں شریک بھی کوئی نہیں، ﴿وَ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَ كَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ﴾

قرآن کا دوسرا مقام سن لو! اللہ پاک فرماتے ہیں:

﴿بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّ لَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ وَ خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَ هُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴾ (الانعام: ۱۰۱)

فرمایا: لوگو رب کون ہے؟ ﴿بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ﴾ زمینوں اور آسمانوں کے پیدا کرنے والا کون ہے؟ زمینوں اور آسمانوں کا خالق کون ہے؟ اللہ ہے۔ آگے اللہ پاک فرماتے ہیں: ﴿اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّ لَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ﴾ جس نے زمینوں اور آسمانوں کو پیدا کیا ہے، اس کی اولاد بھی کوئی نہیں، ﴿وَّ لَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ﴾ اور اس کی بیوی بھی کوئی نہیں، ﴿وَ خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ﴾ ہر چیز کے پیدا کرنے والا صرف اللہ ہے۔ ﴿وَ هُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴾ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

اب قرآن کا تیسرا مقام سن لو!

اللہ پاک فرماتے ہیں:

﴿الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ (الفرقان: ۲)

آگے کیا فرمایا ہے؟

﴿وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ

﴿فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا۝﴾ (الفرقان: ۲)

پوری کائنات میں کس کی بادشاہی ہے؟ اللہ پاک کی بادشاہی ہے اور جس کی بادشاہی ہے، وہ کون ہے؟ فرمایا: ﴿لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا﴾ جس کی بادشاہی ہے۔ اس کی اولاد کوئی نہیں، اس کا بیٹا کوئی نہیں، اس کی بیٹی کوئی نہیں۔

بے نیاز کون؟

اب میں قرآن کی ایک سورت پڑھنے لگا ہوں۔ جو الحمد للہ بچے بچے کو آتی ہے۔ جو عموماً گھر پر بھی پڑھی جاتی ہے۔ سن لو!

اللہ پاک فرماتے ہیں:

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۵ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۝﴾ (الاخلاص: ۱۔۴)

محبوب ﷺ فرمادیں۔ اللہ ایک ہی ہے۔ ﴿اَحَدٌ﴾۔ اللہ اکیلا ہی ہے۔ مشکل کشاء اکیلا ہی ہے۔ حاجت روا اکیلا ہی ہے۔ اولادیں دینے والا اکیلا ہی ہے۔ رزق دینے والا اکیلا ہی ہے۔ کائنات کا دستگیر اکیلا ہی ہے۔ غوث الاعظم اکیلا ہی ہے۔ داتا اکیلا ہی ہے۔ لجپال اکیلا ہی ہے۔ گنج بخش اکیلا ہی ہے۔ رنج بخش اکیلا ہی ہے۔ پوری کائنات کا الہ ایک ہی ہے۔ ﴿هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ اور جو اکیلا ہے۔ ﴿اَللّٰهُ الصَّمَدُ﴾ وہ رب بے نیاز ہے۔ بے نیاز کس چیز سے ہے؟ اولاد سے بے نیاز ہے۔ بیٹوں سے بے نیاز ہے۔ بیٹیوں سے بے نیاز ہے۔ خاندان سے بے نیاز ہے۔ قبائل سے بے نیاز ہے۔ والدین سے بے نیاز ہے۔ سونے سے بے نیاز ہے۔ روٹی کھانے سے بھی بے نیاز ہے۔ پانی مانگنے سے بھی بے نیاز ہے۔ اللہ جی کیوں بے نیاز ہیں؟ فرمایا: ﴿لَمْ يَلِدْ ۵ وَلَمْ يُوْلَدْ۝﴾ نہ میں نے کسی کو جنا اور نہ کوئی مجھ میں سے جنا گیا ہے۔

ہمارے بھائی کہتے ہیں: "نُوْرٌ مِّنْ نُّوْرِ اللّٰهِ" لیکن اللہ پاک فرماتے ہیں، نہ کوئی مجھ میں سے پیدا ہوا ہے اور نہ میں کسی میں سے پیدا ہوا ہوں یعنی نہ کوئی میرا ماں باپ ہے اور نہ

ہی میں کسی کا ماں باپ ہوں۔ ﴿وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ﴾ اے لوگو پھر تسلیم کرو، اکیلا ہی اللہ ہے۔

پھر میں ایک سوال کرنا چاہتا ہوں؟ جس کی اولاد ہو، وہ داتا نہیں ہوتا۔ جس کی بیویاں ہوں، وہ داتا نہیں ہوتا، سن لو! جس کی بیوی ہو۔ وہ مشکل کشاء نہیں ہوتا جس کی بیوی ہو وہ داتا نہیں ہوتا۔ جو سو جائے وہ داتا نہیں ہوتا، جو کھائے وہ داتا نہیں ہوتا۔ جو پیے وہ داتا نہیں ہوتا۔ جو خالق ہو وہ مخلوق نہیں ہوتا اور جو عابد ہو معبود نہیں ہوتا۔ جو ساجد ہو مسجود نہیں ہوتا، جو فانی ہو وہ مسجود نہیں ہوتا۔ جو عبد اللہ ہو، اللہ نہیں ہوسکتا۔ جو عبد الرحمٰن ہو رحمان نہیں ہوسکتا جو عبد الرزاق ہو، رزاق نہیں ہوسکتا جو عبد القادر ہو۔ قادر نہیں ہوتا۔ جو عبد الجبار ہو، جبار نہیں ہوتا۔ جس کی قبر ہو وہ داتا نہیں ہوتا۔ جو داتا ہو اس کی قبر نہیں ہوتی۔

غور سے سنو! اب قُلْ هُوَ اللّٰهُ کا ترجمہ کر دوں:

اپنی وڈیائی کریں اِنِّی اَنَا اللّٰہ آکھ کے
دے تسلی موموناں نوں نَصْرٌ مِّنَ اللّٰہ آکھ کے
نا امیداں، عاصیاں نوں پھر دے دتی امید
اپنے فضل تھیں لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَتِ اللّٰهِ آکھ کے
ذات تیری، علم تیرا توں آپے صفتاں کیتیاں
ابتدا قرآن تھیں الحمد للّٰہ آکھ کے
علماں والے کرن خواہش کج اور وی بڑ لیے
کیتا: ابند سب نوں توں اِتَّقِ اللّٰہ آکھ کے
مال سارے دا مالک توں اے مالاں والے بھی تیرے
کرنا ایں آزمائش توں وَاَقْرِضُوا اللّٰہ آکھ کے
عاصیاں دے واسطے ہوا کرم دا کھولیا
پھر آپ آوازاں ماریاں تُوْبُوْا اِلَى اللّٰہ آکھ کے

نئیں گزارا صمصام رحمہ اللہ دا توحید منں بغیر

توں سارے پاسے گھیر لے قُلْ هُوَا اللّٰہ آکھ کے

دنیا کے لوگو! سنو رب العالمین کون ہے؟ کس سے مانگنا چاہیے؟

﴿قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ (آل عمران: ٢٦)

فرمایا: محبوب صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیں۔ پوری کائنات کے بادشاہوں کا بادشاہ اللہ ہے۔ بلکہ وہ اکیلی بادشاہی ہی نہیں بلکہ آگے کیا فرمایا ہے؟ ﴿وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ﴾ ﴿تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ﴾ جس کو چاہے بادشاہی دے دے۔ چاہے وہ بادشاہی لینے کے بعد کہہ دے کہ میرے جیسا کوئی نہیں، پھر چاہے کہہ دے کہ میرے جیسا کوئی نہیں، کائنات میں میرا ہی سکہ چلتا ہے۔ بیٹا بڑے بڑے حکمران آئے۔ بڑے بڑے فوجی حکمران بھی آئے لیکن جب تاریخ میں اخیر دیکھی۔ حکمرانوں کی اخیر بری ہوئی ہے۔ رات کو وزیر اعظم ہے۔ ابھی دن بھی نہیں ہوا تو اسیر اعظم ہے۔ اب کیا ہے؟

روشن خیالی

عقلوں بالکل خالی

سن لو! حکمرانو! آج تم دین کے ادارے بند کر دو۔ مدارس بند کر دو۔ کانفرنسیں بند کر دو، جلسے بند کر دو، قرآن و حدیث کی آواز کو بند کر دو۔ سن لو!

کم ہمت نے او لوگ جیڑے شکوہ کرن مقدراں دا

حکمرانو!

اُگن والے اگ پینڈے نے سینہ چیر کے پتھراں دا

کوئی دنیا کی طاقت قرآن و سنت کی آواز کو نہیں دبا سکتی۔ جہاد کو نہیں دبا سکتی۔ انشاء اللہ خود ہی دب جائیں گے۔ خود ہی مٹ جائیں گے۔ نیست و نابود ہو جائیں گے۔ ان شاء اللہ

قرآن و حدیث کی صدا منبر و محراب میں بلند ہو گی۔ اللہ پاک کی توحید کے نکارے اور آوازے بلند ہوتے رہیں گے۔کوئی دنیا کی طاقت نہ توحید کی آواز کو دبا سکی ہے اور نہ ہی کوئی دبا سکے گی، بلکہ اس کو دبانے والے خود ہی مٹ جائیں گے۔ان شاء اللہ

جو اللہ پاک کی توحید کے لیے لڑتے رہے، اللہ پاک نے ان کو زندہ جاوید بنا دیا۔

آج علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ کا تذکرہ کیوں کرتے ہو؟

میرے ظہیر ملت رحمہ اللہ نے فرمایا تھا، جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لڑنے کا عزم کر لیتا ہے۔ اللہ اسے زندہ جاوید بنا دیتا ہے اور آج الحمد للہ ان کی محنت اس دور میں رنگ لا رہی ہے۔انہوں نے فرمایا تھا۔ یہ صدی اہل حدیثوں کی صدی ہے۔ یہ زمانہ اہل حدیث کا زمانہ ہے۔

الحمد للہ دن بہ دن لوگ اہل حدیث ہو رہے ہیں۔ جہاں ایک مسجد تھی۔ الحمد للہ اب وہاں اہل حدیثوں کی دس دس مساجد ہیں۔الحمد للہ ہمارے پاس سودا خالص ہے۔

خالص چھڈ کے نہ خالص دے مگر پھرنا ایں
اے کم نے بے شعوریاں دے
سنت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم دی چھڈ کے
فتوے منے پیاں کنز قدوریاں دے
کوئی کھائے چھان بورا
چھنے بھرے ہوئے چھڈ کہ چوریاں دے
کوئی پیوے پیا کٹھیاں لسیاں
ددھ چھڈ کے مجاں بوریاں دے
سلسلہ انبیاء علیہم السلام دے اندر
لوگو میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم دی ذات آخری اے
ایسے طرح لوگو! میرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم دی بات وی آخری اے۔

اس لیے اہل حدیث اس بات کا اعلان کرتے ہیں۔ بادشاہی صرف اور صرف اللہ ذوالجلال کی ہے اور پھر وہ بادشاہ کسی سے ووٹ لے کر بادشاہ نہیں بنا، اس مالک کی وردی بھی کیسی ہے؟ جو قیامت کو بھی نہیں اترے گی۔ وہ تو اس وقت بھی آواز دے گا۔ کہاں وہ بادشاہ ہیں؟ وہ حکمرانیاں کرنے والے کہاں ہیں؟ ﴿لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ﴾ آج بادشاہی کس کی ہے؟ آگے سے آواز آئے گی۔ ﴿لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ﴾ ایک ہی اللہ کی بادشاہی ہے۔ کسی دوسرے کی نہیں ہو گی۔

تقسیم رب العالمین:

سن لو! بادشاہی اس کی ہے، عزت بھی دیتا ہے تو وہ اللہ دیتا ہے۔ ذلت بھی دیتا ہے تو وہ اللہ دیتا ہے، جس کو چاہے عزت دے دے۔ جس کو چاہے ذلت دے دے۔

﴿وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌo﴾

فرمایا: لوگو! عزت دینے والا بھی اکیلا اللہ ہے۔ ذلت بھی دینے والا اللہ ہے۔

ایک ہی ماں باپ کے بیٹے ہیں۔ ایک کو حکمران بنایا ہے اور دوسرے کو چپڑاسی بھی نہیں لگایا۔ اسی طرح ہی ہے؟ ایک SHO لگا ہے۔ دوسرا سپاہی بھی نہیں، ایک پولیس والا ہے، دوسرا لوگوں کے گھر لوٹ رہا ہے۔ یہ کس کی تقسیم ہے؟ اللہ پاک کی ہے۔ یہ اللہ پاک کی مرضی ہے۔ ایک بھائی دین کا عالم ہے، دوسرے بھائی کو نماز بھی نہیں آتی، یہ تقسیم کس کی ہے؟ اللہ پاک کی ہے۔ ایک بھائی کے گھر سے روٹی ختم نہیں ہوتی، دوسرے بھائی کے گھر سے ملتی ہی نہیں۔

کتے چہرے چُو چُو کر دے نے

کئی چہرے سرخ ہیں۔ کئی چہروں پر ہر وقت ہی بارہ بجے ہوتے ہیں۔ یہ تقسیم کس کی ہے؟ اللہ پاک کی ہے۔

کتے چہرے چُو چُو کر دے نے
کتے رنگ ای ریندے اڈے نے

کِتے پیری وچ جوان دسن
کِتے وچ جوانی بڈھے نے
کِتے ٹانگیاں جوگے پیسے نئیں
کِتے چڑھ جہازی اڈے نے
کِتے حکم چلاندے پھردے نے
کِتے کھاندے پھردے ٹھڈے نے
کِتے اگلے ڈنگ لئی جڑ دی نئیں
کِتے دیندے پھردے چھٹے نے
واہ مولا توں اپنیاں قدرتاں دے
کیا سوہنے نقشے کٹے نے
ہے اکو ای ول انگوراں دی
کج مٹھے نے کج کھٹے نے

یہ کس کی تقسیم ہے؟ اللہ پاک کی ہے۔

کتے ہتھ لایاں میلے ہوندے کئی
کئی ہوندے توّے توں کالے نے
کئی مارے ہوئے نصیباں دے
کئی بہتے ای کرماں والے نے
کیتے لسی پین نوں ملدی نئیں
کیتے دُدّیں کتے پالے نئیں
کیتے سونا ای سونا سونا اے
کیتے کناں وچ نہ والے نے

کیتے انگ پرانے لالے نے
کیتے لا نویں سٹے نے
ہے اکو ای ول انگوراں دی
کج مٹھے نے کج کھٹے نے

کسی اہل دل نے کہا ہے۔ ذرا غور کریں:

ایک باپ کے دو بیٹے
قسمت جدا جدا ہے
ایک سر پہ تاج پہنے
ایک در بہ در گدا ہے
ایک سیپ کے دو موتی
ایک ہی شکم سے جائے
ایک پیس گیا کھرل میں
ایک تاج میں جڑا ہے
ایک پھول کی دو پتیاں
ایک ہی جگہ سے کٹیاں
ایک نازنین کے گلے میں
ایک کا دوا بنا ہے
ایک شاخ کی دو ٹہنی
ایک ہی جگہ سے کاٹیں
ایک آگ کے حوالے
ایک کا عصا بنا ہے

ایک تھان کے دو کپڑے
ایک ہی جگہ سے پھاڑے
ایک نازنین کے سر پر
ایک کا کفن بنا ہے
ایک آنکھ کے دو قطرے
ایک ہی جگہ سے اترے
ایک باعث جہنم
ایک کا اجر بقا ہے

یہ کس کی تقسیم ہے؟

﴿وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ o﴾

اگلی آیت میں فرمایا:

﴿تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَ تُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَ تُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ تُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَ تَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ o﴾ (آل عمران: ۲۷)

اللہ پاک فرماتے ہیں: راتوں کو دنوں میں داخل کرتا ہے تو کون کرتا ہے؟ دن کو رات کون بناتا ہے؟ مردہ میں سے زندہ اور زندہ میں سے مردہ کون پیدا کرتا ہے؟ نیکوں میں سے بد اور بد میں سے نیک کون پیدا کرتا ہے؟

﴿تُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ﴾

اس کا دوسرا ترجمہ یہ ہے کہ بد میں سے نیک اور نیک میں سے بد پیدا کرتا ہے۔

اب مردہ میں سے زندہ کیسے پیدا ہوتا ہے؟ اس کی مثال لے لیں۔

کبھی انڈے دیکھے ہیں؟ مرغی کے نیچے انڈے رکھے ہیں۔ اس انڈہ میں روشن دان بھی

کوئی نہیں، اللہ پاک کی قدرت دیکھو۔ اس میں دروازہ بھی کوئی نہیں۔ نہ کوئی اندر آ سکتا ہے، نہ کوئی باہر جا سکتا ہے۔ تھوڑے دن گزرتے ہیں۔ اس انڈے میں چھوٹی سی ایک چونچ بن جاتی ہے۔ ٹانگیں بن جاتی ہیں۔ چھوٹی چھوٹی آنکھیں بن جاتی ہیں۔ ریشم جیسی لوئی بھی اُگ آتی ہے۔ اللہ پاک فرماتے ہیں: اے چوزے باہر آ جاؤ۔ یا اللہ کیسے آؤں؟ اللہ پاک فرماتے ہیں: اپنی چونچ مارو اور چوزہ چونچ مار کر باہر آ جاتا ہے۔ چوں چوں کر رہا ہے۔ یہ چوزہ کسی کالج میں بھی نہیں پڑھا۔

ادھر سے ایک بلی آ جاتی ہے۔ یہ بلی کو دیکھ کر دوڑتا ہے اور آ کر ماں کے پروں میں چھپ جاتا ہے۔ اس کو دوست اور دشمن کا فرق بتانے والا کون ہے؟ انڈے میں چونچ مارنے کا طریقہ کس نے بتایا ہے؟ انڈے میں اس کی شکل کس نے بنائی ہے؟ اللہ پاک نے بنائی ہے۔

یہ ہے: ﴿تُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ﴾

مرغی زندہ ہے اور انڈہ مردہ ہے۔ مردہ انڈے میں سے زندہ چوزہ پیدا کرنے والا کون ہے؟

﴿تُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ تُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَ تَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ٥﴾

ابھی بھی سمجھ نہیں آئی تو آؤ میں تمہیں قرآن کا ایک اور مقام سنا دوں:

اللہ پاک فرماتے ہیں:

﴿اللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ٥﴾ (المومن: ٦٤)

زمینوں کو فرش بنانے والا کون ہے؟ آسمان کو چھت بنانے والا کون ہے؟ دنیا کی چھپس خراب ہو جاتی ہیں۔ اللہ پاک کا بنایا ہوا فرش خراب ہی نہیں ہوتا پھر اوپر اس نے سات لینٹر ڈالے ہیں۔

تم نے سات منزلہ مکان بنانا ہو، کئی ڈینپ بناتے ہو، لینٹر بناتے ہو۔ ہم سیمنٹ، سریا

مضبوط کرنے کے لیے ڈالتے ہیں۔ اللہ پاک کے لینٹر کی طرف دیکھو، یہ جو ہمارا لینٹر آٹھ دس فٹ پر بنتا ہے یا بارہ فٹ پر بنتا ہے۔ اس اللہ پاک کا لینٹر جو ہے، اس کا ایک لینٹر سے دوسرے لینٹر تک کا فاصلہ پانچ سو سال کا ہے۔ اس نے درمیان میں جمال، کمال والوں کا گارڈر بھی استعمال نہیں کیا، اس نے دیواریں بھی نہیں بنائیں۔ اس نے کوئی ڈینپ نہیں بنایا۔ اسی طرح ہی ہے؟ بغیر ستون اور سہارے کے اللہ پاک نے سات منزلہ لینٹر کھڑا کیا ہوا ہے۔ پھر اس نے چھت کو سجایا بھی بڑا پیارا ہے۔ رات کو آسمان کی طرف دیکھا کرو۔ کہیں سو واٹ کا بلب ہے۔ کہیں دو سو واٹ کا بلب ہے۔ کہیں ہزار واٹ کا بلب ہے۔ یہ دن کو بھی جلتے ہیں، رات کو بھی جلتے ہیں۔ کبھی ان کے جلنے کا ہمیں کوئی بل آتا ہے؟ ہوا کے چلنے کا کوئی بل آیا ہے؟ بارش کے برسنے کا بل آیا ہے؟ سب کچھ یہ مفت میں عطا کرنے والا کون ہے؟ اللہ پاک ہے۔

اغیار لاچار:

اللہ پاک فرماتے ہیں: ﴿الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖ﴾ مجھے چھوڑ کر غیروں کو پکارنے والو! مجھے چھوڑ کر غیروں کے پاس جانے والو! مجھے چھوڑ کر غیروں کو مشکل کشاء کہنے والو! اللہ پاک فرماتے ہیں: ﴿لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا﴾ انہوں نے کوئی چیز بھی نہیں بنائی۔

دوسرے مقام پر فرمایا ہے: ﴿اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ﴾ اللہ پاک فرماتے ہیں، مجھے بتاؤ ذرا انہوں نے بنایا کیا ہے؟ پہلے فرمایا: انہوں نے کوئی چیز نہیں بنائی۔ دوسرے مقام پر فرمایا: مجھے دکھاؤ انہوں نے کیا بنایا ہے؟ اللہ پاک فرماتے ہیں، مجھ سے پوچھتے ہو میں نے کیا بنایا ہے؟ میں نے اتنے بلند و بالا پہاڑ بنا دیے، اتنے بڑے درخت بنا دیے۔

نال قدرتاں نرم انگوریاں نوں

ان آیات کا ترجمہ بھی ساتھ ہی ہوتا جائے۔

نال قدرتاں نرم انگوریاں نوں

سخت زمین چوں باہر لیان والا

پھر تنا تے ٹہنیاں کر پیدا
پتر چھاں دے لئی بنان والا
ہر اک رُکھ نوں ویکھ لوّو غور کر کے
وکھرو وکھرے پھل لگان والا
اس کم دا وچ نئیں جے کسے نوں جگ اندر
اینوں جاندا ای کلا آسمان والا

بات سننے والی ہے:

سارا رُکھ تے بنانا بڑی گل اے
کوئی ایک پتر نئیں بنا سکدا
پتر جے ٹہنی نالوں ٹٹ جاوے
پورا جہان مل کے نئیں لا سکدا

پتہ میں توڑ دیتا ہوں، جاؤ پوری کائنات کے دیوتا بلا لاؤ۔ اگر پتہ لگا دیں۔ مسلک بھی چھوڑ دیا۔ مصلیٰ بھی چھوڑ دیا، کوئی تو آئے۔ اگر اللہ پاک کے سوا کائنات میں کوئی نہیں بنا سکتا، جس نے ایک پتہ نہیں بنانا اور ٹوٹے ہوئے پتے کو جوڑتا نہیں۔ اس نے پھر پانچ کلو کا لڑکا کہاں سے دینا ہے؟ بات ٹھیک ہے؟ ہماری عورتیں بھی اللہ کے فضل سے بھولی ہوئی ہیں۔ کہتی ہے، بہن مجھے اولاد نہیں ہوتی، میرا خاوند مجھے کہتا ہے، میں تمہیں طلاق دے دوں گا۔ دوسری کہتی ہے: یہ بھی کوئی مشکل کام ہے، فلاں جگہ ایک بیری ہے، اس کے نیچے جا کر صرف چادر ہی بچھانی پڑتی ہے۔ پتہ گرے تو لڑکی ہوتی ہے۔ بیر گرے تو لڑکا ہوتا ہے۔ میں نے کہا، اگر ٹہنی گر پڑے تو پھر نامرد (کھسرا) بھی ہوتا ہے۔ کوئی تیسری چیز بھی تو ہونی چاہیے۔ اللہ پاک اس قوم کو ہدایت عطا فرمائے۔ آمین

ہمارے پسرور میں ایک گلو شاہ کی منڈی لگتی تھی۔ اب پتہ نہیں شاید ختم ہوگئی ہو۔ ایک سال اس منڈی میں پانی داخل ہوگیا۔ پانی آیا تو جناب لڈو بھی تر پڑے۔ جلیبیاں بھی تر

پڑیں،لوگوں کے جانور بھی بہہ گئے۔

کوئی نیک بزرگ اٹھے اور انہوں نے کہا:

گلو شاہ توں نہ مراداں منگیں نی
اودی اپنی رُڑ گئی منڈی نی
پانی ور گیا وچ چوکھنڈی نی
اونے دتیاں دوکاناں تار
نی اِک دن مر جانا
اللہ با جھ نہ غیر پکار ایتھے نئیں رہنا
جدوں ہر دیاں کانگاں چڑھیاں نی
لڈو، پیڑے جلیبیاں تریاں نی
پر بابے ہوراں نہ اٹھ کر پھڑیاں نی
ڈنگر رُڑ گئے سی کئی ہزار
نی ایتھے نئیں رہنا

سن مسلک اہل حدیث کی پکار کیا ہے؟

توں ۔ اودے تے رکھ تسلا نی
جے دیوے تے دیندا ای اللہ نی
اودا کدی وی نہ چھڈیں پلا نی
تیرا ہو جائے گا ۔ بیڑا پار
ایتھے نئیں رہنا

اللہ پاک سے مانگا کرو۔رب ذوالجلال کون ہے؟ کائنات کی ہر چیز کو پیدا کرنے والا رب ذوالجلال ہے۔

آؤ میں ترجمہ کر کے بات کو ختم کروں۔

﴿وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ﴾

ماں کے شکم میں میری اور تمہاری خوب صورت شکل کس نے بنائی ہے؟ اللہ پاک نے بغیر ہاتھ لگانے کے بنائی ہے۔ اللہ پاک فرماتے ہیں: میں نے پوری کائنات کو بنایا ہے تو کن کہہ کر بنایا ہے۔ قرآن کہتا ہے: زمین وآسمان کو چھ دن میں بنایا ہے۔

مولانا عبداللہ صاحب رحمہ اللہ گوجرنوالہ والے اللہ پاک ان کی قبر کو جنت کا باغ بنائے۔ آمین شیخ الحدیث نے درس دیا۔ درس میں انہوں نے فرمایا: اللہ پاک نے چھ دن میں زمین و آسمان کو بنایا۔ ایک پہلوان سر پھرا تھا، کہنے لگا: مولانا صاحب رحمہ اللہ! اللہ پاک نے چھ دن لگا دیے ہیں۔ اللہ پاک فرماتے ہیں: كُنْ فَيَكُوْنُ. ہو جاؤ۔ وہ تو پھر ایک دن میں بھی بنا سکتا تھا۔ مولونا عبداللہ صاحب رحمہ اللہ فرمانے لگے، تم ماں کے پیٹ میں کتنے دن رہے ہو؟ کہنے لگا نو ماہ رہا ہوں۔ مولانا صاحب رحمہ اللہ فرمانے لگے، تم نے نو ماہ لگائے تھے؟ تم اتنے ماہ کیا کرتے رہے ہو؟

کئی آدمی سوال بھی بڑے عجیب عجیب کرتے ہیں۔

﴿وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ﴾

پیاری شکل کس نے بنائی ہے؟ پوری کائنات کو بنایا تو کُنْ کہہ کر بنایا۔ جب میری اور تمہاری باری آئی۔ اللہ پاک فرماتے ہیں: میں نے اپنے قدرت کے ہاتھوں سے گن گن کر بنایا۔ ﴿خَلَقْتُ بِيَدَيَّ﴾ اللہ پاک نے بنایا:

﴿هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْا اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُيُوخًا﴾

(المؤمن: ٦٧)

تھوڑے دن گزرے، مٹی سے پانی، پانی سے پھر خون، خون سے پھر جما ہوا خون، جمے ہوئے خون سے پھر لوتھڑا، پھر ہڈیاں بنائیں۔

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِيْ

قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ٥ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَئْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ٥﴾ (المومنون: ١٢، ١٤)

وہ رب العالمین ہے۔ ڈیڑھ ہاتھ بنا کر دنیا پر کس نے بھیجا ہے؟ اس اللہ پاک نے ڈیڑھ ہاتھ انسان بنایا۔ تھوڑے دن گزرے، جوانی آ گئی۔ اب اکڑ اکڑ کر گلیوں میں کھڑا ہوتا ہے۔ کہتا ہے، میرے جیسا شاہ زور کوئی نہیں۔ اللہ پاک فرماتے ہیں: شاہ زور میں ہوں، تم نہیں، تھوڑے دن گزرے، سفید بال آ گیا۔ اب سفید بال کو اکھاڑ دیتا ہے۔ وہاں تین اور اگ آتے ہیں۔ دیکھتے دیکھتے داڑھی سفید ہو گئی۔ اب دوکان ڈھونڈھتا ہے۔ منہ کالا کہاں سے کرواؤں؟ دیکھتے دیکھتے تمام بال سفید ہو گئے۔ پھر کہتا ہے، کالے کرنا بھی کوئی کام ہے۔ دفع کرو، رہنے دو۔ داڑھی سفید ہو گئی۔ کمر جھک گئی۔ ہاتھ میں لاٹھی پکڑی ہے۔ بچے کہتے ہیں: بابا جی یہ کھونڈی کتنے کی لی ہے؟ بابا کہتا ہے، بیٹا جب اس عمر میں پہنچو گے۔ مفت ہی مل جائے گی۔ ان تمام مراحل میں سے گزارتا ہے تو کون؟ پیاری اشکال بناتا ہے تو کون؟

وکھو وکھ شکلاں دنیا رنگ رنگ دی
ساری مخلوق اوہدے کولوں منگ دی
کلا اے راکھا او سارے جگ دا
سارا اے کمال میرے کلّے رب دا
اپنی قدرت نال اونے نقشے کٹے نے
اک ٹہنی اتے پھل مٹھے کھٹے نے
حالاں ساریاں بوٹیاں نوں پانی اِکو لگدا
سارا ای کمال میرے کلے رب دا
کسے جگہ اتے اللہ بارش پائی اے
کسے جگہ اتے اللہ دُھپ لائی اے

کتے پیا بدل اینویں خالی گجدا
اے سارا ای کمال میرے کلے رب دا
اج دی کانفرنس ویکھو بڑی کامیاب جے
اینوں کامیاب کرن والی رب دی جناب جے
اینوں کولوں اللہ پاک نے کروایا کم چج دا
سارا ای کمال میرے کلے رب دا
یوسف پسروری اتے اللہ بڑا مہربان جے
کردا ہر جگہ تے حق دا اعلان جے
راتیں سمندری وچ ہن گرین ٹاؤن گج دا
سارا ای کمال میرے کلے رب دا

جن کا عقیدہ ہے۔ اکیلے اللہ پاک کا کام ہے، وہ بلند آواز سے کہیں۔ اکیلے اللہ کا ہی ہے۔ وہ رب العالمین پوری کائنات کو پیدا کرنے والا ہے۔ پوری کائنات کا خالق و مالک ہے۔ قرآن کہتا ہے:

﴿يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَ يُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ وَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ۝﴾ (فاطر: ۱۳)

زمین و آسمان میں تغیر و تبدل کرنے والا کون ہے؟
میری اور تمہاری خوراک کا بندوبست کرنے والا کون ہے؟

ہری مرچاں پیدا کرنے والا کون ہے؟ اکیلا اللہ ہی ہے۔ جو کہتے ہیں، اللہ پاک کو چھوڑ کر فلاں طرف جانا چاہیے ان کو ہری مرچیں گھول کر پلاؤ۔ پھر دیکھنا ان کے کہاں کہاں سے دھواں نکلتا ہے؟ مرچ میں کڑواہٹ کو پیدا کرنے والا کون ہے؟ موتیا کا چھوٹا سا پھول ہے اور اس پھول میں خوشبو کو پیدا کرنے والا کون ہے؟ پھر میں کیوں نہ کہہ دوں۔

مرچاں دی کڑتن پھلاں دی خوشبو
رب سوہنے سچے ویکھو کنویں لئی اے لگو
انگوراں دے گُچھے
کنے سوہنے نے لگدے نیویں تے اچے
موتیاں دے وانگو دتے نے پَرو
مرچاں دی کرتن پھلاں دی خوشبو
جیویں جیویں کھایے تے آندا اے جلوہ
لاؤ کیلے دا چھلڑ کھاؤ تازہ حلوہ
مٹھا کنے پایا جے لاؤ اے ٹوہ

میٹھا ڈالنے والا کون ہے؟ اللہ ہے۔ پھر میں کیوں نہ کہہ دوں:

گندا وی نئیں ہونا تے بُو وی نئیں آنی
گھڑا بھریا ویکھو متیرے دا پانی
لال جیا گودا تے سوہنی جئی شو
مرچاں دی کرتن پھلاں دی خوشبو
عجب کاراگری تیری نرالی
مجاں گاواں کھاون توڑی پرالی
صاف چٹا دود لینے آں چُو
مرچاں دی کڑتن پھلاں دی خوشبو

وہ کیسا رب العالمین ہے؟

کنے دل دسیا اے کنے جے سکھایا
آنڈے چوں چوچا کنویں نکل آیا

بُوّا بَاری بند کتھوں کھاندا سی او

چوزے کو کھلانے والا کون ہے؟ اللہ ہے۔

یوسف پسروری کسے اللہ والے نوں لبھیں
کفر شرک جا کہ گرین ٹاؤن دے ٹویاں چہ دبّیں
معافی منگ اٹھ سرگھی نوں رو
مرچاں دی کرٹن پھلاں دی خوشبو

اللہ پاک اپنی پہچان نصیب فرمائے۔آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ



رحمتِ الٰہی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا○ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ○﴾ (الطلاق: ۲-۳)

((عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَنَافَسُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهٗ وَلَا يَخْذُلُهٗ وَلَا يَحْقِرُهٗ كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهٗ وَعِرْضُهٗ وَمَالُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى صُوَرِكُمْ وَلَا اَمْوَالِكُمْ وَلٰكِنْ يَّنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ وَاَعْمَالِكُمْ التَّقْوٰى هَاهُنَا وَيُشِيْرُ اِلٰى صَدْرِهٖ))

دوستا تیرے تے فیصلہ اے
جیہڑی دل کردا ای اوہو سیٹ لے لے
پانویں باغ جنت اندر مان موجاں
پانویں نار جہنم دی ہیٹ لے لے
تیرے ضمیر دا ہونا فیصلہ اے
تُما چھڈ دے کوئی سویٹ لے لے
عرشاں والے دا بن کے ویکھ تے سہی
پانویں رحمتاں دی مارکیٹ لے لے

حمد وثناء:

سامعین محترم! ہمہ قسم کی حمد وثنا تمام قسم کی تعریفات، تمجیدات تسبیحات، تہلیلات، اکائی، تنہائی، یکتائی، کبریائی اللہ مالک العلام کے لیے ہے۔

درود وسلام:

درود وسلام امام الانبیاء، خطیب الانبیاء، خاتم الانبیاء، صدر العلیٰ، شمس الضحا، مصدر مہر و وفا، سرچشمہ صبر ورضا، منبع رشد وخدا، والی بطحا، امام الحرمین، سید الثقلین، امام المرسلین، رحمۃ للعالمین، پوری کائنات کے سردار، جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس کے لیے ہوں۔

قبر اک چوختہ ہے اس کو مت بھول
پتہ نہیں کون سی تصویر اس میں سجا دی جائے گی

قبر کی یاد:

کوئی پتہ نہیں! اس چوختہ میں اللہ پاک نے کس تصویر کو فٹ کر دینا ہے۔ وہ تصویر کسی نوجوان یا بوڑھے کی ہوگی۔ اب تو بوڑھے کم اور نوجوان زیادہ نظر آتے ہیں، لیکن وجہ کیا ہے؟ بعض لوگ جوانی میں ہی جا رہے ہیں۔ یہ چار دن کی زندگی ہے۔ آؤ اس کو اس انداز سے گزاریں۔

جب انسان دنیا سے جائے، تو اللہ پاک کے فرشتے جنت کے خوب صورت ریشمی لباس پکڑ کر کھڑے ہوں اور آواز کیا دیں؟

﴿يَآ اَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ٥ اِرْجِعِىْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ٥ فَادْخُلِىْ فِىْ عِبٰدِىْ ٥ وَادْخُلِىْ جَنَّتِىْ٥﴾ (الفجر: ۲۷۔۳۰)

ادھر سے روح نکلے، ادھر سے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جائیں۔ پھر زندگی گزارنے کا مزہ آیا ہے۔

میرے دیے مسافر سوچ ذرا
اس جگ دا اکو ای پھیرا اے

ایتھوں نظر بچا کے ٹر چلیے
اگے سفر بڑا لمبیرا اے
قبراں دے ڈھیر اچیرے نے
دس تھلے وسدے کہڑے نے
کئی تیرے تے کئی میرے نے
اے اجڑیاں دا ڈیرا اے
میرے ویر مسافر سوچ ذرا
اس جگہ دا اکو پھیرا اے
ایتھوں نظر بچا کے ٹر چلیے
اگے سفر بڑا لمبیرا اے
جا ویکھ قبر دی وادی نوں
آبادیاں دی بربادی نوں
او چھڈ دنیا دی غم شادی نوں
ایتھے بھائیاں وچ نکھیڑا اے

شیخ القرآن مولانا محمد حسین شیخوپوری رحمہ اللہ کو اللہ پاک اعلیٰ مقام نصیب فرمائے۔ آمین۔ بات بڑی پیاری ہے، فرماتے ہیں:

آخری جدوں آوے ساہ اللہ
میں کہاں لا الہ الا اللہ
میری لگی توڑ نبھا اللہ
میرا ساتھ نبی ﷺ دے سنگ بتھیرا اے

یارو! یہ چار دن کی زندگی ہے۔ اس کو اس انداز سے گزارو کہ جب تم دنیا سے جاؤ تو تمہیں گلیوں کے تنکے بھی روئیں اور کہیں کہ یہ محمد ﷺ کا غلام جا رہا ہے۔

یہ نہ ہو تم دنیا سے جاؤ تو لوگوں نے گھر میں مصلے بچھائے ہوں۔ یا اللہ! شکر ہے، یہ دفعہ ہو گیا ہے۔ ایسا نہ ہو۔

ایک عربی کے شاعر نے بڑا کمال کا شعر لکھا ہے۔ اس نے کہا:

اِذَا وَلَدَتْكَ اُمُّكَ يَا ابْنَ اٰدَمَ بَاكِيًا

وَالنَّاسُ حَوْلَكَ يَضْحَكُوْنَ سُرُوْرًا

عربی کا شاعر کہتا ہے۔ جب تمہاری ماں نے تمہیں جنم دیا، اس وقت تمہارا باپ بہت خوش تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بیٹا دیا۔ کوئی کہتا ہے۔ اللہ پاک نے بھتیجا دیا ہے۔ کوئی کہتا ہے۔ اللہ پاک نے بھانجا دیا ہے۔ سب مل کر ایک دوسرے کو مبارکباد دے رہے ہیں، لیکن تم روتے ہو، تو یہ ہنستے ہیں۔ تم جب دنیا پر آئے تو تم روتے ہو اور یہ ہنس رہے ہیں۔ آگے بات کیا ہے؟

فَجْهَدْ لِنَفْسِكَ فَاعْمَلْ نَفْسَكَ

کوشش کرو اپنے نفس کے لیے، کوشش کرو اپنے لیے۔

عمل نیک کرو۔ جب تم دنیا سے جاؤ۔ جو تمہارے آنے کی وجہ سے مسکراتے تھے۔ تمہارے کردار اور تمہارے رہن سہن کی وجہ سے یہ آنسو بہائیں۔ تم اللہ پاک کے دربار میں مسکراؤ۔

فِيْ يَوْمِ مَوْتِكَ ضَاحِكٌ مَسْرُوْرًا

تم اللہ پاک کے دربار میں اپنے اعمال کی وجہ سے مسکراتے ہو اور تمہارے جانے کی وجہ سے غیر بھی روتے ہوں۔ یہ زندگی گزارنے کا مزہ آیا۔

جہانوں کے پیر ﷺ کے پاس ایک جنازہ لایا جاتا ہے۔ آقا علیہ السلام نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: میرے صحابہ رضی اللہ عنہم سنو! یہ مرنے والا مُسْتَرِيْحٌ یا اَوْ مُسْتَرَاحٌ تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ مُسْتَرِيْحٌ اور اَوْ مُسْتَرَاحٌ کسے کہتے ہیں؟ فرمایا: اس نے دنیا

سے خلاصی پائی ہے یا دنیا والوں نے اس سے خلاصی پائی ہے۔

میرے دوستو! یہ زندگی چار دن کی ہے۔ اس دنیا سے چلے جانا ہے۔ قبر کی کال کوٹھری بڑی سخت ہے۔ جس کے سانپ بڑے زہریلے ہیں۔

عذابِ قبر:

جہانوں کے پیر علیہ السلام فرماتے ہیں۔ قبر کا سانپ ایک بار ڈسے گا تو چالیس سال تک اس کا زہر نہیں جائے گا۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں۔ وہ سانپ قبر سے منہ نکال کر پھونک مار دے۔ روئے زمین پر تمہیں قیامت تک سبزہ نظر نہ آئے۔ ایک انسان پر ستر سانپ مقرر کیے جائیں گے۔ دوسری روایت کے مطابق ننانوے سانپ مقرر کیے جائیں گے۔ اللہ پاک وہ سانپ انسان پر مسلط فرما دیں گے اور جو قبر کی دیواریں ہیں۔ وہ اس طرح مل جائیں گی، جس طرح یہ ہاتھوں کی دو انگلیاں آپس میں مل گئی ہیں۔ اس کی دائیں پسلیاں بائیں طرف اور بائیں دائیں طرف ہو جائیں گی۔

میرے دوستو! یہ چار دن کی زندگی ہے۔ آؤ اس کو مل کر اس طرح گزاریں۔ اللہ ذوالجلال کی قسم ہے۔ تم دنیا سے جاؤ تو جنت کے دروازوں پر فرشتے بھی تمہیں سیلوٹ کریں۔ یہ زندگی گزارنے کا مزہ ہوا۔ اس کا نام تقویٰ ہے۔ اس کا نام اللہ پاک کا ڈر ہے۔ میں اللہ پاک کا خوف اور ڈر بیان کرنا چاہتا ہوں۔ جس کا نام تقویٰ ہے۔

اگر انسان کے دل میں اللہ پاک کا ڈر نہیں تو پھر وہ سودی کاروبار بھی کرے گا، جس انسان کے دل میں اللہ پاک کا ڈر نہیں، وہ پھر دوسرے مسلمان بھائی کا حق بھی مارے گا۔ جس کے دل میں اللہ پاک کا ڈر نہیں، وہ دوسرے مسلمان کو ناجائز تنگ بھی کرے گا اور قرآن نے تو واضح حقیقت بیان فرما دی۔

اے دنیا کے لوگو! اللہ پاک کو متقین سے بہت زیادہ پیار ہے۔ تقویٰ والے لوگوں سے بہت زیادہ پیار ہے۔ اللہ پاک فرماتے ہیں کہ تمہارے دل میں میرا ڈر ہونا چاہیے۔ توکل مجھ پر ہونا چاہیے اور جب یہ دو چیزیں مل جائیں۔ تقویٰ اور توکل مل جائیں۔ اللہ پاک فرماتے

ہیں رزق کے دروازے پھر میں کھول دوں گا۔ پھر رزق کی وجہ سے پریشان نہیں ہونا۔

آج ہم کہتے ہیں، کیا کریں؟ ہم مر گئے۔ گزارہ نہیں ہوتا۔ ایک وقت تھا۔ ایک انسان کماتا تھا اور پورا گھر کھاتا تھا مگر پھر بھی ختم نہیں ہوتا تھا۔ اب پورا گھر ہی کماتا ہے اور پورا گھر ہی کھاتا ہے مگر ایک ماہ بعد ہم پھر مقروض ہو جاتے ہیں۔

کبھی یہ حساب کیا ہے کہ پورے گھر میں نمازی کتنے ہیں؟ اگر باپ نمازی ہے، تو بیٹے پکے بے نماز ہیں۔ اگر بیٹا نمازی ہے، تو باپ بے نماز ہے۔ اگر ماں نمازی ہے، تو بیٹی بے نماز ہے۔ جہاں تمام بے نمازی ہوں۔ وہاں روٹی میں برکت کہاں ہوتی ہے؟ بات کی سمجھ آ رہی ہے؟ رمضان میں تین چار دن مساجد بھر جائیں گی۔ دس روزے گزرنے کے بعد پھر وہی رہ جاتے ہیں۔ جو اصل نمازی ہیں۔ باقی تمام نقل بھاگ جاتے ہیں۔ پھر رمضان کے آخر میں دو تین دن مساجد میں رش ہوگا۔ بعد میں پھر مساجد خالی ہوتی ہیں۔ اللہ پاک پورا سال نماز اور عبادت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

صفات متقین:

قرآن سن لو! متقین کی صفات اللہ پاک نے قرآن کے شروع میں بیان فرمائی ہیں۔ بڑی ٹف صفات ہیں۔ قرآن کہہ رہا ہے۔ اللہ پاک فرماتے ہیں۔ الٓمٓ۔ الف سے مراد اللہ، ل سے مراد جناب جبرائیل علیہ السلام اور م سے مراد جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ قرآن کو نازل کرنے والا اللہ ہے۔ لے کر آنے والے جناب جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ جن کے سینے پر نازل ہوا ہے۔ وہ پوری کائنات کے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

آگے فرمایا:

﴿ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ۝﴾ (البقرہ: ۲)

قرآن لا ریب ہے، اس انداز میں سمجھیں۔ قرآن جیسا نگینہ بھی اعلیٰ ہے۔ رمضان کا مہینہ بھی اعلیٰ ہے کیونکہ رمضان میں قرآن آیا ہے۔ رمضان میں ہی نبوت ملی، رمضان میں ہی مکہ فتح ہوا، رمضان میں ہی غزوہ تبوک فتح ہوا۔ رمضان میں ہی پاکستان ملا، جب پاکستان ملا،

تب بھی مہینہ رمضان کا ہی تھا۔فرمایا: لوگو! قرآن جیسا نگینہ بھی اعلیٰ ہے۔ رمضان جیسا مہینہ بھی اعلیٰ ہے۔ جس سینے پر قرآن آ رہا ہے، وہ سینہ بھی اعلیٰ ہے۔ میرے مصطفیٰ ﷺ کا پسینہ بھی اعلیٰ ہے۔ جن شہروں میں قرآن نازل ہوا، وہ مکہ اور مدینہ بھی اعلیٰ ہے۔

اللہ پاک فرماتے ہیں: ﴿ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ﴾ یہ قرآن لاریب ہے اور جن کے سینے پر قرآن آیا ہے۔ ان کی تریسٹھ سالہ زندگی بے عیب ہے۔ کیونکہ اللہ پاک نے فرما دیا۔ اے گناہو! میرے مصطفیٰ ﷺ کے قریب نہ جانا، ان کی تریسٹھ سالہ زندگی بے عیب ہے۔ بچپن بھی پاک ہے، جوانی بھی پاک ہے، بڑھاپا بھی پاک ہے۔ میرے مصطفیٰ ﷺ ایسی ہستی ہیں جن سے زندگی میں کوئی گناہ سرزد ہی نہیں ہوا۔ بھول ہوئی اور اللہ پاک نے ان کی بھول کو بھی امت کے لیے شریعت بنا دیا ہے۔ رکعت چار پڑھانی ہیں، دو پڑھا دیں۔ امت کے لیے سبق دے دیا، اگر نماز میں کمی زیادتی ہو جائے تو سجدہ سہو تم کرو، کمی زیادتی کو اللہ پاک پورا فرما دیں گے۔ یہ اللہ پاک نے فرمایا ہے۔

اس لیے یہ قرآن لاریب ہے۔ فرمایا: ﴿ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ﴾ آگے کیا فرمایا: ﴿هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ﴾ ہدایت تو متقین کے لیے ہے۔ اب متقی کون ہیں؟ ان کی چھ صفات ہیں۔ ﴿الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ﴾ غیب پر ایمان لانے والے متقی ہیں۔ ہم نے اللہ پاک کو نہیں دیکھا۔ ہمارا یقین ہے کہ ہمارا مشکل کشاء ہے۔ ہم نے آمنہ کے لعل ﷺ کو نہیں دیکھا، ہمارا یقین ہے، ہمارے پیر ﷺ ہیں۔

ہم نے نبی پاک ﷺ کے یاروں کو نہیں دیکھا۔ ہمارا یقین ہے، آقا علیہ السلام کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔ ہم نے قرآن نازل ہوتے ہوئے نہیں دیکھا لیکن یقین ہے۔، قرآن سچی اور آخری کتاب ہے۔ ﴿الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ﴾ ایمان والے متقی غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ ﴿وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ﴾ نمازوں کو ادا کرنے والے متقی ہیں۔ بے نماز متقی نہیں، بے نماز کافر تو ہوسکتا ہے، بے نماز مشرک تو ہوسکتا ہے، لیکن بے نماز متقی نہیں۔ فرمایا: ﴿وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ﴾ اللہ پاک کے راستے میں خرچ کرنے والے متقی ہیں۔ آگے فرمایا: ﴿وَ

﴿الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ﴾ محبوب ﷺ جو قرآن میں نے آپ ﷺ پر اتارا ہے، اس پر ایمان لانے والے متقی ہیں۔ ﴿وَ مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ﴾ جو اس سے پہلے کتب نازل ہوئیں، تورات، زبور، انجیل، صحیفے ابراہیم، ان پر ایمان لانے والے متقی ہیں۔ ﴿وَ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ﴾ آخرت پر یقین رکھنے والے متقی ہیں۔

جب ہم نے قرآن کا ورق کھولا اور چھ صفات پڑھ لیں۔ آگے پہلی آیت آئی: ﴿اُولٰٓـئِكَ عَلٰـى هُـدًى مِّـنْ رَّبِّهِـمْ﴾ یہی لوگ ہدایت پر ہیں۔ ﴿وَ اُولٰٓـئِكَ هُـمُ الْمُفْلِحُوْنَ٥﴾ یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ ﴿اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ﴾ ان لوگوں پر اللہ پاک کی رحمت ہے۔ ﴿وَ اُولٰٓـئِكَ هُـمُ الْمُهْتَـدُوْنَ٥﴾ یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔ ﴿وَ اُولٰٓـئِكَ مِـنَ الـصّٰلِحِيْـنَ٥﴾ یہی لوگ نیکوں میں سے ہیں۔ ﴿اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ﴾ ان لوگوں کو اللہ پاک نے رحمت کی چادر میں لپیٹ لیا ہے۔

﴿اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ٥﴾ ﴿اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ٥﴾ ﴿اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ٥﴾ ﴿اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا﴾ ﴿اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ۔ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ﴾ ﴿اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ٥﴾

قرآن کی اتنی آیات ہیں کہ قطاریں بندھ کر آ رہی ہیں۔

اب قرآن کا دوسرا مقام سنو!

﴿وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ٥﴾ (آل عمران: ۱۳۳)

وہاں کیا فرمایا؟ ﴿هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ٥﴾

تیسرے مقام پر فرمایا: ﴿اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ٥﴾ ﴿وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ٥﴾ ﴿اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا٥﴾ ﴿اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ٥﴾ ﴿اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ نَهَرٍ٥﴾ ﴿اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ نَّعِيْمٍ٥﴾

جلدی کرو۔ دوڑ لگا دو۔ کیوں؟ رمضان کا مہینہ آ رہا ہے۔ جس کا پہلا عشرہ ہی رحمت کا

ہے۔ دوسرا عشرہ بخشش کا ہے۔ تیسرا عشرہ جہنم سے آزادی کا ہے۔ رمضان بڑی برکات والا مہینہ ہے۔ رمضان رمز میں سے ہے۔ رمض کا معنی جلانا، سڑنا ہوتا ہے۔ جب تپتی زمین پر پاؤں رکھیں تو پاؤں کی تلیاں جلتی ہیں۔ ان کو عربی میں رمض کہا جاتا ہے۔ رَمَضَ الذُّنُوْبُ۔ یہ رمضان ہمارے گناہوں کو جلانے کے لیے آیا ہے۔ جہنم کے راستے سے ہٹانے آیا ہے۔ جنت کے راستے پر ڈالنے آیا ہے۔ نبی پاک ﷺ کے ہاتھ سے حوض کوثر کا پانی پلانے آیا ہے۔ اس لیے اسے رمضان کہا جاتا ہے۔

یہ اللہ پاک کا مہمان ہے۔ اس کی انشاء اللہ ہم نے میزبانی کرنی ہے۔ افطاری کے وقت بھی کیلے، سیب، انار کھاؤ اور اللہ پاک فرماتے ہیں، میں قیامت کو بھی جنت میں کھلاؤں گا۔ رمضان دنیا میں بھی کھلانے آیا ہے اور قیامت کو بھی کھلانے آیا ہے۔ اللہ پاک فرماتے ہیں، جلدی کرو، رحمت کا مہینہ ہے۔ بخشش کا خزینہ ہے، جلدی کرو، دوڑ لگا دو۔ اللہ جی کس لیے دوڑ لگائیں؟ فرمایا: ﴿سَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾ اپنے رب سے بخشش مانگ لو، معافیاں مانگ لو۔

اللہ پاک فرماتے ہیں: تمہارے شہروں میں سیل سیل لکھا ہے، کبھی سیل میں جوتے سستے ملتے ہیں، کہیں کپڑے سستے ملتے ہیں۔ برتن سستے ملتے ہیں۔ اللہ پاک فرماتے ہیں: اے گناہ گارو آ جاؤ! میں رب ذوالجلال نے رحمت کی سیل لگا دی ہے۔ تم گناہ کر کے آؤ گے، میں رحمت کے سستے ریٹ پر تمہارے گناہ معاف کر دوں گا، تمہارے نام جنت الاٹ کر دوں گا۔ فرمایا: ایمان والو! سچے دل سے توبہ کرو۔ یہ نہیں کہ رات کو توبہ کی اور صبح کو پھر بسیں لوٹنے لگ پڑے یا دن کو مسجد میں بیٹھ گئے اور رات کو چوریاں کرنے چلے گئے، یہ کیا ہے؟ یہ جی توبہ ہو رہی ہے۔ توبہ کو بھی مذاق بنایا ہوا ہے۔ توبہ کرو اور پھر گناہ کا سوچو بھی نہیں۔ اللہ پاک فرماتے ہیں۔ توبہ کرو گے تو میں کیا دوں گا؟ میں تمہارے گناہوں کو معاف کر دوں گا۔ دور نہیں، عنقریب میں تمہارے گناہوں کو معاف کر دوں گا۔

یا اللہ! صرف گناہ ہی معاف کریں گے؟ فرمایا: نہیں نہیں! تم ایمان لاؤ، نیک اعمال

کرو۔ پھر توبہ کرو، پھر کیا ہوگا؟ میں تمہارے گناہوں کو نیکیاں بنا دوں گا۔ سبحان اللہ

رحمت الٰہی:

ایک تفسیر میں میں نے پڑھا ہے۔ اللہ پاک کی عدالت میں ایک آدمی آئے گا۔ اللہ پاک فرمائیں گے، اس طرف دیکھو، ایک بہت بڑا پہاڑ نظر آئے گا۔ یہ نہیں دیکھے گا۔ اللہ پاک فرمائیں گے۔ دیکھو، دیکھتے کیوں نہیں ہو؟ یہ ترچھی سی نظر سے دیکھے گا۔ اللہ پاک فرمائیں گے۔ پتہ ہے یہ کیا ہے؟ یہ تمہاری برائیاں ہیں۔ یہ اپنے گناہوں کو دیکھ کر پریشان ہو جائے گا۔ اللہ پاک فرمائیں گے۔ اب میری قدرت کے نظارے دیکھو، رحمت کے فوارے دیکھو۔ اللہ پاک فرماتے ہیں: یہ جو تمہارے گناہوں کا پہاڑ ہے، نظر دوڑاؤ، میں نے آج ان گناہوں کو نیکیاں بنا دیا ہے۔

ایک دن میں نے صحیح مسلم کی ایک حدیث پڑھی، اس میں ایک بڑی عجیب بات پڑھی۔ بڑی پیاری حدیث ہے۔ اللہ پاک کی عدالت میں ایک آدمی آیا ہے۔ اللہ پاک پاس بٹھا لیتے ہیں۔ اللہ پاک اس کو اپنے سامنے بٹھا کر اوپر اس طرح کپڑا ڈال لیتے ہیں۔ اللہ پاک اپنی رحمت کی چادر کو اوپر رکھ کر فرماتے ہیں۔ اے میرے بندے! بتاؤ، یہ گناہ کیے تھے؟ اس کو خالق کائنات کہتے ہیں۔ فرمایا: ان گناہوں کا مجھے پتہ ہے یا تمہیں پتہ ہے۔ آج مجھے پردے میں بتاؤ، یہ گناہ کیے تھے کہ نہیں؟ یہ کہتا ہے یا اللہ! ہو گئے تھے۔ فرمایا: جاؤ! آج میں نے تمہارے گناہ معاف کر دیے ہیں اور تمہارے نام جنت الاٹ کر دی ہے۔ یہ مالک ہے۔ یہ خالق ہے۔

ایک آدمی اللہ پاک کے دربار میں آیا ہے۔ اس کے ننانوے گناہ اور ایک نیکی ہے۔ اللہ پاک فرماتے ہیں۔ وہاں کھڑے ہو جاؤ، ایک اور آدمی آیا۔ بڑا دبلا پتلا ہے۔ اللہ پاک دیکھتے ہیں۔ پچاس نیکیاں ہیں۔ پچاس غلطیاں ہیں۔ اللہ پاک فرماتے ہیں، جاؤ! ایک نیکی لے آؤ۔ تمہیں جنت مل جائے گی۔ اس کی پہلی ملاقات اپنی ماں سے ہوتی ہے، کہتا ہے: امی دنیا میں مجھے بخار ہو جاتا تو تم کہتی تھی۔ یا اللہ! اسے کچھ نہ ہو، مجھے ہو جائے آج تمہارا بیٹا تمہاری

آنکھوں کے سامنے آگ میں جلے تو کیا تم برداشت کرسکو گی؟ ماں مجھے ایک نیکی دے دو۔ ماں انکار کر دے گی۔ باپ انکار کر دے گا۔ بیوی انکار کر دے گی۔ جن بیٹوں کے لیے حلال اور حرام میں تمیز نہیں کی تھی۔ وہ انکار کر دیں گے۔

﴿يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ٥ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ ٥ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ﴾

(عبس: ۳۴-۳۶)

تمام بھاگ گئے، کوئی کام نہیں آیا۔ یہ واپس اپنی جگہ پر آ جاتا ہے، جہاں سے گیا ہے، جو ننانوے غلطیوں اور ایک نیکی والا کھڑا ہے، وہ اس کو پریشان دیکھتا ہے، کہتا ہے: یار تم کیوں پریشان ہو؟ کہتا ہے: یار میں اپنے تمام عزیز و اقارب کے پاس گیا۔ کسی نے بھی ایک نیکی نہیں دی۔ جس کے پاس صرف ایک نیکی ہے۔ کہتا ہے، یار! ایک نیکی سے اگر تمہارا کام بن جائے، تو جاؤ میری یہ ایک نیکی بھی تم لے لو۔

اس نے پوری زندگی کی کمائی اس کو دے دی۔ یہ نیکی لے کر جنت میں داخل ہو گیا۔ ادھر سے آواز آئی۔ اے میرے بندے! پوری زندگی کی کمائی میرے بندے پر رحم کر کے اسے جنت میں پہنچا دیا ہے۔ تمہیں اس پر رحم آ گیا ہے، مجھے تم پر رحم آ گیا ہے۔ جاؤ میں نے تمہارے ننانوے گناہوں کو نیکیاں بنا کر تمہارے نام جنت الاٹ کر دی ہے۔

تمہارے آنے میں دیر ہے، اس کے معاف کرنے میں کوئی دیر نہیں، وہ تو آوازیں دے دے کر فرماتا ہے:

میری رحمت دا دریا وگ دا
او دریا وی بے بہا وگ دا
آؤ میرے بوہے بہہ جاؤ
میریاں رحمتاں لٹ کے لے جاؤ

تفسیر کبیر میں امام رازی رحمہ اللہ نے تین آدمیوں کا ایک واقعہ لکھا ہے۔ اخیر ہی کر دی ہے۔ اللہ پاک ان کو حکم فرما دیں گے، جاؤ جہنم میں چھلانگ لگا دو۔ اب وہاں انکار کون

کرے؟ ایک آدمی اتنی تیز دوڑتا ہے کہ زندگی میں کبھی اتنی سپیڈ سے نہیں بھاگا۔ ایک آدمی دوڑتا آگے کی طرف مگر دیکھتا پیچھے کی طرف ہے۔ ایک آدمی وہیں کھڑا ہوتا ہے اور وہیں گرتا ہے۔ اللہ پاک فرماتے ہیں: یہ جو تیز دوڑ رہا ہے۔ اس کو پکڑ کر لاؤ۔ فرمایا: تمہیں جہنم میں جانے کا شوق ہے؟ تم بڑی تیزی سے بھاگ رہے ہو؟ یہ کہتا ہے۔ یا اللہ! دنیا پر تو کوئی بات نہیں مانی، میں نے کہا، چلو آج ہی مان کر دکھا دوں۔ کوئی اس طرح کا رحمان تو دکھاؤ۔ فرمایا: اچھا تم اس طرف ہو جاؤ۔

تم دوڑتے آگے کو تھے اور دیکھتے پیچھے تھے۔ یہ کہتا ہے۔ یا اللہ! میں نے قرآن پڑھا تھا:

﴿قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ﴾ (الزمر: ۵۳)

میں نے سوچا اللہ پاک کی رحمت سے ناامید نہیں ہونا چاہیے۔ رحمت کی آواز آ گئی تو میں سب سے پہلے جنت میں جاؤں گا۔

تم کیوں اسی جگہ کھڑے ہوئے اور گرتے تھے؟ یہ کہتا ہے۔ یا اللہ! میں نے بھی قرآن پڑھا تھا:

﴿اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ﴾ (الاعراف: ۵۹)

اللہ پاک کی رحمت قریب ہے۔ میں بھی نزدیک ہی رہوں۔ اللہ پاک فرماتے ہیں:

میری رحمت دا دریا وگدا
او دریا وی بے بہا وگدا
آؤ میرے بوہے بہہ جاؤ
میریاں رحمتاں لٹ کے لے جاؤ
تسی جرماں دا اقرار کرو
میری رحمت دا انتظار کرو

میں معاف کراں، میں معاف کراں
میں پاپیاں دے دل صاف کراں
میں تہاڈی ہر اِک معاف خطا کراں
میں جنت دے ٹکٹ عطا کراں
میری ذات دے سہارے منگدے رہو
میرے کولوں نہ اینویں سنگدے رہو
توں ہور کسے در تے جانویں نہ
کسے ہور اگے جھولی پھیلاویں نہ

اللہ پاک فرماتے ہیں:

میں عطا نہ کراں رحمان نئیں
جے توں میرے کولوں نہ منگیں انسان نئیں

جلدی کرو! اس سے معافیاں مانگ لو!

﴿اَلَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ قِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ اَلصّٰبِرِیْنَ وَ الصّٰدِقِیْنَ وَ الْقٰنِتِیْنَ وَالْمُنْفِقِیْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِیْنَ بِالْاَسْحَارِ ۝﴾ (آل عمران: ١٦-١٧)

تہجد کے وقت اپنے اللہ پاک کے آگے محبت کی باتیں کرنے والے، پچھلی رات اٹھ کر اللہ پاک سے اپنے گناہوں کی معافیاں مانگنے والے نیک ہیں۔ خدائی سوئی ہوئی ہے۔ خدا والے جاگتے ہیں۔ آسمان سے اللہ پاک دیکھتے ہیں۔ اللہ پاک عرش سے نیچے آجاتے ہیں۔ ادھر سے انسان ہاتھ باندھ کر کھڑا ہے۔ کہتا کیا ہے؟ عرش والے مجھ سے بڑھ کر گناہ گار کوئی نہیں، آواز آتی ہے۔ خدائی سے چھپ کر مجھ سے باتیں کرنے والے، جاؤ! تم سے بڑھ کر زمین پر گناہ گار کوئی نہیں، مگر مجھ سے بڑھ کر عرش بریں پر بخشن ہار ہی کوئی نہیں۔ تم گناہوں کے انبار لے کر آؤ۔ میں رب بخشش کے سیلاب لے کر آؤں گا۔ تم گناہوں کے

پہاڑ لے کر آؤ۔ میں بخشش کے سمندر لے کر آؤں گا۔ وہ تمہارے گناہوں کو بہا کر لے جائیں گے۔ اے میرے دوستو! اللہ پاک فرماتے ہیں: جو جہنم کی آگ کائنات کے پانی ڈالنے سے نہیں بجھتی، اے انسان مجھ سے ڈر کر اتنا قطرہ آنکھوں میں سے نکال دو۔ جو تمہاری آنکھوں کی پلکوں سے لگ جائے۔ چاہے تمہارے رخسار پر بھی نہ گرے۔ اللہ پاک فرماتے ہیں، مجھ سے ڈر کر تمہاری آنکھ میں سے جو مکھی کے پر جتنا قطرہ گرا ہے۔ پچھلی رات مجھ سے ڈر کر نکلا ہے۔ اللہ پاک فرماتے ہیں۔ جو جہنم کی آگ سمندر، دریا، ندی، نالوں کے پانی ڈالنے سے ٹھنڈی نہیں ہوتی، جس کا ایک انگارہ بھی نہیں بجھتا۔ جو تم نے مجھ سے ڈر کر مکھی کے سر جتنا قطرہ گرایا ہے۔ میں اتنے سے قطرے سے تم پر جہنم کی آگ کو ٹھنڈا کر دیتا ہوں۔

تمہارے آنے میں دیر ہو سکتی ہے۔ میرے معاف کرنے میں کوئی دیر نہیں،

او چھڈ منجی نہ نیند پیاری کر
ڈگ سجدے گریا زاری کر
اودا رو رو عرش ہلا دے توں

کبھی تم نے سوچا ہی نہیں، انسان کو منانا مشکل ہے اور اللہ پاک کو منانا آسان ہے۔

اللہ پاک فرماتے ہیں، اتنا تمہاری ماں کو بھی تم سے پیار نہیں، جتنا تم سے مجھے پیار ہے، کیوں؟ سو درجہ رحمت کا ہے۔ ایک درجہ دنیا پر تقسیم کیا ہے۔ جس سے باپ اپنی اولاد سے، ماں اپنی اولاد سے پیار کرتی ہے۔ پرندے، چرندے اپنے بچوں سے پیار کرتے ہیں۔

اللہ پاک فرماتے ہیں۔ میں نے ایک درجہ تقسیم کر دیا ہے۔ تمہاری ماں تمہیں کانٹا لگنے نہیں دیتی تو میں تمہیں جہنم میں کیسے جلاؤں گا؟ میں تمہیں جہنم میں کیسے پھینکوں گا؟ میں نے تمہیں اپنے ہاتھ سے بنایا ہے۔ جو چیز ہاتھ سے بنائی جائے۔ اس کی قدر بنانے والے کو ہی ہوتی ہے۔ پوری کائنات کو کن کہہ کر بنایا ہے۔ تمہیں میں نے اپنے ہاتھوں سے گن گن کر بنایا ہے۔

تم نے کبھی سوچا ہی نہیں، تمہاری عظمت کتنی ہے؟ میرے دوستو! آجاؤ۔ رمضان کا مہینہ

آرہا ہے۔ اس میں اللہ پاک کو منالیں۔ زندگی کا کوئی پتا نہیں، کون سے موڑ پر ختم ہو جائے۔

وعدہ جنت:

اللہ پاک فرماتے ہیں۔ جب مجھے مناؤ گے، گناہ نیکیاں بن جائیں گے۔ یا اللہ! اور کیا دیں گے؟ فرمایا:

﴿یُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ﴾

پھر جنت بھی دوں گا، جس کے اندر نہریں چلتی ہیں۔ یا اللہ کیسی نہریں چلتی ہیں؟ فرمایا:

﴿مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِیْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ فِیْهَاۤ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَیْرِ اٰسِنٍ وَّاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ یَتَغَیَّرْ طَعْمُهٗ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِیْنَ﴾

(محمد: ١٥)

دودھ کی نہریں، شراب کی نہریں، شہد کی نہریں بہتی ہیں۔ ترجمہ کر دوں؟

وچ جنتاں دے عجب نظارے ہون دے
اوتھے رحمتاں دے چلدے فوارے ہون گے

جنت میں جانا ہے؟

جب جنت میں جائیں گے۔ تینتیس سالہ جوانی جناب عیسیٰ علیہ السلام کی ہوگی۔ نوے فٹ قد جناب آدم علیہ السلام کا ہوگا۔ جس جنت کے دروازے میں سے گزرنا ہے، وہ ساڑھے بارہ سو کلومیٹر چوڑا ہونا ہے۔ اس جنت کے دروازے بھی آٹھ ہی ہونے ہیں۔

یہاں دنیا کی جنت کا دروازہ تو گول مول ہے۔ اس میں داخل ہوتے وقت بھی لاٹھیاں کھاتے ہیں۔ باہر نکلتے وقت بھی لاٹھیاں کھاتے ہیں۔

پچھلے دنوں میں ایک گاؤں گیا۔ ایک بزرگ کا سر پھٹا تھا۔ کہنے لگا، بیٹا دعا کرو۔ میں نے کہا: کیا ہوا ہے؟ کہنے لگا، بہشتی موری سے گزر کر آیا ہوں۔ استغفر اللّٰہ

جس جنت کی میں دعوت دیتا ہوں۔ اس کے آٹھ دروازے ہیں۔ وہاں جانا ہے۔

﴿وَسِیْقَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَی الْجَنَّةِ زُمَرًا حَتّٰۤی اِذَا جَآءُوْهَا

وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ۝﴾ (الزمر: ۷۳)

یہ کن کو سلام ملیں گے؟ متقین تقویٰ والوں کو سلام ہوں گے۔ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ۔ دنیا کی جنت میں کیا ملتا ہے؟ ڈانگن علیکم۔ وہ جو جنت ہے۔ وہاں جانا ہے۔ قد نوے فٹ جناب آدم علیہ السلام کا ہوگا۔ جوانی جناب عیسیٰ علیہ السلام کی ہوگی۔ حسن جناب یوسف علیہ السلام کا ہوگا۔ آواز جناب داؤد علیہ السلام کی ہوگی اور زبان آمنہ کے لعل ﷺ کی ہوگی۔

وچ جنتاں دے عجب نظارے ہون گے
اوتھے رحمتاں دے چلدے فوارے ہون گے
ود ود نعمتاں تے لہراں بہراں ہونیاں
پانی، شہد، شراب دیاں نہراں ہونیاں
موجاں لیندے اوتھے رب دے پیارے ہون گے
وچ جنتاں دے عجب نظارے ہون گے
جنتی کھاندے ون تے سونے پھل ہون گے
سونے چاندی دیاں اٹاں دے محل ہون گے
کستوری نال لگے وچ گارے ہون گے
وچ جنتاں دے عجب نظارے ہون گے

سونے کی تاروں سے تنے ہوئے بیڈ ہوں گے اور اوپر ان شاء اللہ ہم بیٹھے ہوں گے۔ ستر حوریں ملیں گی۔ ریشم کے تکیے ہوں گے۔ ہم بیٹھے ہوں گے۔

اب مہمان نوازی ہونے لگی ہے۔

پکھی ہوئی مچھی دی مہمانی ہووے گی
سدا رہن والی اوتھے جوانی ہووے گی
ذائقے مچھی دے لذیذ تے کرارے ہون گے

آگے جو بات ہے۔

داڑھی، مچھ کولوں شکل بے نیاز ہووے گی

یہاں رکھنی ہے۔ اللہ پاک نبی پاک ﷺ کی سنت سے پیار نصیب فرمائے۔ آمین

وہاں کیا ہونا ہے؟

داڑھی مچھ کولوں شکل بے نیاز ہووے گی
حسن نبی یوسف دا، داؤد والی آواز ہووے گی
تیتس سالہ دے جوان اوتھے سارے ہون گے
وچ جنتاں دے عجب نظارے ہون گے

آگے جو کمال کی بات بتانا چاہتا ہوں۔

کڈا سوہنا سماں او پُر بہار ہووے گا
جدوں سوہنے اللہ دا دیدار ہووے گا

اللہ پاک آئیں گے، اپنے نور کے پردے اٹھائیں گے اور اللہ پاک کو اس طرح دیکھیں گے، جس طرح چودہویں رات کا چاند دیکھتے ہیں۔ اللہ پاک اپنا دیدار نصیب فرمائے۔ آمین

کڈا سوہنا سماں او پُر بہار ہووے گا
جدوں سوہنے اللہ دا دیدار ہووے گا
ویندے رب نوں پے اوتھے سارے ہون گے
وچ جنتاں دے عجب نظارے ہون گے

اللہ پاک جنت کا پلاٹ الاٹ فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ



رحمتِ عالم ﷺ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

﴿وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ○﴾ (الانبیاء: ۱۰۷)

حضرات تمام تعریفات، حمد وثناء، کبریائی، اکائی، تنہائی، اللہ مالک الملک کے لیے ہے۔ درود وسلام امام الحرمین، رسول الثقلین، امام المرسلین، رحمۃ اللعالمین، پوری کائنات کے سردار جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس کے لیے ہوں۔

میں آج نبی پاک ﷺ کی سیرت اور عظمت کا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں۔ ربیع الاول کی مناسبت سے جس مصطفیٰ ﷺ کے بارہ میں ہم پر لیبل لگایا جاتا ہے کہ وہابی گستاخ ہیں۔ وہابی بے ادب ہیں۔ وہابی نبی پاک ﷺ کو نہیں مانتے، وہابی تو نبی پاک ﷺ کا ادب بڑے بھائی جتنا کرتے ہیں۔ ایک جگہ پر میں گیا، مجھے کہنے لگے کہ تم وہابی ہو۔ ہمیں یہ بتاؤ کہ آپ کس پیر کی بیعت ہیں۔ میں نے کہا، بے وقوف! بیعت تو اس پیر کی کرتے ہیں۔ جو پہلے سے بڑا ہو۔ پہلا پیر چھوٹا ہو اور جس کی بیعت کریں، وہ اس سے بڑا ہو، سینئر ہو۔ ہم نے تو مانا ہی اسے ہے، جن سے بڑھ کر کائنات میں بڑا کوئی نہیں اور جن جیسا اللہ پاک نے دنیا پر بڑا بنایا ہی نہیں۔ کیوں؟

وہ زمین پر لاشریک ہے۔ وہ آسمان پر لاشریک ہے۔ بنانے والا عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ہے۔ جن کو بنایا ہے۔ وہ سراج منیر ہے۔ بنانے والا پوری کائنات کا مشکل کشاء ہے۔ بننے والا پوری کائنات کا راہنما ہے۔ بنانے والا پوری کائنات کا حاجت روا ہے۔ بننے والا پوری کائنات کا مصطفیٰ ﷺ ہے۔ بنانے والا سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ ہے۔ بننے والا وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ہے۔ بنانے والا غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ہے۔ بننے والا رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ہے۔

بنانے والا عرش پر اکیلا ہے، بننے والا زمین پر اکیلا ہے۔ بنانے والا زماں پر اکیلا ہے، بننے والا زمین پر اکیلا ہے۔ اے لوگو سن لو! بنانے والا پوری کائنات کا دستگیر ہے، جس کو بنایا ہے وہ پوری کائنات کا پیر ﷺ ہے۔ بنانے والا رب العالمین ہے، جن کو بنایا ہے، وہ رحمۃ اللعالمین ہے۔ پھر میں کیوں نہ کہہ دوں؟ بنانے والا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے۔ جن کو بنایا ہے، وہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ہیں۔

اس لیے کہ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ بنانے والا کیوں کہا ہے؟ پورے کلمہ کو پڑھو۔ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ لَا پر نقطہ نہیں، الـہ پر نقطہ نہیں، اللّٰہ پر نقطہ نہیں، محمد ﷺ پر نقطہ نہیں، رسول اللّٰہ ﷺ پر نقطہ نہیں، اللّٰہ پر نقطہ نہیں، یا اللہ بات کیا ہے؟ فرمایا، میں نے اوپر بھی نقطہ نہیں ڈالا، نیچے بھی نقطہ نہیں ڈالا، اے لوگو اوپر میری خدائی میں کوئی شریک نہیں، نیچے آمنہ کے لال محمد ﷺ کی مصطفائی میں کوئی شریک نہیں، میں بھی اکیلا ہوں۔ وہ بھی اکیلے ہیں۔

اگر قبروں کو پوجیں تو پکے مشرک ہیں۔ اگر نبی پاک ﷺ کے ساتھ کسی امام کا قول رکھیں تو کیا وہ مشرک نہیں؟ اگر کوئی کہے کہ ہمارے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے یوں فرمایا، اب ابوحنیفہ نامی آدمی پوری تاریخ میں بائیس ابوحنیفہ گزرے ہیں۔ ایک دو نہیں بلکہ بائیس گزرے ہیں اور حنیفہ ایک بی بی کا نام ہے۔ ی سے حنیفہ اور جو دوات سیاہی والی ہوتی ہے۔ عربی میں اسے حنیفہ کہتے ہیں۔ اگر الف سے ہو تو اس کا معنی یکجا ہوتا ہے۔

اے لوگو سننے والی بات ہے۔

حنیفہ کا مذہب ہی بی بی کے نام پر ہے۔ اس نے آدمیوں سے کیا بات کرنی ہے؟

ایسے ہی اس طرح کی باتیں نہ کیا کرو کہ کلمہ نبی پاک ﷺ کا پڑھتے ہو۔ بات امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی کرتے ہو۔ کلمہ نبی پاک ﷺ کا پڑھتے ہو۔ بات امام احمد رضا کی کرتے ہو۔ کلمہ نبی پاک ﷺ کا پڑھتے ہو۔ بات بریلی شہر کی کرتے ہو۔ کلمہ نبی پاک ﷺ کا پڑھتے ہو، بات دیوبند کی کرتے ہو۔ کلمہ نبی پاک ﷺ کا پڑھتے ہو، بات کنز، قدوری، وقایہ کی کرتے ہو۔ کلمہ نبی پاک ﷺ کا پڑھتے ہو، بات کسی پیر کی کرتے ہو۔

اعلان اہلحدیث:

سن لو! اس بات کا اہل حدیث کے علماء، اہل حدیث کے خطباء، اہل حدیث کے بزرگ، اہل حدیث کے محدث، اہل حدیث کے مجتہدین، اس بات کا اعلان گلی گلی، نگر نگر، بستی بستی، کوچہ کوچہ، شہر شہر اس بات کا اعلان کرتے ہیں اور اس بات کی للکار یزدانی شہید رحمہ اللہ نے خنجروں کی نوک پر پائی۔ اس بات کی للکار علامہ احسان رحمہ اللہ نے بم کے دھماکوں میں جسم کو چھلنی کروا کر پائی۔ لوگو! بچے ذبح کروا کر، جیلوں میں جا کر، ہتھکڑیاں پہن کر، چوکوں کے اندر، چورستوں کے اندر، گاؤں کے اندر، شہروں کے اندر اس بات کا اعلان کر رہے ہیں۔ لوگو! کلمہ مصطفیٰ ﷺ کا ہے، شریعت بھی مصطفیٰ ﷺ کی ہے۔ کلمہ مصطفیٰ ﷺ کا ہے، اطاعت بھی مصطفیٰ ﷺ کی ہے۔ کلمہ مصطفیٰ ﷺ کا ہے، نبوت بھی مصطفیٰ ﷺ کی ہے۔ کلمہ مصطفیٰ ﷺ کا ہے، صداقت بھی مصطفیٰ ﷺ کی ہے۔ کلمہ مصطفیٰ ﷺ کا ہے، ذہانت بھی مصطفیٰ ﷺ کی ہے۔ کلمہ مصطفیٰ ﷺ کا ہے۔ عدالت بھی مصطفیٰ ﷺ کی ہے۔ کلمہ مصطفیٰ ﷺ کا ہے، امامت بھی مصطفیٰ ﷺ کی ہے۔ کلمہ مصطفیٰ ﷺ کا ہے، اذان بھی مصطفیٰ ﷺ کی ہے۔ کلمہ مصطفیٰ ﷺ کا ہے، جستجو بھی مصطفیٰ ﷺ کی ہے۔ کلمہ مصطفیٰ ﷺ کا ہے، گفتگو بھی مصطفیٰ ﷺ کی ہے۔ کلمہ مصطفیٰ ﷺ کا ہے، چال بھی مصطفیٰ ﷺ کی ہے۔ کلمہ مصطفیٰ ﷺ کا ہے، ڈھال بھی مصطفیٰ ﷺ کی ہے۔ کلمہ مصطفیٰ ﷺ کا ہے، اٹھنا بھی مصطفیٰ ﷺ کا ہے۔ کلمہ مصطفیٰ ﷺ کا ہے، بیٹھنا بھی مصطفیٰ ﷺ کا ہے۔ کلمہ مصطفیٰ ﷺ کا ہے، سنت بھی مصطفیٰ ﷺ کی ہے۔ کلمہ مصطفیٰ ﷺ کا ہے، ذات بھی مصطفیٰ ﷺ کی ہے۔ کلمہ مصطفیٰ ﷺ کا ہے اور بات بھی مصطفیٰ ﷺ کی ہے۔

کائنات میں ذات بھی مصطفیٰ ﷺ کی ہے اور بات بھی مصطفیٰ ﷺ کی ہے، کیونکہ اس جیسی ذات بھی نہیں اور پیارے محمد ﷺ جیسی کسی کی بات بھی نہیں۔ کائنات میں کلمہ نبی پاک ﷺ کا ہے۔ پھر بات بھی صرف مصطفیٰ ﷺ کی ہے اور اس پیغمبر ﷺ کا اعلان

جن کے بارے میں اللہ ذوالجلال نے اعلان فرمایا۔

صفاتِ مصطفیٰ ﷺ:

آقا علیہ السلام کے چہرے کی باری آئی۔ قرآن نے کہا: ﴿وَالضُّحٰی﴾ نبی پاک ﷺ کی کالی زلفوں کی باری آئی۔ قرآن نے کہا: ﴿واللیل﴾ آقا علیہ السلام کے زمانہ کی باری آئی، قرآن نے کہا: ﴿وَالْعَصْرِ﴾ نبی پاک ﷺ کے حوض کوثر کی باری آئی۔ قرآن نے کہا: ﴿اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ۝﴾ نبی پاک ﷺ کے سینے کی باری آئی، قرآن نے کہا: ﴿اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ۝﴾ آقا علیہ السلام کی کمر کی باری آئی، قرآن نے کہا: ﴿وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ۝﴾ آقا علیہ السلام کی پرواز کی باری آئی، قرآن نے کہا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ۝ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا۝ نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ۝ اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا۝﴾ (المزمل: ۱، ۲، ۳، ۴)

نبی پاک ﷺ کے کمبل کی باری آئی۔، قرآن نے ﴿يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ۝﴾ کہہ دیا۔ نبی پاک ﷺ کے اخلاق کی باری آئی۔ قرآن نے کہا:

﴿وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ۝﴾ (القلم: ۴)

نبی پاک ﷺ کے چہرے کی باری آئی، قرآن نے کہا:

﴿قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا﴾

آقا علیہ السلام کے ہونٹوں کی باری آئی، قرآن نے کہا:

﴿لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ۝﴾

آقا علیہ السلام کے مکہ شہر کی باری آئی، قرآن نے کہا:

﴿لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ۝﴾

نبی پاک ﷺ کے سیدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی باری آئی۔ قرآن نے کہا:

﴿اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۝﴾

آقا علیہ السلام کی پگڑی کی باری آئی، قرآن نے کہا:

﴿یٰسٓ ۝ وَ الْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ ۝ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝﴾ (یس: ۱ تا ۴)

نبی پاک ﷺ کے اوصاف کی باری آئی، قرآن نے کہا:

﴿اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ۝ وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا ۝﴾ (الاحزاب: ٤٥، ٤٦)

کہیں قرآن نے کہا:

﴿اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ۝ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُکْرَةً وَّاَصِیْلًا ۝﴾ (الفتح: ۸، ۹)

نبی پاک ﷺ کی اطاعت کی باری آئی، قرآن نے کیا کہا؟

﴿اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ﴾ (النساء: ٥٩)

کہیں قرآن پاک نے کہا:

﴿وَمَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ﴾

اے لوگو! جو تمہارے رسول ﷺ دیتے ہیں، اس کو مضبوطی سے پکڑ لو، کہیں اللہ پاک فرماتے ہیں:

﴿فَلَا وَ رَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝﴾

(النساء: ٦٥)

اے قرآن میں تیری عظمت پر لاکھ بار قربان جاؤں۔ قرآن میرے نبی ﷺ کی عظمت بیان کر رہا ہے۔

کہیں اللہ پاک فرماتے ہیں:

﴿وَمَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَی اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ یَّکُوْنَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا

مُّبِيْنًا﴾ (الاحزاب: ۳۶)

کہیں آواز آتی ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا﴾

(النساء: ۵۹)

نبی پاک ﷺ کی اگر اتباع کرو گے۔ اللہ پاک تمہیں محبوب بنا لیں گے۔ آج کے لوگ کیا کہتے ہیں؟ مولوی کہتے ہیں، اگر اللہ پاک کا قرب حاصل کرنا چاہتے ہو، فلاں قبر پر سبز چادریں چڑھاؤ۔ اللہ پاک کا قرب مل جائے گا۔ فلاں قبر پر دیگ پکاؤ۔ اللہ پاک کا قرب مل جائے گا۔ فلاں قبر پر دودھ کی سبیل لگاؤ، اللہ پاک کا قرب مل جائے گا۔ فلاں قبر پر جا کر غسل دو، اللہ پاک کا قرب مل جائے گا۔ فلاں قبر پر عرس اور میلے کرواؤ، اللہ پاک کا قرب مل جائے گا۔ فلاں پیر کی بیعت کرو، اللہ پاک کا قرب مل جائے گا۔ فلاں پانی میں ایک ٹانگ پر جس طرح بگلہ ٹڈی کے انتظار میں کھڑا ہے، اس طرح چلہ کاٹو، تمہیں اللہ پاک کا قرب مل جائے گا، لیکن میرے بھائیو، سن لو! مسلک اہل حدیث کی للکار کیا ہے؟ ہم کہتے ہیں۔

میرے بھائی اللہ پاک کا قرب کسی قبر پر دودھ کی سبیلیں لگانے سے نہیں ملے گا۔ اللہ پاک کا قرب کسی قبر پر مجاور بن کر بیٹھنے سے نہیں ملے گا۔ اللہ پاک کا قرب کسی پیر کی بیعت کرنے سے نہیں ملے گا۔ اللہ پاک کا قرب کسی قبر پر جا کر چلہ کاٹنے سے نہیں ملے گا۔ اللہ پاک کا قرب بھنگ پینے سے نہیں ملے گا۔ یا اللہ کس طرح ملے گا؟

فرمایا:

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾

اللہ کے نبی ﷺ کی اتباع کرو، پھر تمہیں اپنا محبوب بنا لوں گا۔ تم میرے محبوب اور میں تمہارا محب بن جاؤں گا۔ نبی پاک ﷺ کی اتباع کرو گے تو اللہ پاک اپنا محبوب بنا لیں گے۔

بڑی خوش بخت سی او ڈاچی سواری کملی والے دی
حلیمہ رضی اللہ عنہا ہتھ جدوں پھڑیاں مہاراں مسکرا پیاں
اے کون آیا جدے آیاں بہاراں مسکرا پیاں
ازل توں سکدیاں سن جیڑیاں قربت دی لذت نوں
قدم رکھیا نبی ﷺ سوہنے تے غاراں مسکرا پیاں
کھڑے سن منتظر سارے نبی علیہ السلام اقصی دی مسجد وچ
امام الانبیاء ﷺ آئے قطاراں مسکرا پیاں

رحمت مصطفیٰ ﷺ:

پوری کائنات کے سردار جناب محمد ﷺ کو سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا گھر لے کر جاتی ہیں۔

جدوں سوہنے نوں لے کے حلیمہ رضی اللہ عنہا ٹری
دل تے ہتھ رکھ کے سوہنے دی ماں آکھدی اے
نی حلیمہ رضی اللہ عنہا توں لے جائیں میرے لعل ﷺ نوں
اک پل دی پل مینوں کھڈا لین دے
ایدے ہاسے دا بدلہ اتارن لئی
ہار ہنجواں دا مینوں بنا لین دے
نی حلیمہ رضی اللہ عنہا توں آندی تے جاوندی رہیں
میرے سوہنے دا مکھڑا وکھاوندی رہیں

نبی پاک ﷺ کو سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا لے کر اپنے گھر جاتی ہیں۔ سیرت کی کتب میں لکھا ہے۔ جس بستی میں سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا نبی پاک ﷺ کو لے کر گئیں۔ وہاں ساری بستی کی بکریوں کے تھنوں سے دودھ ملتا ہی نہیں اور سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے دودھ ختم ہوتا ہی نہیں۔ سبحان اللہ

نبی پاک ﷺ کی ذات رحمت ہے!

مکہ کے کفار نے کعبۃ اللہ کا غلاف پکڑ کر کہا، اللہ تیرا نبی ﷺ سچا ہے۔ یہ نہ کہا کہ ہمیں ماننے کی توفیق دو بلکہ کہتے ہیں:

﴿فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝﴾

(الانفال:۳۲)

اللہ ہم پر پتھروں کی بارش برساؤ۔ ہم پر عذاب بھیج دو۔ عرش سے آواز آتی ہے۔ اے مکہ کے کفار وتم کہتے ہو، ہم پر پتھروں کی بارش برسا دو، عذاب بھیج دو۔

﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ﴾ (الانفال:۳۳)

محبوب ﷺ جب تک آپ ﷺ کی ذات موجود ہے۔ ان پر عذاب نہیں آئے گا۔ جہاں پیر ہو، وہاں عذاب نہیں آتے، آج کے پیر جہاں موجود ہوں، وہاں آندھیاں زیادہ آتی ہیں۔ میں اپنے پیر ومرشد ﷺ پر قربان جاؤں۔

نبی پاک ﷺ کی ذات بھی رحمت ہے۔ پیارے محمد ﷺ کی بات بھی رحمت ہے۔ قانون بھی رحمت ہے۔

سیدنا ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ کا واقعہ فتح الباری میں موجود ہے۔ امام ابن حجر رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے۔ سیدنا ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ بہت بڑے چوہدری ہیں۔ ان کو نبی پاک ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پکڑ کر لے آئے۔ مسجد نبوی ﷺ کے ستون کے ساتھ باندھ دیا۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں۔ اسے روٹی کھلاؤ، سات روٹیاں آئیں۔ مٹکا دودھ کا لے کر آئے۔ سیدنا ثمامہ رضی اللہ عنہ سات روٹیاں بھی کھا گئے۔ مٹکا دودھ والا بھی پی گئے۔ ابھی تو مشرک بندھا ہوا تھا۔ اگر کھلا ہوتا تو چودہ کھا جاتا۔ بات ٹھیک ہے؟ بندھے ہوئے مشرک نے سات روٹیاں کھا لیں۔ دودھ کا مٹکا بھی پی گیا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے سوچا بھوکا ہوگا۔ سات کھا گیا تو کیا ہوا ہے؟

دوسرے دن پھر معمول کی طرح سات روٹیاں اور مٹکا دودھ کا آیا۔ یہ پھر سات روٹیاں اور مٹکا دودھ کا پی گیا۔ جب تین دن ہو گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ بڑا آدمی ہے، اسے

چھوڑ دو۔ جب چھوڑ دیا۔

سیدنا ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ قدم آگے کی طرف جا رہے تھے، مگر دل پیچھے کی طرف جا رہا تھا کہ واپس چلو۔ آ کر نبی پاک ﷺ کا کلمہ پڑھ لیا۔ توحید و رسالت ﷺ کو تسلیم کر لیا۔ اب کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا ہے۔ اب پھر کھانا لایا گیا مگر سیدنا ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ نے صرف ایک ہی روٹی کھائی۔ بات کیا ہے؟

آپ ﷺ فرماتے ہیں، میرے صحابہ رضی اللہ عنہم پریشان نہ ہوں۔ ((سَبْعَةِ اَمْعَاءٍ)) مشرک سات آنتوں سے کھاتا ہے، مواحد ایک ہی سے کھاتا ہے۔ نبی پاک ﷺ کا قانون آیا تو چھ روٹیاں بچ گئی کہ نہیں؟

آج کل کہتے ہیں:

بچے دو ہی اچھے

میں نے کہا!

جہاں دیئے کچھے

تمہارے اپنے ڈیڑھ درجن ہیں۔ تم کیوں کہتے ہو کہ بچے دو ہی اچھے ہیں۔ ہم تو نبی پاک ﷺ کے امتی ہیں۔ ہم تو اللہ پاک کے فضل سے بچوں کی لائنیں لگا دیں گے۔ جو ہو گا، دیکھا جائے گا۔ بکواس بند کرو! یہ بات نہ کہا کرو کہ بے روزگاری، منصوبہ بندی سے ختم ہو گی۔ لوگو! اہل حدیث کی یلغار، اہل حدیث کی پکار پر غور کرو۔ منصوبہ بندی سے پاکستان میں بے روزگاری ختم نہیں ہوں گی بلکہ شرک بندی کرو۔ شرک بندی سے بے روزگاری ختم ہو گی۔ ہر طرف چہل پہل ہو جائے گی۔ ان شاء اللہ

جب قدم قدم پر شرک کرنا ہے، جس کو گھر سے بیوی جوتے مارے، وہ سبز لباس پہن کر اونچی جگہ پر قبر بنا کر بیٹھ جاتا ہے۔ یہ کون ہے؟ یہ بابا جی دوڑے خاں ہے۔ یہ کیا ہے؟ یہ چھتر شاہ ہے۔ یہ کوئی بات ہے؟ نام تو اچھے رکھو۔ یہ لسوڑی شاہ ہے۔ یہ توڑی شاہ ہے۔ یہ چھوونے شاہ ہے۔ یہ مسافر شاہ ہے۔ اللہ پاک ان سب سے بچائے۔ آمین

ہم نے جس کو مانا ہے ہائے ہائے
جنیا آمنہ نے ایڈا لعل سوہنا

جس کو اہل حدیثوں نے مانا ہے۔ ان جیسا کوئی پیارا لے کر تو آؤ۔ دور دور بیٹھ کر کہتے ہو۔ اہل حدیث نہیں مانتے، سنو! اہل حدیث اس دور میں نبی پاک ﷺ کی شان بیان کرتے ہیں، جن کے بارہ میں رب ذوالجلال نے فرمایا تھا:

ربوبیت میری ہوگی ....ختم نبوت تیری ہوگی
رب العالمین میں ہوں گا................رحمۃ للعالمین آپ ﷺ ہوں گے۔
عبادت میری ہوگی ....کل انبیاء علیہم السلام کے آگے امامت آپ ﷺ کی ہو گی۔

جہان میرا ہوگا................نظام تیرا ہوگا۔
ریاضت میری ہوگی................اطاعت تیری ہوگی۔
حوض میرا ہوگا................ساقی آپ ﷺ ہوں گے۔
عابد آپ ﷺ ہوں گے................معبود میں ہوں گا۔
ساجد آپ ﷺ ہوں گے................مسجود میں ہوں گا۔
انسان میرے ہوں گے................غلام تیرے ہوں گے۔
جہاں میرا ہوگا................نظام تیرا ہوگا۔
قرآن میرا ہوگا................ بیان تیرا ہوگا۔
حرکت تیری ہوگی................ برکت میری ہوگی۔
دعا تیری ہوگی................عطا میری ہوگی۔
وہابی میرے ہوں گے................ پروانے تیرے ہوں گے۔
ابوبکر رضی اللہ عنہ میرا ہوگا................یار تیرا ہوگا۔
عمر رضی اللہ عنہ میرا ہوگا................وزیر تیرا ہوگا۔

عثمان رضی اللہ عنہ میرا ہوگا.................مشیر تیرا ہوگا۔

علی رضی اللہ عنہ میرا ہوگا.................پہرے دار تیرا ہوگا۔

آسمان میرا ہوگا.................سیر گاہ تیری ہوگی۔

جبرائیل علیہ السلام میرا ہوگا.................دربان تیرا ہوگا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم تیرے ہوں گے.................ولی میرے ہوں گے۔

سر تیرا ہوگا.................در میرا ہوگا۔

فیصلہ تیرا ہوگا.................مرضی میں رب ذوالجلال کی ہوگی۔

محبوب ﷺ سن لیں!

جنت میری ہوگی.................سرداری تیری ہوگی۔

جنت میں سرداری کس کی ہوگی؟ ہم نے اس جنت میں جانا ہی نہیں، جس کی سرداری آمنہ کے لعل ﷺ کی نہیں ہوگی۔ ہمیں وہ جنت نہیں چاہیے۔ پھر میں بتا دوں۔ کون سے نبی ﷺ ہیں؟

جنیا آمنہ نے ایڈا لعل سوہنا
تے پتر جگ وچ انج کسے مائی دا نئیں
ددھ پیتا حلیمہ رضی اللہ عنہا دا حلم ہویا
تے رتبہ جگ وچ انج کسے دائی دا نئیں
بھین شیماں رضی اللہ عنہا اپنے ویرے نوں لوریاں دیندی

ساتھ فرماتی کیا ہیں؟

ایناں جا مینوں سگے پائی دا نئیں

مسلک اہل حدیث سن لو!

ایرے غیرے پچھے اینویں لگ لڑنا
او میرے دوستا اے کم دانائی دا نئیں

جدوں کول قرآن حدیث ہووے
فر ہیر رانجھا لوکاں نوں سنائی دا نئیں

ایک اور بات سن لو!

جنوں گوشت بنان دی نہ جاچ ہووے
اونوں سمجھو او پتر قصائی دا نئیں
جنوں دیگ پکان دا نہ ول ہووے
اونوں سمجھو او پتر نائی دا نئیں
جنوں کپڑے سین دا نہ ول ہووے
اودے کولوں اینویں کپڑا سوائی دا نئیں
جدوں قرآن و حدیث دا نہ علم ہووے
مولوی جی فتویٰ اینویں وہابیاں تے لائی دا نئیں

ہمارے پیر ﷺ ساری کائنات سے اعلیٰ بن کر آئے۔ اس نبی ﷺ کا قانون بھی اعلیٰ ہے۔ پیارے کی ذات بھی رحمت ہے۔ میرے محمد ﷺ کی بات بھی رحمت ہے۔

میرے مصطفیٰ ﷺ کی عدالت لگی ہوئی ہے۔ حدیث پاک میں موجود ہے، ایک عورت آتی ہے، آ کر کہتی ہے: محبوب ﷺ میں خود کو ہبہ کرتی ہوں، میں آپ ﷺ سے نکاح کرنا چاہتی ہوں۔ جہانوں کے پیر، رب کے حبیب علیہ السلام میرے مصطفیٰ ﷺ نے دوسری طرف منہ پھیر لیا۔ پھر یہ آگے ہو کر کہتی ہے۔ محبوب ﷺ میں آپ ﷺ سے نکاح کرنا چاہتی ہوں، میرے مصطفیٰ ﷺ نے پھر منہ موڑ لیا۔ آگے ہو کر پھر کہتی ہے۔ میرے مصطفیٰ ﷺ کا ایک پروانہ پاس بیٹھا ہے۔ کہتا ہے، محبوب ﷺ اگر آپ ﷺ کا دل نہیں کرتا تو میرا ہی کر دیں۔

اب نبی پاک ﷺ نے کیا فرمایا؟ صحابی رضی اللہ عنہ حق مہر باندھنے کے لیے کوئی چیز ہے؟
اب صحابی رضی اللہ عنہ خاموش ہو گیا۔

آمنہ کے لعل ﷺ کو لے جاؤ۔

اے اہل حدیثو! تم راضی نہیں؟

لوگ کائنات کے پیر لے جائیں۔تم ایک ہی پیروں کے پیر ﷺ کو لے جاؤ۔اس بات پر راضی ہو؟ پھر میں کہہ دوں؟

سو سو وار اسی ہاں راضی
تے کریے شکر ربانا
ساڈی ونڈ محمد ﷺ آئے
سرور ، دو واں جہاناں
او لوگ گھراں نوں لے کر جاون
دنیا دا مال خزانہ
اسی گھراں نوں لے کر جایئے
حسن و حسین رضی اللہ عنہما دا نانا
او لوگ گھراں نوں لے کر جاون
اٹھ بکریاں تے گائیں
اسی گھراں نوں لے کر جایئے
حوض کوثر دا سائیں
او دنیا دی دولت مک دی مک دی
اوڑک نوں مک جاوے
ساڈی دولت پاک محمد ﷺ
جو اللہ نال ملاوے

پھر مجھے کہنے دو:

﴿وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ۝﴾

Scanned with CamScanner

میرے مصطفیٰ ﷺ رحمت بن کر آئے ہیں۔

آقا علیہ السلام نے تین دن تراویح کی نماز پڑھائی ہے۔ چوتھے دن جماعت نہیں کروائی۔ محبوب ﷺ بات کیا ہے؟ آپ ﷺ نے آج جماعت کیوں نہیں کروائی؟

فرمایا: مجھے ڈر ہے کہیں میری امت پر تراویح فرض ہی نہ ہو جائے۔ ایسے رحیم نبی ﷺ ہیں۔

سنو سنو! میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، اگر مسواک کو میں اپنی امت پر بوجھ نہ سمجھوں۔ میں کہوں کہ تم پھر پانچ نمازوں کے ساتھ پانچ وقت مسواک کیا کرو۔ نبی پاک ﷺ کو تو مسواک اک بوجھ بھی اچھا نہیں لگتا۔

تم گناہوں کے بوجھ ڈالے پھرتے ہو۔

آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، اگر کوئی انسان دنیا سے فوت ہو جاتا ہے، اس کے ذمہ قرض ہے۔ اس کا ترکہ کوئی نہیں، اس کا قرض میں محمد ﷺ عطا کروں گا۔ اس کے ذمہ قرض بھی ہے اور ترکہ بھی ہے ترکہ دے کر قرض دے دو۔ باقی جو قرض بچے گا، میں محمد ﷺ دے دوں گا۔

میرے مصطفیٰ ﷺ نے یتیموں کے قرض اتارے، تم نے یتیموں پر قرض چڑھائے ہیں۔ میرے مصطفیٰ ﷺ کی رحمت نے یتیموں کے قرض اتارے، تم نے یتیموں پر قرض چڑھائے۔ ادھر سے بچے یتیم ہیں۔ بیوی بیوہ ہے مگر اس کا ٹیکس ساتھ ہی شروع ہو گیا۔ اس طرح بات ہے کہ نہیں؟ آج قل ہے، آج ساتواں ہے، آج چالیسواں ہے۔ تب تک کوئی اور مر جائے گا۔ جس نے یتیموں پر قرض چڑھائے ہیں۔ اس نے نبی پاک ﷺ کو رحمت نہیں تسلیم کیا۔

﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾

اگر میرے مصطفیٰ ﷺ کی رحمتیں دیکھنی ہیں تو آؤ میں تمہیں دکھا دوں۔

مرعاۃ المفاتیح مشکوٰۃ کی شرح ہے۔ حوالہ نوٹ کرو۔

جہانوں کے پیر علیہ السلام جب ساتویں آسمان پر جاتے ہیں۔ اللہ پاک سے ہم کلام ہوئے۔
مولویوں نے کہا: نبی پاک ﷺ اللہ پاک کے گلے مل گئے، جھوٹ ہے۔

اتنا بڑا جھوٹ ہے
جیویں بلی نوں آکھو اونٹ اے

میں نے ایک جگہ سنا کہ میلاد کا منکر کافر ہے۔ میں نے کہا، کوئی بات کرنے والی کرو، کون کافر ہے؟ جو الزام لگاتا ہے وہ بھی کافر ہے۔ میں نے کہا، اہل حدیث میلاد مانتے ہیں مگر میلاد مناتے نہیں، انہوں نے کہا، اہل حدیث تم سے تو ابولہب اچھا تھا، میں نے کہا تمہارا بھائی جو تھا۔ اس لیے اچھا تھا۔ میں نے کہا، وہ کیسے اچھا تھا؟ کہنے لگے کیونکہ اس نے نبی پاک ﷺ کی ولادت پر لونڈی آزاد کی تھی۔ میں نے کہا، مولوی اس نے محمد بن عبد اللہ ﷺ سمجھ کر لونڈی آزاد کی ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ نہیں تسلیم کیا۔ اگر محمد رسول اللہ ﷺ مانتا تو پھر جھگڑا کیا تھا؟ ہائے

تجھے اماں ملی تو کہاں ملی
تیرے جرم خانہ خراب کو

تمہیں دلیل بھی ملی تو ابولہب کی ملی ہے۔ تمہیں کوئی اور دلیل ہی نہیں ملی۔

جس کے بارہ میں قرآن میں آیا ہے:

﴿تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ٥ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ٥ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ٥ وَامْرَاَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ٥ فِىْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ٥﴾ (اللهب)

جس کے بارہ میں قرآن میں آیا ہے: ﴿تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ٥﴾ میں نے کہا، کیوں آیا؟

کیونکہ اس نے جشن سمجھ کر نبی پاک ﷺ کی میلاد منائی، اہل حدیثوں نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مشن سمجھ کر نہیں منائی۔ جو فرق جشن اور مشن کا ہے۔ وہی فرق سیدنا ابو بکر

صدیق رضی اللہ عنہ کا اور ابولہب کا ہے۔

عارف والا میں میں ایک بازار میں تقریر کررہا تھا۔ وہاں میں نے کہا کہ ہم نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مشن سمجھ کر میلا دنہیں منائی۔ تم نے ابولہب کا جشن سمجھ کر منائی ہے۔ دو آدمی اٹھے اور کہنے لگے، آج کے بعد ہم اہل حدیث ہیں۔ میں نے کہا، کیوں؟ کہنے لگے، جشن اور مشن کی آج سمجھ گئی ہے۔ ان دو الفاظ میں فرق ہے۔ یہ وہی فرق ہے، جو شریعت اور غیر شریعت میں ہے۔ ان دونوں نے اسٹیج پر آ کر اعلان کیا۔

اے لوگو! لوگ تو جوق در جوق اہل حدیث ہو رہے ہیں۔

سیالکوٹ کے پاس ایک بہلولہ گاؤں ہے، بارڈر پر ہے۔ وہاں مولوی نے دو ماہ زور شور مچائے رکھا کہ نبی پاک ﷺ کو علم غیب ہے، علم غیب ہے۔ میں وہاں گیا، میں نے ڈیڑھ گھنٹہ میں اس کا نچوڑ نکال دیا۔ میں نے کہا، آج کے بعد مولوی علم غیب کا نام نہیں لے گا۔

میں نے کہا، نبی پاک ﷺ کو ایک آدمی قتل کرنے کے لیے آیا۔ تلوار پاس رکھی ہے، چارپائی ساتھ ہے۔ اگر نبی پاک ﷺ کو پتہ تھا کہ یہ میرا دشمن ہے تو پھر کیا نبی پاک ﷺ نے جان بوجھ کر چارپائی پاس بچھائی؟ میں نے کہا: مولوی تم ایک رات میری چارپائی بچھا کر تو دیکھو۔ صبح کو اگر تم بچ گئے تو تم سچے اور ہم جھوٹے ہیں۔

بات ٹھیک ہے؟

میں نے کہا، اگر تمہیں پتہ ہے تو پھر تم یوسف پسروری کی چارپائی بچھاؤ۔ تمہیں پتہ چلے، کس بھاؤ پڑتی ہے۔ میں مسجد میں اسٹیج پر کھڑا ہوں۔ اس بات پر سات گھر اہل حدیث ہوئے ہیں۔ اس گاؤں میں سات گھر اہل حدیث ہوئے، اس سے اگلے دن مدرسہ میں جلسہ تھا، مجھے قاری صاحب نے بعد میں بتایا کہ آپ کی تقریر پر تین آدمی اہل حدیث ہوئے ہیں۔ الحمد للہ اب تو تھوک کے حساب سے اہل حدیث بڑھ رہے ہیں۔

عارف والا کے پاس پکا کھوہ ہے۔ وہاں ایک نمبردار نے اعلان کیا، وہابی مولوی آ جائے تو اسے گولی مار دو۔ میں وہاں گیا، ابھی میں عارف والا ہی تھا، وہ جو جلسہ کروانے والا تھا، وہ

ایک ہی تھا۔ وہ نوجوان میرے پاس آیا، کہنے لگا، آپ کی مہربانی، یہاں سے واپس چلے جائیں۔ میں نے کہا، ہوا کیا ہے؟ کہنے لگا، نمبردار نے اس طرح اعلان کر دیا ہے۔ میں نے کہا، اللہ کے فضل سے وہ گولی نہیں بنی جو یوسف پسروری کے سینے میں لگنی ہے۔

میں نے لٹھے کا سوٹ پہنا تھا۔ پگڑی سر پر رکھی تھی۔ تین چار اور ساتھی ہم موٹر سائیکل پر بیٹھ گئے۔ میں نے کہا، نمبردار کی حویلی میں لے چلو، ہم وہاں پہنچ گئے۔ میرے پاس موزر تھا۔ میں نے کبھی چلایا بھی نہیں، مگر مشرک کے ویسے ہی پاؤں نہیں ہوتے، مشرک انتہاء درجہ کا ڈرپوک ہوتا ہے۔ میں نے کہا، کون ساتمہارا نمبردار ہے؟ کہنے لگا، میں ہوں۔ میں نے کہا، تمہیں کسی نے عقل نہیں سکھائی؟ تمہیں شرم نہیں آتی، یہ کہتے ہوئے کہ گولی ماردو۔ میں نے کہا، اتنے بڑے مولوی کو مارنا کوئی آسان ہے؟ بات صحیح ہے، سن لو! میں نے کہا، تمہیں کس پاگل نے گاؤں کا نمبردار بنایا ہے؟ میں نے کہا، اس نے مجھے گولی نہیں مارنی تو میں اسے گولی مارتا ہوں۔ وہ ڈر گیا۔ وہ کہتا ہے، مولوی جی! بات کریں۔ میں نے کہا: بات کیا کرنی ہے؟ تم نمبردار ہو مگر میں پانچ گاؤں کا نمبردار ہوں۔ میں نے کہا، یہاں ان میں بیٹھ کر بات کرو۔ کہنے گا، جی کریں۔ میں نے کہا، تم میری تقریر سنو!

جہاں سے تمہیں نبی پاک ﷺ کی گستاخی ہوتے نظر آئے گی۔ تم پورا بریسٹ میرے سینے سے پار کر دینا، تمہیں میرا قتل معاف ہے اور میں نے لکھ کر دیا، اس نمبردار نے رائفل ٹرپل ٹو میگزین چالیس پکڑی اور میرے ساتھ چل دیا۔ پورا آدھا گاؤں اس کے ساتھ تھا۔ اہل حدیث بھی بہت زیادہ جمع ہوئے۔ میں نے ڈیڑھ گھنٹہ نبی پاک ﷺ کی شان بیان کی تو رائفل نیچے پھینک کر کہتا ہے، پیشانی چوم کر کہ مجھے آج پتہ چلا ہے۔ اہل حدیث ہی نبی پاک ﷺ کی شان بیان کرتے ہیں۔ میں اہل حدیث ہوں۔ سات گھر اور اہل حدیث ہوئے اور اہل حدیثو اس نے بائیس مرلے مسجد کو جگہ بھی دی ہے۔ یہ مسلک سچا نہیں تو اور کیا ہے؟ سچا مسلک ہے۔

لوگ تو اسٹیج پر کہتے ہیں، ہم تو پاکپتن کی بہشتی موری کے وارث ہیں۔ اچھا جی، تم بہشتی

موری کے وارث ہو تو اب ہم کیا کریں؟ کہتے ہیں، ہم ملتان کے وارث ہیں۔ ہم اجمیر کے وارث ہیں ہم اچ شریف کے وارث ہیں۔ میں نے کہا، کہیں لچ شریف کے وارث تو نہیں ہو؟ کہتے ہیں، فلاں شہر کے وارث ہیں۔ ہم کنز قدوری کے وارث ہیں۔ ہدایہ کے وارث ہیں۔ فقہ حنفی کے وارث ہیں۔ ہم چشتی، قادری، نظامی، پادری کے وارث ہیں۔ جنوری، فروری، مارچ، اپریل کے وارث ہیں۔ ہم دنیا میں سہروردی ہیں۔ سمیت وردی ہیں، غیر وردی ہیں۔

اے لوگو سن لو! کوئی فقہ حنفی کا وارث ہے۔ فقہ حنبلی کا وارث ہے۔ فقہ شافعی کا وارث ہے فقہ جعفری کا وارث ہے۔ کنز قدوری کا وارث ہے، لیکن اہل حدیث اس دور میں بخاری کے وارث ہیں۔ مسلم کے وارث ہیں۔ ابو داؤد کے وارث ہیں۔ ترمذی کے وارث ہیں۔ نسائی کے وارث ہیں۔ ابن ماجہ کے وارث ہیں۔ مشکوٰۃ کے وارث ہیں۔ بلوغ المرام کے وارث ہیں۔

اہل حدیث کی عظمت:

اہل حدیث سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ کی صداقت کے وارث......

اہل حدیث سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عدالت کے وارث......

اہل حدیث سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شرافت کے وارث......

اہل حدیث سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شجاعت کے وارث......

اہل حدیث نبی پاک ﷺ کی نبوت کے وارث......

اہل حدیث آقا علیہ السلام کی شریعت کے وارث......

اہل حدیث سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی اذان کے وارث......

اہل حدیث نبی پاک ﷺ کی امامت کے وارث......

اہل حدیث نبی پاک ﷺ کی ذہانت کے وارث......

اہل حدیث مکہ کے وارث......

اہل حدیث رب ذوالجلال کی سچی توحید کے وارث......

اہل حدیث محمد ﷺ کی سچی حدیث کے وارث اہل حدیث۔

بات صرف اتنی ہے کہ کہتے ہیں: ہم میلاد نہیں مناتے، میں نے کہا، ٹھیک ہے اور سنائیں۔ کہتے ہیں اور تمہیں نبی پاک ﷺ سے عشق نہیں، بات سن لو!

جہانیاں کے اندر بریلویوں کا بہت بڑا جلسہ تھا۔ اب ایسا وقت مجھے اللہ پاک عطا کریں، جہاں سارے ہی مشرک ہوں، وہاں میں پھر ان پر قرآن کا بلڈوزر چلاؤں۔ میں نے کہا، جو رات قبر میں ہے، وہ باہر تو ہو نہیں سکتی۔ بات ہی ایسے ہے۔

ویسے اہل حدیثو! تم بھی بڑے بے وفا ہو۔

جب آئیں تو کہتے ہو:

واہ پسروری..................

جب ہتھکڑی لگتی ہے، پھر کہتے ہو:

جا پسروری..................

اس وقت چھڑوانے کے لیے بھی کوئی نہیں جاتا، لیکن بات سن لو!

میں نے اس چوک میں کھڑے ہو کر کہا کہ تم کہتے ہو۔ ہمیں نبی پاک ﷺ سے عشق ہے۔

((اَلْجُنُوْنُ فُنُوْنٌ وَالْعِشْقُ مِنْ فَنِّہٖ))

پاگل پن کی بہت سی اقسام ہیں، جن میں سے ایک قسم عشق بھی ہے۔

قاضی سلیمان منصور پوری رحمہ اللہ کی کتاب رحمۃ للعالمین ﷺ اٹھاؤ۔ انہوں نے لکھا ہے۔ محبوب اس وقت تک محبوب ہی ہوتا ہے، اس کا محبّ نہ بھی ہو۔ معشوق اس وقت تک معشوق نہیں ہو سکتا، جب تک اس کا عاشق نہ ہو۔

لفظ عشق کبھی کسی نے کہا ہے کہ مجھے اپنی بہن سے عشق ہے۔ کبھی کسی نے کہا ہے، مجھے اپنی ماں سے عشق ہے۔ کبھی کسی نے کہا ہے، مجھے اپنی بیٹی سے عشق ہے۔ کہہ کر تو دیکھو، لوگوں نے جوتے مار مار کر تمہارا سر ہی نواز شریف جیسا بنا دینا ہے۔ جو لفظ اپنی ماں بہن کے لیے

پسند نہیں کرتے ہو۔ وہ نبی پاک ﷺ کے لیے پسند کرتے ہو؟

ایک بات سن لو!

عشق بدل جاتا ہے، محبت نہیں بدلتی، تم نے کہنا ہے کیسے؟ اس کی دلیل سنو! جناب یوسف علیہ السلام کے ساتھ زلیخا کو عشق تھا، جب ساتوں دروازے سے سامنے آئی۔ دیکھا سامنے عزیز مصر کھڑا ہے۔ عشق پاؤں پر ہی بدل گیا ہے۔ اس کو عشق تھا، عشق بدل گیا۔

حبشہ کے کالے بلال رضی اللہ عنہ کو نبی پاک ﷺ سے محبت تھی۔ وہ تپتے ہوئے کوئلوں پر بھی نہیں بدلی اور محبت خنجروں کی نوک پر بھی نہیں بدلا کرتی، بچے ذبح کروا کر بھی نہیں بدلتی، محبت نہیں بدلتی، عشق بدل جاتا ہے۔ اس لیے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو کوئلوں پر لٹایا گیا۔ محبت نہیں بدلی، خنجروں کی نوک پر محبت نہیں بدلی، بچے ذبح کروا کر محبت نہیں بدلی، بموں کے دھماکوں میں جسم کو چھلنی کروا کر محبت نہیں بدلی، بالاکوٹ کی سرزمین کو اپنے لہو سے لہولہان کروا کر محبت نہیں بدلی اور سن لو!

جب تک ہمارے جسم میں جان رہے گی۔ نبی پاک ﷺ کی محبت میں فرق نہیں آ سکتا۔ جب تک زندہ رہیں گے۔ ہم شرک کی گردن انشاء اللہ توڑ کر رہیں گے۔ بدعت کی کمر توڑ کر رہیں گے۔ اگر بیٹا ماں باپ سے محبت کرے تو ادب بن جاتی ہے۔ اگر محبت شاگرد استاد سے کرے تو ادب بن جاتی ہے۔ بڑا چھوٹے سے کرے تو شفقت بن جاتی ہے۔ بیوی خاوند سے کرے، اسلام کا حصہ ہے، اگر امتی اپنے نبی ﷺ سے کرے تو وہ ایمان کا حصہ بن جاتی ہے۔ محبت پاکیزہ لفظ ہے، عشق تو کوئی لفظ نہیں، قرآن کے پورے تیس پاروں میں سے لفظ عشق تو دکھاؤ؟ پوری صحاح ستہ میں سے دکھاؤ کہ کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہو کہ محبوب ﷺ آپ ﷺ سے عشق ہے۔

سنو! جنہوں نے فضولیات، رسم و رواج اسلام میں داخل کیے۔ انہوں نے نبی پاک ﷺ کو رحمت نہیں تسلیم کیا۔

ہم نے کہا، لوگو! ایک بات بھی اہل حدیث کی دکھاؤ، جو شریعت سے باہر ہو۔

نبی پاک ﷺ پوری کائنات میں سے اعلیٰ بن کر آئے، قرآن نے کہا:

﴿لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُ وْفٌ رَّحِیْمٌ o﴾ (التوبہ: ۱۲۸)

محبوب میں نے آپ ﷺ کو رؤوف رحیم بنایا ہے۔اے میرے پیارے محبوب پیغمبر جناب محمد ﷺ آپ ﷺ پوری کائنات میں سے اعلیٰ بن کر آئے ہیں۔ پوری کائنات میں سے حسین بن کر آئے ہیں۔ پھر میں کیوں نہ کہہ دوں:

ساریاں رسولاں دا سنگھار سوہنا آ گیا
بن کے زمانے دی بہار سوہنا آ گیا
ہتھ نے ید اللہ اوندے لباں تے قرآن اے
اودے نال سج گیا سارا ای جہان اے
مومناں دا بن کے وقار سوہنا آ گیا
بن کے زمانے دی بہار سوہنا آ گیا
وَالضُّحٰی چہرہ وَاللَّیْلِ زلفاں نے کالیاں
رب نے سجایاں وا والیاں اتے لالیاں
بن کے حسیناں دا شاہکار سوہنا آ گیا
بن کے زمانے دی بہار سوہنا آ گیا

معراجِ مصطفیٰ ﷺ:

میرے بھائیو! میرے مصطفیٰ ﷺ پوری کائنات کے لیے رحمت بن کر آئے۔ میرے مصطفیٰ ﷺ آسمان پر جاتے ہیں۔ ستر ہزار پردہ درمیان میں ہے۔ اللہ پاک اپنے محبوب ﷺ سے کیا فرماتے ہیں؟ محبوب ﷺ!

نیت دیر توں سی سد کے خوش کرنا اے
میں نے دسیا کسے نوں جوڑ کوئی نئیں

جو دل اندر آندا ای صاف صاف کہہ دے
کسے قسم دی سنگ دی لوڑ کوئی نئیں
اج نہ نہ دا ایتھے سوال کوئی نئیں
دوجا میرے خزانیاں چہ تھوڑ کوئی نئیں
ہڑ وگدا اے ساڈیاں رحمتاں دا
جو کج منگنا ای منگ لے موڑ کوئی نئیں

ستر ہزار پردہ ہے۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ))

جہانوں کے پیر، رب کے حبیب ﷺ نے تین چیزیں پیش کیں، اللہ قولی، فعلی ساری عبادت تیرے لیے ہیں۔ ایک "اَلتَّحِيَّاتُ" "وَالصَّلَوَاتُ" "وَالطَّيِّبَاتُ" تین چیزیں پیش کیں۔

آگے سے آواز آتی ہے، محبوب ﷺ اگر آپ ﷺ تین چیزیں لے کر آئے ہیں۔ تین مجھ سے بھی لے جائیں:

"اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ))

محبوب، آپ ﷺ پر سلامتی ہو۔ آپ ﷺ پر رحمتیں ہو۔ آپ ﷺ پر برکتیں ہوں۔ تین چیزیں اللہ پاک نے دیں۔

آگے سے نبی پاک ﷺ خاموش نہیں ہوئے۔ ان کو رحمۃ للعالمین کہتے ہیں۔ جہانوں کے پیر علیہ السلام کیا فرماتے ہیں؟ فرماتے ہیں: یا اللہ! میں اکیلے پر ہی سلامتی نہیں بلکہ

"اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ))

یا اللہ! میری امت کے جتنے نیک لوگ ہیں، ان سب پر تیری سلامتی ہو۔

میرے مصطفیٰ ﷺ ساتویں آسمان پر بھی اپنی امت کے لیے رحمت مانگ رہے ہیں۔ کوئی اس طرح کا نبی تو لا کر دکھاؤ۔ دور دور بیٹھ کر باتیں کرنا آسان ہیں۔ جب میرے

مصطفیٰ ﷺ واپس آئے۔ پتہ ہے کتنی نمازیں ملیں؟

جناب موسیٰ علیہ السلام فرمانے لگے: ((مَا فَرَضَ اللّٰهُ عَلٰى أُمَّتِكَ)) محبوب ﷺ آپ ﷺ کی امت پر کیا فرض ہوا ہے؟ فرمایا: پچاس نمازیں ملی ہیں۔ جناب موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں، محبوب ﷺ! میری امت پکی ہوئی کھا کر بھی دو نہیں پڑھتے تھے۔ آپ ﷺ کی امت نے پچاس کہاں سے پڑھنی ہیں؟ کم کروالیں۔ ایک چکر لگا، تو پانچ کم ہو گئیں۔ دوسرا چکر لگا تو دس گئیں۔ تیسرا، چوتھا، پانچواں۔ چکر لگتے گئے تو پانچ رہ گئیں۔

جوان پانچ نمازوں سے بھی تنگ ہیں، یہ منڈی عثمان والا کے لوگ کہتے ہوں گے کہ چلو ایک چکر اور لگ جاتا تو کام ختم ہی ہو جاتا۔

جناب موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں۔ محبوب ﷺ ایک چکر اور لگائیں؟ جہانوں کے پیر علیہ السلام نے پچاس نمازوں سے پانچ کروائیں۔ یہ نبی پاک ﷺ کی رحمت ہے:

﴿عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝﴾

﴿وَمَآ أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِينَ ۝﴾

فرمایا: اے موسیٰ علیہ السلام، بہت چکر لگا لیے ہیں۔ اب تو مجھے جاتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔ آسمان سے آواز آتی ہے۔ کتاب الصلاۃ، بخاری شریف میں ہے، فرمایا: محبوب ﷺ! آپ ﷺ کے آنے کی ضرورت بھی نہیں، آپ ﷺ کی امت پانچ پڑھے گی۔ ثواب میں پچاس کا ہی عطا کروں گا۔

فکر مصطفیٰ ﷺ:

یارو کتنے رحیم نبی ﷺ ہیں؟ تفسیر مواھب الرحمٰن میں ایک واقعہ لکھا ہے۔ میں نے پڑھا تو کافی دیر اکیلے بیٹھ کر روتا رہا۔ میں نے کہا، محبوب ﷺ آپ ﷺ کو کتنی امت کی فکر تھی۔ میرے مصطفیٰ ﷺ نے عشاء کی نماز پڑھ لی، دو صحابی رضی اللہ عنہ ایک دائیں، ایک بائیں ہے۔ آپ ﷺ نماز پڑھ کر الگ ہو گئے۔ آپ ﷺ نوافل پڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔

سردی کی راتیں ہیں۔ ساری رات میرے مصطفیٰ ﷺ نے ایک ہی آیت پڑھی:

﴿إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ﴾ (المائدہ: ۱۱۸)

یا اللہ! اگر عذاب دو گے تو بندے تو تیرے ہی ہیں۔ یا اللہ! اگر ان کو معاف کر دیں گے تو آپ کو پوچھنے والا کوئی نہیں، میرے مصطفیٰ ﷺ نے پوری رات ایک ہی آیت پڑھتے ہوئے گزار دی۔

نبی پاک ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں، ہم تھک ہار کر سو جاتے ہیں۔ ہماری آنکھ کھلتی ہے۔ پچھلی رات سے بھی آگے وقت گزر گیا ہے۔ صبح کی اذان کا وقت ہے۔ نبی پاک ﷺ تب بھی رو رہے ہیں۔

صبح کا وقت ہوا۔ نماز پڑھی۔ ان دونوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو الگ کیا۔ اے عمر رضی اللہ عنہ! یار آج نبی پاک ﷺ ایک ہی آیت پڑھ کر روتے رہے ہیں۔ بات کیا ہے؟ نبی پاک ﷺ سے پوچھیں۔ ہماری جرأت نہیں کہ ہم پوچھ سکیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ محبوب ﷺ پورا قرآن آپ ﷺ پر نازل ہوا ہے مگر آپ ﷺ ایک ہی آیت پڑھ کر روتے رہے ہیں۔ فرمایا: عمر رضی اللہ عنہ مجھے اپنی امت کی بہت زیادہ فکر تھی۔

میں نہ امت کے لیے آنسو بہاؤں تو پھر کون بہائے؟ نبی پاک ﷺ امت کے لیے روتے تھے۔ امت حلوے کے لیے رو رہی ہے۔ فرمایا: محبوب ﷺ پھر اللہ پاک نے کیا وعدہ کیا ہے؟ فرمایا: عمر رضی اللہ عنہ! اگر میں بتا دوں۔ میری امت کے جو لوگ ہیں۔ وہ نماز پڑھنا چھوڑ دیں گے۔ انہوں نے تو نماز تک نہیں پڑھنی، محبوب ﷺ ان میں سے ایک بتا دیں۔

عمر رضی اللہ عنہ تم اصرار کرتے ہو تو تمہیں بتا دیتا ہوں۔ فرمایا: عمر رضی اللہ عنہ میں رو رہا تھا۔ میرے اللہ نے مجھے کہا تھا۔ محبوب ﷺ چپ کر جائیں۔ ستر ہزار آدمی آپ ﷺ کی امت، کے بغیر حساب کے میں جنت میں داخل کر دوں گا میں نے کہا، یا اللہ! امت زیادہ ہے۔ بندے کم ہیں۔ پھر آواز آئی، محبوب ﷺ دس ہزار کے ساتھ ستر ہزار ٹھیک ہیں؟ یا اللہ ابھی بھی بندے کم ہیں۔ امت زیادہ ہے۔ محبوب ﷺ ہزار کے ساتھ ستر ہزار ٹھیک ہے؟ یا اللہ! امت

زیادہ ہے، بندے کم ہیں۔ محبوب ﷺ سو کے ساتھ ستر ہزار ٹھیک ہیں؟ یا اللہ امت زیادہ ہے۔ بندے کم ہیں۔ محبوب ﷺ دس کے ساتھ ستر ہزار ٹھیک ہیں؟ یا اللہ امت زیادہ ہے، بندے کم ہیں۔ محبوب ﷺ ایک کے ساتھ ستر ہزار ٹھیک ہیں؟ یا اللہ! ابھی بھی امت زیادہ ہے، بندے کم ہیں۔ آواز آئی:

﴿وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰىo﴾ (الضحیٰ: ۹۳)

محبوب ﷺ امت کے لیے غم نہ کریں۔ جس طرح آپ ﷺ کہیں گے، میں اسی طرح ہی راضی کر دوں گا۔

﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَo﴾

مسلم شریف کی روایت سن لو!

((فَرَفَعَ يَدَيْهِ)) جہانوں کے پیر علیہ السلام نے ہاتھ اٹھائے ہیں:

((اَللّٰهُمَّ اُمَّتِیْ۔ اَللّٰهُمَّ اُمَّتِیْ۔ اَللّٰهُمَّ اُمَّتِیْ))

تین بار فرمایا، یا اللہ میری امت، ((وَبَكٰى)) اور نبی پاک ﷺ رو پڑے۔ آسمان سے آواز آتی ہے۔ اے جبرائیل علیہ السلام ابھی جاؤ۔ ((اِذْهَبْ اِلٰى مُحَمَّدٍ فَاسْئَلْهُ مَا يُبْكِيْكَ)) جا کر میرے نبی ﷺ سے پوچھ کر آؤ۔ محبوب ﷺ روتے کیوں ہیں؟ یا اللہ تو علیم بذات الصدور تھے۔ آپ کو تو پتہ تھا کہ نبی پاک ﷺ کیوں رو رہے ہیں؟ پھر جناب جبرائیل علیہ السلام کو کیوں بھیجا؟ فرمایا: اس لیے بھیجا تھا کہ نبی ﷺ کی امت کے لیے میری رحمت اور وسیع ہو جائے۔

جناب جبرائیل علیہ السلام نے بتایا، محبوب ﷺ! ((اِنَّا سَنُرْضِيْكَ فِیْ اُمَّتِكَ وَلَا تَحْزَنْ)) میرے آقا علیہ السلام اللہ پاک نے بتایا ہے۔ محبوب ﷺ امت کے بارہ میں غم نہ کھائیں۔ میں آپ ﷺ کو راضی کر دوں گا۔

اتنے پیارے نبی ﷺ جو اپنی امت کے لیے روتے ہیں۔

یہ مولوی پتہ ہے کیا کہتے ہیں؟ ایک مداح اعلیٰ کتاب ہے، اس میں ایک شعر لکھا ہے۔

صفحہ نمبر ۷۵ پچھتر ہے۔ احمد رضا خاں کی مداح کی ہے۔ اس میں لکھتے ہیں:

جب زبانیں پیاس سے سوکھ جائیں گی
تو جام کوثر کا پلا احمد رضا، احمد رضا

اور ہمیں گستاخ کہتے ہیں۔ کھیر خود کھاتے ہیں، لگاتے بچھڑے کے منہ پر ہیں۔ ہم نے تمہیں لگانے دینی ہے؟ احمد رضا کو ساقی کوثر کہا ہے۔ ابھی تو تمہارے سامنے ان کی کتب کے حوالے دوں تو تم حیران ہو جاؤ گے۔

فوائد فریدیہ، تذکرہ غوثیہ یہ دو کتب ہیں۔ حوالے نوٹ کرو۔ حوالہ غلط ہو۔ چوک میں کھڑے کر کے گولی مار دو۔ خون معاف ہے۔ اگر صحیح ہو تو پھر مان لو! چار کلمات لکھے ہیں:

لا الہ الا اللہ چشتی رسول اللہ
لا الہ الا اللہ معین الدین رسول اللہ
لا الہ الا اللہ محکم دین رسول اللہ

لوگو! اس طرح آگے ایک اور کلمہ لکھا ہے۔ چار کلمات لکھے ہیں۔

مرزائیوں نے ایک کلمہ بنایا، ان کو کافر کہا گیا۔ انہوں نے چار کلمے بنائے۔ ان پر کون فتویٰ لگائیں گے۔ مجھے بھی تو بتاؤ۔ وہابی گستاخ ہیں؟ ہم نے کہا، نبی پاک ﷺ ساقی کوثر ہیں۔ محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں، احمد رضا نہیں۔

پینتالیس قسم کا درود ہے۔ پینتالیس درود کی قسمیں ہیں۔ ہم نے کہا، محمد مصطفیٰ ﷺ نے حوض کوثر کا پانی پلانا ہے۔ جنہوں نے نبی پاک ﷺ کے ہاتھوں پینا ہے۔ بول کر بتائے، کس نے پینا ہے؟

او جدوں گرمی ستانا اے
ہر اِک گھبرانا اے
حوض کوثر تے سوہنا
پانی آپ پلاوے گا

میرے پیر جیا رہبر نئیں آیا نہ کوئی آئے گا
جو پیر صحابیاں دا اوہو پیر وہابیاں دا
بنے اس دی مثل جیڑا او دجال کہلائے گا
او یارا دھوکہ نہ کھائیں توں ہور پیر نہ بنانویں
رکھ آس امیداں توں اللہ میل کراوے گا

دور دور سے کہتے ہو، پاس تو آؤ، ہمارا تو صبر ہی ہے۔ دو عورتیں جھگڑا کر کر کے تھک جائیں تو ایک کہتی ہے۔ اچھا پھر میرا صبر ہی ہے۔ ہمارا تو پھر صبر ہی پڑنا ہے۔ کوئی ایسا پیر دکھاؤ۔

چہرہ مصطفیٰ ﷺ:

آپ ﷺ جیسا پیارا بھی کوئی نہیں، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی گود میں جہانوں کے پیر علیہ السلام نے سر رکھا ہے۔ امام ابن حجر رحمہ اللہ تڑپ اٹھے، امام سیوطی رحمہ اللہ تڑپ اٹھے، فرماتے ہیں:

"یَفْتَحُ الْقُرْآنُ فِی الرِّحْلِ" سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی گود میں نبی پاک ﷺ نے سر رکھا۔ س طرح لگتا ہے، جیسے رحل میں قرآن کھلا ہے۔ نبی پاک ﷺ کے چہرہ کو قرآن کہا ہے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی گود کو رحل کہا ہے۔

دوسری حدیث بخاری کی ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں ٹوٹیوں والی جگہ پر کھڑا ہوں۔ وضو کر کے نبی پاک ﷺ نے آخری لمحات میں سیدہ امی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کا پردہ سائیڈ میں کیا، مسجد نبوی ﷺ میں نظر دوڑائی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جم غفیر جمع ہے۔ آقا علیہ السلام مسکرائے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آپ ﷺ کا مسکرانا اس طرح لگا جیسے قرآن کا ورق ہے۔

کوئی اس طرح کا پیر ﷺ لے کر تو آؤ۔

اگر میں نے سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ سے پوچھا، سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ بہت بڑا سردار ہے۔ مکہ کے سرداروں نے بھیجا کہ جاؤ نبی پاک ﷺ سے بات کر کے آؤ۔ سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ

فرماتے ہیں: جب میں مسجد نبوی ﷺ میں پہنچتا ہوں۔ میرے آقا علیہ السلام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بیٹھے ہیں۔ آپ ﷺ نے سرخ رنگ کا کمبل لیا ہے۔ اس طرح لگ رہا ہے، جیسے ستاروں میں چودھویں رات کا چاند چمک رہا ہے۔ سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میری نظر رسول اللہ ﷺ کے چہرہ پر پڑی تو میں دیکھتا ہی رہ گیا۔ مجھے تمام مذاکرات بھول گئے۔ بحث بھول گئی۔ سب کچھ ہی بھول گیا۔

((فَلَمَّا رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اُلْقِیَ فِیْ قَلْبِیْ اِسْلَامُ))

نبی پاک ﷺ کے چہرہ پر نظریں پڑتی جاتی ہیں اور اسلام دل میں جمتا جا رہا ہے۔ فرماتے ہیں: محبوب ﷺ بس بس ہوگئی ہے۔ اب مدینہ چھوڑ کر واپس نہیں جانا ہے۔ فرمایا: ابو رافع رضی اللہ عنہ! ہمارا مکہ والوں سے یہ معاہدہ ہوا ہے۔ اگر تمہارا ہمارے پاس آ جائے تو ہم واپس کر دیں گے۔ محمد ﷺ وعدہ کا بڑا پکا ہے۔ سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، جب نبی پاک ﷺ نے یہ بات کی تو میں اسلام پر اور پکا ہو گیا۔ آپ ﷺ کے فرمانے پر مکہ چلے گئے مگر پھر واپس آ گئے۔

اتنا حسین پیر کوئی لے کر تو آؤ۔

میں قسم خدا دی سچ آکھاں
میرا پیر ﷺ جہانوں سوہنا اے
میرے پیر ﷺ جیا رہبر
اس دنیا تے ہویا نہ کوئی ہونا اے
کسے ماں دا ایسا جنیا اے
جویں جی آیا او نویں بنیا اے
عقلوں سلطان جہاناں دا
شکلوں وی بڑا من موہنا اے

جس طرح اللہ پاک سے فرمایا ہے۔ اللہ پاک نے اسی طرح کا بنا دیا ہے۔

((خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَآءُ))

اس کا یہ ترجمہ ہے:

کسے ماں دا ایسا جنیا، اے
جویں جی آیا اونویں بنیا اے
عقلوں سلطان جہاناں دا
شکلوں وی بڑا من مونا اے

بات سننے والی ہے۔

نبی، ولی سب ڈولن گے
پے نفسی نفسی بولن گے
سر سجدے چہ سٹ کے پیر ﷺ ساڈے
ساڈے عیباں دا دفتر دھونا اے
يَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ
ہتھ وڈ وڈ کے کھانویں گا
اس ویلے نوں پچھتانویں گا
کانوں دامن پھڑے اماماں دے
تو کہنا اے تے رونا اے

اگر وہاں رونا ہے تو پھر یہاں ہی اہل حدیثوں کی مان لو! وہاں جو کہنا ہے کہ اہل حدیثو! تم سچ کہتے تھے تو پھر یہاں ہی مان لو!

اب سن لو!

اللہ پاک دتا اے سانوں دین کامل
اینوں وداں کٹان دی لوڑ کی اے
ساڈے کول قرآن حدیث جو ہے

پھر ہدایہ لیان دی لوڑ کی اے
فتوے جے کنز قدوری چوں ویکھنے نے
پھر حدیث قرآن دی لوڑ کی اے
جندا دودھ کھلونا نہ ملے یارو
اونوں دہی جمان دی لوڑ کی اے
جدوں پڑھ لیا لا الہ الا اللہ
پھر غیراں ول جان دی لوڑ کی اے
کسے چیز دی تھوڑ نئیں جے اوندے در اندر
کنڈے غیراں دے کھڑکان دی لوڑ کی اے
جیڑے آپ مانگت اوناں کول جا کے
سانوں جھولیاں پھلان دی لوڑ کی اے
حاضر ناظر ہیں جے حضور ﷺ اس جگ اندر
پھر اچی ڈاراں لان دی لوڑ کی اے
نبی پاک ﷺ دے کول بول اچیں
سارے عمل گوان دی لوڑ کی اے
نبی ﷺ جہ ہین اس جگ اندر
پیر ہور پھڑن پھڑان دی لوڑ کی اے
اوئے عملاں بغیر قبر چہ لو کوئی نئیں
اتے دیوے جلان دی لوڑ کی اے
مردہ قبر چوں نئیں جے بار وینداا
اتے اچھاڑے پان دی لوڑ کی اے
اوئے دوزخ پیاں نوں کسے نئیں جے کھان دینا

اونوں پچھوں کلان دی لوڑ کی اے
جنت وچ کسے نعمت دی تھوڑ کوئی نئیں
اونوں پچھوں مگان دی لوڑ کی اے
جس جنت وچ کھانا جائے پچھوں
اس جنت وچ جان دی لوڑ کی اے
سوہنا لباس شلوار قمیص ساڈا
اینویں پینٹاں بشٹاں پان دی لوڑ کی اے
عمل پہلیاں تے ہو جائے بڑی گل اے
پسروری اینویں نویں مسئلے بنان دی لوڑ کی اے

﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۝﴾

اللہ پاک قرآن وسنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ



ولادتِ مصطفیٰ ﷺ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ○﴾ (آل عمران: ١٦٤)

قدم قدم پر برکتیں، نفس نفس پر رحمتیں
جہاں جہاں سے وہ شفیع عاصیاں گزر گیا
جہاں نظر نہیں پڑی وہاں ہے رات آج تک
وہیں وہیں سحر ہوئی جہاں جہاں سے گزر گیا

حمد وثناء:

سامعین محترم! ہمہ قسم کی حمد وثنا تمام قسم کی تعریفات، تمجیدات تسبیحات، تہلیلات، اکائی، تنہائی، یکتائی، کبریائی اللہ مالک العلام کے لیے ہے۔ جو پوری کائنات کا خالق ہے، مالک ہے۔ رازق ہے۔ داتا ہے، گنج بخش ہے، رنج بخش ہے۔ لجپال ہے، غریب نواز ہے۔ غوث اعظم ہے۔ کائنات کے ذرے ذرے کا دستگیر ہے۔ عَلٰی كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ہے۔ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ہے۔ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ہے۔ اِنَّ رَبِّىْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ذُوالْعَرْشِ الْمَجِيْدُ جس کی ذات، صفات، کمالات میں کوئی شریک نہیں، ازل سے اکیلا ہے۔ ابد تک اکیلا رہے گا۔ قیامت کے دن اس اکیلے حکمران کی حکمرانی ہوگی۔

درود وسلام:

درود وسلام امام الانبیاء، خطیب الانبیاء، خاتم الانبیاء، صدر العلی، شمس الضحیٰ، مصدر مہر و وفا، سرچشمہ صبر و رضا، منبع رشد و هدیٰ، والی بطحا، امام الحرمین، سید الثقلین، امام المرسلین، رحمۃ للعالمین، پوری کائنات کے سردار جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس کے لیے ہوں۔

ولادت مصطفیٰ ﷺ اور ہدایت عرب:

صاحبو اور ساتھیو! آج کے اس مقدس خطبہ میں اس ہادیٔ کائنات، امام کائنات ﷺ کی ولادت کا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں۔ جن کے آنے کی وجہ سے بڑے بڑے جو راہزن تھے، وہ رہبر بن گئے۔ جن کے آنے کی وجہ سے جو چور تھے، ڈاکو تھے، وہ قوم کے محافظ بن گئے۔ جن کے آنے کی وجہ سے لاکھوں کے پجاری ایک رب تعالیٰ کے پجاری بن گئے۔ جن کے آنے کی وجہ سے جو شرک کی دلدل میں پھنسے ہوئے تھے۔ خرافات، رسومات کے جال میں پھنسے ہوئے تھے۔ جب وہ ہمارے پیارے محبوب ﷺ دنیا پر جلوہ گر ہوئے تو انہوں نے شرک کے راستے سے ہٹا کر توحید کے راستے پر لگا دیا۔ بدعت کے راستے سے ہٹا کر سنت کے راستے پر چلا دیا، بلکہ چلایا ہی نہیں، جہنم کے راستے سے ہٹا کر جنت کے راستے پر لگا دیا اور ساتھ یہ بھی فرمایا: جو میری بات مانے گا، وہ قیامت والے دن حوض کوثر کا پانی بھی میرے ہی ہاتھ سے پیئے گا۔

بڑے بڑے جو بچیوں کو زندہ درگور کرتے تھے۔ وہ بچیوں کی عزت کے محافظ بن گئے۔ عورتوں کو منڈی میں فروخت کرنے والے وہی لوگ عورتوں کی عزت اور دوپٹے کے محافظ بن گئے۔

نبی پاک ﷺ نے آ کر پوری دنیا کو ایک ہی سبق دیا ہے کہ عبادت اللہ تعالیٰ کی ہو اور امامت مصطفیٰ ﷺ کی ہو، اس کے علاوہ کسی اور کی عبادت نہیں۔

قرآن مجید کے چوتھے پارہ میں سے میں نے آیت پڑھی ہے۔ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى

الْمُؤْمِنِيْنَ۔ ''البتہ تحقیق میں نے مومنوں پر احسان کیا ہے۔'' وہ احسان اللہ پاک جتلا رہے ہیں۔ مومنین سے فرما رہے ہیں۔ آخر وہ کتنا بڑا احسان ہے؟ جو اللہ پاک نے ہم پر کیا ہے۔ اس احسان کا ذکر پہلے اللہ پاک نے عالم ارواح میں بھی کیا ہے۔ جہاں صرف انبیاء علیہم السلام کو بلایا۔ بلا کر انبیاء علیہم السلام سے ایک وعدہ لیا۔ اے میرے انبیاء علیہم السلام ایک آنے والا آئے گا۔ اگر وہ آ جائے۔ تمہاری نبوت، تمہاری شریعت کے سکے چلتے ہوں اور وہ آ جائے۔ تو پھر تم نے کیا کرنا ہے؟ آؤ اللہ پاک کا قرآن ذرا سماعت فرماؤ! اللہ پاک فرماتے ہیں: اے میرے محبوب پیغمبر جناب محمد ﷺ اعلان فرما دیں:

﴿وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيِّيْنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ۝﴾ (آل عمران: ۸۱)

فرمایا: اے میرے انبیاء علیہم السلام، اے میرے آدم، اے میرے نوح، اے میرے موسیٰ علیہ السلام، اے میرے عیسیٰ علیہ السلام، اے میرے ابراہیم علیہ السلام، اے میرے اسماعیل علیہ السلام، اے میرے یعقوب علیہ السلام، اے میرے یوسف علیہ السلام، اے میرے ہارون علیہ السلام، اے میرے شعیب علیہ السلام، اور اے میرے تمام انبیاء علیہم السلام! وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيِّيْنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ۔ اے میرے انبیاء علیہم السلام میں رب آج تم سے ایک وعدہ لینا چاہتا ہوں۔ بات عالم ارواح کی ہو رہی ہے۔

دیکھو دوستو! کسی کی سیرت کا آغاز اس کے بچپن سے ہوتا ہے۔ کسی کی سیرت کا آغاز اس کے لڑکپن سے ہوتا ہے۔ اس کی سیرت کا اختتام اس کے فوت ہونے پر ہوا کرتا ہے۔ دیکھ لو! جتنے خطیب آئے، جتنے ادیب آئے، جتنے مقرر آئے۔ جتنے واعظ آئے، جتنے کائنات میں بڑے بڑے دانش ور آئے۔ سیاست دان اور سائنس دان آئے۔ عقل والے، شکل والے، ڈگریوں والے، ڈپلوموں اور اسناد والے آئے۔ دنیا میں بڑے بڑے مفکر آئے۔ ہر

ایک کی سیرت کا آغاز اس کے بچپن سے ہوتا ہے۔ اس کی سیرت کا اختتام اس کی وفات پر ہوا کرتا ہے۔

جہانوں کے پیر علیہ السلام کی باری آئی۔ شیماں رضی اللہ عنہا کے بھائی کی باری آئی۔ بدر منیر ﷺ کی باری آئی۔ اللہ پاک نے میرے نبی ﷺ کی سیرت کا آغاز بچپن سے نہیں کیا، بلکہ سیرت اور شان کا آغاز عالم ارواح سے کیا ہے اور آپ ﷺ کی شان اور عظمت کی انتہاء میدان محشر میں ہوگی۔

انبیاء علیہم السلام کو حکم الٰہی:

میرے مصطفیٰ ﷺ کی سیرت کا آغاز ہو رہا ہے۔ اللہ پاک نے عالم ارواح میں ایک سیرت کانفرنس کی ہے۔ جہاں صرف انبیاء علیہم السلام کو بلایا ہے۔ شان مصطفیٰ ﷺ کا جلسہ ہو رہا ہے۔ مقرر عرش والا خدا ہے۔ سننے والے تمام انبیاء علیہم السلام ہیں۔ صرف انبیاء علیہم السلام ہیں اور کوئی دوسرا انسان نہیں۔ اللہ پاک نے کانفرنس کی، شان مصطفیٰ ﷺ، سیرت مصطفیٰ ﷺ، عظمت مصطفیٰ ﷺ کانفرنس ہوئی۔ اللہ پاک فرماتے ہیں: اے میرے انبیاء علیہم السلام، اگر ایک آنے والا آ جائے۔ میں تمہیں نبوت دے دوں، شریعت دے دوں۔

تمہاری نبوت کے سکے چلتے ہوں، تمہاری شریعت کی مہریں چلتی ہوں۔ ثُمَّ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ۔ ایک آنے والا آ جائے۔ امام الانبیاء ﷺ آ جائے۔ خطیب الانبیاء ﷺ آ جائے۔ صدر العلیٰ ﷺ آ جائے۔ شمس الضحیٰ ﷺ آ جائے، مصدر مہر و وفا ﷺ آ جائے، سرچشمہ صبر و رضا ﷺ آ جائے، پوری کائنات کا سردار آ جائے، شیماں رضی اللہ عنہا کا ویر ﷺ آ جائے، بدر منیر ﷺ آ جائے۔ آنے والا آ جائے۔ تو تم نے کیا کرنا ہے؟ وہ آ جائے۔ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ۔ اے میرے انبیاء علیہم السلام میری بات دھیان سے سن لو! جب وہ آ جائے۔ وہ پہلوں کی تصدیق کریں تو تمہیں بھی ان کی تصدیق کرنا ہوگی۔ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ۔ "البتہ تمہیں ضرور ایمان لانا ہوگا۔" یہ "نون" ہے، ثقیلہ کا ہے۔ عربی گرائمر کی رو سے ثُمَّ پیچھے تراخی کے لیے آیا ہے۔ عربی گرائمر کی رو سے آتا

ہے۔ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ تم نے ان پر ضرور ایمان بھی لانا ہے اوران کی مدد بھی کرنی ہے۔

اپنی نبوت کے سکے نہیں چلانے، اپنی شریعت کی مہریں نہیں چلانیں، اپنا دین نہیں چلانا، بلکہ اللہ پاک فرماتے ہیں۔تم سب نے اپنی نبوت اور شریعت چھوڑ کر آمنہ کے لعل ﷺ کا تابعدار بن جانا ہے۔

اے لاہور والو! اگر نبی پاک ﷺ کے آنے کے بعد جناب آدم علیہ السلام کی نبوت نہیں چل سکتی، جناب نوح علیہ السلام کی نبوت نہیں چل سکتی، جناب موسیٰ اور جناب عیسیٰ علیہما السلام کی شریعت نہیں چل سکتی، جناب ابراہیم علیہ السلام اور جناب یوسف علیہ السلام کی شریعت نہیں چل سکتی، اگر تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت اور شریعت نہیں چل سکتی، مجھے بتاؤ نبی پاک ﷺ کے آنے کے بعد پھر آج کے امام کی فقہ کیسے چل سکتی ہے؟ سنو سنو!

یہ اقرار ہونے لگا ہے۔ قَالَ أَقْرَرْتُمْ۔ اے انبیاء علیہم السلام کیا تم اقرار کرتے ہو؟ قَالَ أَقْرَرْتُمْ۔ کیا تم اقرار کرتے ہو؟ اپنی نبوت چھوڑو گے؟ آگے سے انبیاء علیہم السلام کیا فرماتے ہیں؟

﴿قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ﴾ (آل عمران:۸۱)

مجھے تم آج پختہ وعدہ دو کہ نبی ﷺ کے آجانے کے بعد تم اپنی امامت نہیں چلاؤ گے۔ نبی ﷺ کے آجانے کے بعد تم اپنی نبوت اور شریعت نہیں چلاؤ گے۔

دوستو! جہاں نبی ﷺ موجود ہوں۔ نبی علیہ السلام آجائیں۔ وہاں انبیاء علیہم السلام کی امامت نہیں چل سکتی، مجھے بتاؤ، جہاں نبی پاک ﷺ حاضر ناظر ہوں۔ آج کے مولوی کی امامت وہاں کیسے چل سکتی ہے؟ بات کی سمجھ آرہی ہے؟

انبیاء علیہم السلام آگے سے کیا فرماتے ہیں؟ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا۔ اللہ جی! ہم نے وعدہ کرلیا ہے۔ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ۔ دیکھو اب وعدہ پورا ہونے لگا ہے۔ آگے اللہ پاک کیا فرماتے ہیں؟ اللہ پاک فرماتے ہیں۔ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ اللہ پاک فرماتے ہیں۔ جو اس وعدہ سے پھر گیا۔ وہ لوگ فاسقین میں سے ہوں

گے۔ جو بھی پھر گیا۔ دیکھ لو! پھر اللہ پاک نے وعدہ کی تکمیل کہاں کی ہے؟ اقصیٰ کی مسجد میں ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام موجود ہیں۔ تمام انبیاء علیہم السلام موجود ہیں۔ اذان ہو جاتی ہے۔ تکبیر ہو جاتی ہے۔ اللہ اکبر۔ اذان ہو گئی، تکبیر ہو گی۔

اب وہاں جناب آدم صفی اللہ علیہ السلام بھی موجود ہیں۔ جناب نوح نجی اللہ علیہ السلام بھی موجود ہیں۔ جناب موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام بھی موجود ہیں۔ جناب عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام بھی موجود ہیں، جناب ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام بھی موجود ہیں۔ جناب اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام بھی موجود ہیں۔ میں قربان جاؤں۔ تمام انبیاء علیہم السلام ہی موجود ہیں۔ مصلیٰ پر جناب آدم علیہ السلام کھڑے نہیں ہوئے۔

دیکھ لو! جہاں نبی پاک ﷺ موجود ہوں۔ وہاں کسی نبی علیہ السلام میں جرأت نہیں کہ مصلے پر کھڑا ہو جائے۔ جناب آدم علیہ السلام کھڑے نہیں ہوئے۔ جناب ابراہیم علیہ السلام کھڑے نہیں ہوئے۔ جناب اسماعیل علیہ السلام کھڑے نہیں ہوئے۔ جناب عیسیٰ علیہ السلام کھڑے نہیں ہوئے، جناب موسیٰ علیہ السلام کھڑے نہیں ہوئے۔ اب مصلیٰ پر کھڑے کون ہوئے ہیں؟ اللہ پاک کے حبیب محمد ﷺ کھڑے ہوئے ہیں۔

اوئے عرض کیتی جبرائیل علیہ السلام سوہنے نوں جا کے
چلو آقا ﷺ رب دا پیغام آ گیا ہے
سواری لئی در تے براق آ گیا ہے
واگاں پھڑن نوں غلام آ گیا ہے
جا اقصیٰ چہ پہنچے محمد ﷺ پیارے
کھڑے سن نبی انتظاری چہ سارے
تاں جبرائیل علیہ السلام نبیاں علیہ السلام نوں اعلان کیتا
صفاں ٹھیک کر لو! امام آ گیا ہے

وہ جو انبیاء علیہم السلام نے وعدہ کیا تھا۔ قالوا اقررنا۔ اس وعدہ کی تکمیل مسجد اقصیٰ میں ہوئی

ہے۔ اللہ پاک نے دیکھنا تھا۔ کون کون سے نبی اپنے وعدے پر پکے ہیں۔

دنیا کے لوگو! اللہ پاک نے کانفرنس کی ہے۔ اہل حدیث کا عقیدہ ہے، میرے مصطفیٰ ﷺ کی شان پسروری بیان نہیں کر سکتا۔ میری جماعت کا خطیب، ادیب، مقرر بیان نہیں کر سکتا۔ کوئی مقرر، علامہ بیان نہیں کر سکتا۔ کوئی بیان نہیں کر سکتا۔ مزہ تو تب ہے۔ شان مصطفیٰ ﷺ کی ہو اور بیان عرش والے خدا کا ہو۔

دعائے خلیل علیہ السلام:

جہانوں کے پیر ﷺ ابھی دنیا پر نہیں آئے، مگر آپ ﷺ کی عظمت کے چرچے پہلے ہی ہو رہے ہیں۔ دیکھ لو، یہ بھی عظمت ہے۔

جناب ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ بنا لیا ہے۔ پایۂ تکمیل تک پہنچ گیا ہے۔ عرش سے آواز آتی ہے۔ اے میرے خلیل علیہ السلام! مانگیں، آج کیا مانگتے ہو؟ جناب ابراہیم علیہ السلام کیا فرماتے ہیں؟ یا اللہ میں آپ سے ایک ہی بات کرنے لگا ہوں۔ یا اللہ میں نے گھر بنا دیا ہے۔ اب اس کا خطیب آپ عطا کر دیں۔

مسجد جتنی بڑی کیوں نہ ہو، آباد خطیب سے ہی ہوتی ہے۔ مسجد آباد ہوتی ہے، تو نمازیوں سے ہوتی ہے۔ مساجد آباد ہوتی ہیں تو قاریٔ القرآن سے ہوتی ہیں۔ کئی کم عقل آج کل کہتے ہیں۔ مساجد چوہدراہٹ سے آباد ہوتی ہیں۔ چوہدراہٹ سے آباد نہیں ہوتیں۔

مساجد سے پیار کا صلہ:

سیالکوٹ کے ایک حاجی نذیر صاحب رحمہ اللہ گزرے ہیں۔ انہوں نے آج سے کئی سال پہلے اکیلے ہی ایک کروڑ روپے لگا کر مسجد بنوائی۔ وہ مسجد سیالکوٹ میں آج بھی موجود ہے۔ کیسے وہ اللہ کے بندے تھے؟ پتہ نہیں کتنی ہی فیکٹریوں کے مالک تھے، مگر حالت کیا ہے؟ رات بارہ بجے کے بعد آ کر مسجد کی لیٹرینیں صاف کرتے۔ جب فوت ہوئے تو اس مسجد کے خادم نے بات سنائی۔ خادم کہتا ہے۔ میں حیران تھا کہ کون سا شخص ہے جو آ کر مسجد کی لیٹرینیں صاف کر کے چلا جاتا ہے۔

کہتا ہے: ایک رات میں نے صحن میں چارپائی بچھا دی۔ لائٹ بند کر دی، کہ آج دیکھوں گا، کون آتا ہے؟ کس کے پاس مسجد کی چابی ہے؟ کہتا ہے: میں نے دیکھا، مسجد کے باہر والے گیٹ کی لائٹ جل رہی تھی۔ حاجی نذیر صاحبؒ آئے۔ آ کر لیٹرینیں صاف کرنی شروع کر دیں۔

میں اٹھ کر آیا۔ میں نے کہا: حاجی صاحب! یہ کیا کر رہے ہو؟ کہنے لگے، میں ریڑھی پر ایک فروٹ بیچنے والا انسان تھا۔ مسجد کی لیٹرینیں صاف کرنے کی وجہ سے اللہ پاک نے مجھے کروڑوں کا مالک بنا دیا ہے۔ اللہ پاک مساجد کی دیکھ بھال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

یہ مسجد اللہ پاک کا گھر ہے۔ میں یہ بات گارنٹی کے ساتھ کہہ رہا ہوں۔ جو اللہ پاک کے گھر کی دیکھ بھال کرے گا۔ اللہ پاک اس کے گھر کی دیکھ بھال فرمائیں گے۔ مسجد کی صفائی تم کرو، مسجد میں جھاڑو تم دو، اللہ پاک فرماتے ہیں: تمہارے نامہ اعمال میں موجود گناہوں پر جھاڑو میں پھیر دوں گا۔ مسجد کی چاردیواری سے باہر اپنا غرور و تکبر چھوڑ کر آؤ۔ مساجد کو صاف کرنا بہت اونچا عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مساجد کی ذمہ داریاں احسن طریقے سے سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ آؤ میں بتا رہا تھا۔ بیت اللہ بن گیا ہے۔ جناب ابراہیم علیہ السلام نے پہلا خطیب مانگا ہے۔ فرماتے ہیں:

﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۝﴾

(البقرہ: ۱۲۹)

اور آگے سے کیا آواز آتی ہے؟

﴿يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ۝﴾ (الجمعہ: ۱)

اللہ پاک کو عزیز الحکیم جناب ابراہیم علیہ السلام نے کہا، یا اللہ تو غالب حکمت والا ہے۔ اللہ

پاک نے اپنا تعارف کروایا۔ کون عزیز الحکیم ہے؟ جو زمینوں اور آسمانوں کا مالک ہے۔ تمام تسبیحات اس کے لیے ہیں۔ عزیز الحکیم کون ہے؟

﴿هُوَ الَّذِىْ بَعَثَ فِى الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾ (الجمعہ: ۲)

فرمایا: آپ علیہ السلام کی یہ دعائیں بھی قبول ہو گئیں۔ دعائیں کیں۔ پھر قبولیت کا وقت کون سا تھا؟ جب جناب اسماعیل علیہ السلام کی گردن پر چھری رکھی، فرمایا: اے چھری چلتی کیوں نہیں ہو؟ چھری کہتی ہے: خلیل علیہ السلام! میں آپ کی مانوں کہ رب ذوالجلال کی مانوں؟ میرا کام تو کاٹنا ہے لیکن رب ذوالجلال نے منع فرما دیا ہے۔ یا اللہ کیوں منع کیا ہے؟ فرمایا: خلیل علیہ السلام! دعا خود کی ہے کہ اللہ ایک رسول ﷺ بھیج دو۔ اس رسول ﷺ کے بھیجنے کا انتخاب میں نے جناب اسماعیل علیہ السلام کی آل میں سے کیا ہے۔ اس لیے چھری نے نہیں کاٹا، کیونکہ جناب اسماعیل علیہ السلام کی پشت میں سے آمنہ کے لال ﷺ نے پیدا ہونا ہے۔

میرے مصطفیٰ ﷺ پھر آئے تو جناب اسماعیل علیہ السلام کی آل میں سے آئے۔ سبحان اللہ! نبی علیہ السلام نے دو دعائیں مانگی ہیں۔ ایک زم زم والا مانگا ہے اور ایک حوض کوثر والا مانگا ہے۔ دنیا میں زم زم پیو اور قیامت کو حوض کوثر ہو۔ سبحان اللہ! کائنات کی شفا اللہ پاک نے زم زم میں رکھی ہے اور جتنا مرضی پیو۔ اللہ ذوالجلال کی قسم ہے۔ اگر انسان کو بھوک لگی ہو، وہ زم زم پیے تو بھوک کا پتہ ہی نہیں چلتا۔ اللہ پاک ہمیں پلائے۔ آمین۔

اللہ مانن نوں جی کردا اے
ٹھنڈیاں ٹھنڈیاں ہواواں مدینے دیاں
سلام آکھاں اوناں گلیاں نوں
جناں چُمیا اے سوہنے دیاں تلیاں نوں

الْمُنْکَرِ۔ نبی ﷺ نیکی کی دعوت دیں گے اور برائی سے منع کریں گے۔ وَ یُحِلُّ لَھُمُ الطَّیِّبٰتِ۔ حلال کھلانے آئیں گے۔ وَ یَضَعُ عَنْھُمْ اِصْرَھُمْ وَ الْاَغْلٰلَ الَّتِیْ کَانَتْ عَلَیْھِمْ۔ شرک کر کر کے جو تمہارے سر پر گناہوں کی گھٹریاں بن گئی ہیں۔ بدعت کر کر کے، قبریں پوج پوج کر، چڑھاوے چڑھا چڑھا کر، دودھ کی سبیلیں لگا لگا کر، غیر اللہ کی قبروں پر سجود کر کر کے جو شرک اور گناہوں کے بوجھ تم پر پڑ گئے ہیں۔ وہ نبی ﷺ شرک کے بوجھ اتارنے آئیں گے، بدعت کے بوجھ اتارنے آئیں گے، خرافات کے بوجھ اتارنے آئیں گے۔ اپنوں اور اغیار کے دلوں میں محبت ڈالنے آئیں گے۔ جہنم کے راستے سے اتارنے آئیں گے۔ جنت کے راستے پر لگانے آئیں گے۔ حوض کوثر کا پانی پلانے آئیں گے۔ وہ نبی ﷺ آئیں گے۔ ابھی وہ نبی ﷺ نہیں آئے، مگر دھوم پہلے پڑی ہوئی ہے۔ شان پہلے ہی بیان ہو رہی ہے۔

اللہ پاک فرماتے ہیں۔ اے مومنین! لقد من اللّٰہ علی المومنین۔ میں نے اس بنجر اور خشک زمین پر آمنہ کا لعل ﷺ بھیج دیا۔ مومنین پر احسان کیا ہے۔

ک کن دی منزلاں اجے پہلیاں سن
جدوں میرے محمد ﷺ دی لوئی ہوئی سی
رب نے لکھ دتا ختم رسالتاں دا
مٹی آدم علیہ السلام دی جدوں اجے گوئی ہوئی سی
آیا پورے جہاں دا چن بن کے
جدی وچ بائبل پیش گوئی ہوئی سی
صمصامؒ زمین نوں بھاگ لگ گئے
جیہڑی مدتاں دی اَگے موئی ہوئی سی

لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ۔ میں نے احسان کیا ہے۔

یا اللہ آنکھیں عطا کی ہیں۔ احسان ہے۔ زبان عطا کی ہے۔ یہ بھی بہت بڑی نعمت

ہے۔ ہاتھ عطا کیے ہیں، بہت بڑی نعمت ہے۔ پاؤں عطا کیے ہیں۔ بہت بڑی نعمت ہیں۔ فرمایا: نہیں نہیں، یہ نعمتیں تو ایک طرف ہیں، مگر جو نعمت میں نے دی ہے۔ وہ کون سی ہے؟ فرمایا:

﴿وَ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا وَ كُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ۝﴾

(آل عمران: ۱۰۳)

وہ کون سی نعمت ہے؟ فرمایا: تم آپس میں دشمن تھے۔ میرے مصطفیٰ ﷺ نے آ کر تمہیں جہنم کے کنارے سے بچا کر جنت کے راستے پر ڈال دیا۔ کائنات کی تمام نعمتیں ایک طرف اور نعمت مصطفیٰ ﷺ ان سے بھی بڑھ کر ہے۔

اہل حدیث کا عقیدہ ہے۔ اہل حدیث کا مسلک ہے۔ کائنات کی نعمتیں مل جائیں، نعمت مصطفیٰ ﷺ کا مقابلہ نہیں کر سکتیں، نعمت بہت اونچی ہے۔

اوئے تاریاں دے بلدے ای چراغ تیرے واسطے
میویاں دے پکے ہوئے باغ تیرے واسطے
انب تیرے واسطے، انار تیرے واسطے
کیلا ہری چھال دا تیار تیرے واسطے
گھاس اتے پینڈی اے تریل تیرے واسطے
رات دیاں رانیاں تریل تیرے واسطے
مکھیاں بنادیاں نے شہد تیرے واسطے
بچی ہوئی مچھی دی مہمانی تیرے واسطے
صدا رہن والی آ جوانی تیرے واسطے
اوکی نمیں کیتا رب نے قبول تیرے واسطے
آمنہ دا لعل جیا رسول ﷺ تیرے واسطے

﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (آل عمران: ١٦٤)

جانور پیدا کیے تیری وفا کے واسطے
سرسبز کھیتیاں پیدا کیں تیری غذا کے واسطے
یہ سورج اور چاند ہیں تیری رضا کے واسطے
سارا جہاں تیرے لیے اور تو خدا کے واسطے

آمدِ مصطفیٰ ﷺ:

جہانوں کے پیر علیہ السلام دنیا میں تشریف لائے۔ لوگو! آپ ﷺ کے باپ کا نام عبداللہ ہے۔ میرے آقا علیہ السلام عرب میں آئے ہیں۔ عجم میں نہیں آئے۔ مکہ میں آئے، عجم کا معنی گونگا ہے۔ عرب کا معنی فصیح و بلیغ ہے۔ میرے آقا علیہ السلام نے عرب میں جنم لیا ہے۔

عرب کا سب سے اعلیٰ شہر جس کا نام مکہ ہے اور مکہ میں سب سے اونچا قبیلہ بنو ہاشم تھا۔ بنو ہاشم بہت اونچا خاندان تھا۔ لوگو! نبی ﷺ جو آخری آنے ہیں اور نبی ﷺ بھی اونچے آنے ہیں۔ قبیلے بھی اونچے کا انتخاب کیا ہے۔ خاندان بھی اونچے کا انتخاب کیا ہے۔

بنو ہاشم کسے کہا جاتا ہے؟ جو روٹی کے ٹکڑے بنا کر شوربے میں ڈال کر لوگوں کو کھلائے۔ بنو ہاشم کا معنی مہمان نواز ہے۔ قبیلہ بھی وہ جو مہمان نواز تھا۔ خاندان بھی وہ جو مہمان نواز ہے۔ قبیلہ کون سا ہے؟ جس کا نام قریش ہے۔ قریش قرش میں سے ہے۔ جس کا معنی عزم میں پختہ ہے اور جو نبی ﷺ بھیجے ہیں۔ وہ کائنات میں سب سے زیادہ عزم میں پختہ ہیں۔ اللہ اکبر کبیراً۔

دیکھ لو! ابھی میرے مصطفیٰ ﷺ دنیا پر نہیں آئے۔ اللہ پاک نے والد کا انتخاب کیا ہے۔ عبداللہ کے ایک بھائی کا نام عبدالعزیٰ تھا۔ ایک کا نام عبداللات تھا۔ عبدالمناط تھا۔ لیکن نبی پاک ﷺ کو عبدالعزیٰ کے گھر نہیں بھیجا، کیونکہ کل کو لوگ کہیں گے، بت والے انسان کے گھر آئے ہیں۔ یہ نہیں فرمایا کہ عبدالمناط کے گھر بھیج دوں۔ نہیں نہیں! اللہ پاک کا انتخاب دیکھیں! کتنا اونچا ہے؟ لوگ کہیں گے۔ عبدالمناط کا بیٹا ہے، یعنی بت کا بیٹا ہے۔ یہ

لوگ کہیں گے، مناط کے بندے کا بیٹا ہے۔ اللہ پاک نے انتخاب کیا۔ جن کا نام عبد اللہ تھا۔ لوگ قیامت تک کہیں گے، ان کے باپ کا نام عبد اللہ ہے یعنی جو ان کے باپ تھے۔ وہ اللہ کے بندے تھے۔ جن کو بھیجا ہے۔ یہ بھی اللہ کے ہی بندے بن کر آئے ہیں۔

دنیا کے لوگو! باپ کا نام عبد اللہ ہے۔ میں قربان جاؤں، پھر سیدہ آمنہ کی اور بھی بہنیں تھیں، لیکن سب سے پیارا نام آمنہ تھا۔ اللہ پاک نے اپنے نبی ﷺ کو سیدہ آمنہ کے گھر بھیجا۔ امن والی گود میں بھیج دیا۔ رحمۃ للعالمین ﷺ کے اندر قاضی سلیمان منصور پوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔ جنہوں نے عبودیت کے خون میں سے وجود پایا ہو۔ امن والی گود میں جنم لیا ہو۔ حلم والا دودھ پیا ہو۔ انہیں محمد ﷺ ہی کہا جا سکتا ہے۔ ماں کا نام آمنہ ہے، باپ کا نام عبد اللہ ہے۔

مشکوٰۃ میں روایت موجود ہے، سیدہ آمنہ فرماتی ہیں۔ اللہ پاک نے کئی بار خواب میں مجھے پہلے ہی بتا دیا۔ اے آمنہ! میں تمہیں بیٹا دینے لگا ہوں۔ جن کا نام میں نے عرش پر احمد ﷺ رکھ دیا ہے اور تم نے ان کا نام محمد ﷺ رکھنا ہے۔

ابرہہ کا بیت اللہ کو گرانا مقصد:

سردار عبد المطلب کعبۃ اللہ کے بہت بڑے متولی تھے۔ عبد المطلب کا معنی کعبہ کا متولی ہے۔ آقا علیہ السلام آئے تو پوری امت کے متولی بن کر آئے، سبحان اللہ، سبحان اللہ۔ دنیا کے لوگو! سردار عبد المطلب کے ساتھ مکہ سے باہر اسی سال ایک واقعہ پیش آیا ہے۔ جب ابرہہ اسی سال اپنی افواج لے کر کعبۃ اللہ پر چڑھائی کرنے آتا ہے۔ جس سال آقا علیہ السلام دنیا پر تشریف لائے۔ سردار عبد المطلب کو ابرہہ پیغام بھیجتا ہے۔ اپنے قاصد کے ہاتھ پیغام بھیجتا ہے کہ جو مکہ کا سردار ہے۔ اس کو جا کر کہہ دو ہم تو کعبۃ اللہ کو گرانے کے لیے آئے ہیں۔ ہم نے تو کعبہ کو مٹا کر جانا ہے۔ کوئی ہمارے درمیان مداخلت نہ کرے۔ سردار عبد المطلب کا دو سو اونٹ باہر چر رہا ہے۔ ابرہہ نے آکر سردار عبد المطلب کے اونٹوں کو گھیرے میں لے لیا۔ سردار عبد المطلب کو پتہ چلتا ہے۔ آپ آکر ابرہہ سے کہتے ہیں۔ اے ابرہہ! یہ اونٹ تو

میرے حوالے کر دو۔ ابرہہ کہتا ہے: سردار! میں تو تمہیں بہت اونچا آدمی سمجھتا تھا۔ بات تو تم نے اخیر کر دی ہے۔ تمہیں تو بیت اللہ کی کوئی فکر نہیں، تمہیں تو اپنے اونٹوں کی پڑی ہے۔ سردار عبدالمطلب نے جو جواب دیا۔ لاکھوں میں سونا بھی ہو تو حق ادا نہیں ہوتا۔ سردار عبدالمطلب فرماتے ہیں۔ ابرہہ اونٹوں کا مالک میں ہوں۔ بیت اللہ کا مالک آسمانوں والا اللہ ہے۔ میرے اونٹ میرے حوالے کر دو۔ بیت اللہ جانے اور بیت اللہ کا رب جانے۔ واپس آئے تو تمام مکہ والوں کو باہر نکال لیا۔ خود جا کر کعبۃ اللہ کا غلاف پکڑ لیتے ہیں، فرماتے ہیں: اے عرش والے! میں تیرے گھر کا دروازہ کھٹکا کر جا رہا ہوں، یا اللہ! اس بیت اللہ کی حفاظت کرنی ہے تو تو نے ہی کرنی ہے۔ یا اللہ دشمن آئے ہیں، اس کو بچانا ہے، تو تو نے ہی بچانا ہے۔ دروازہ کھٹکا کر خود جا کر پہاڑوں کے اوپر بیٹھ جاتے ہیں۔

ابرہہ آ رہا ہے۔ محمود نامی ہاتھی ہے۔ جس کے اوپر خود ابرہہ بیٹھا ہے۔ فوج ساتھ ہے۔ اللہ پاک فرماتے ہیں۔ اے ابابیلو! آج مجھے تمہاری ضرورت پڑ گئی ہے۔

اللہ پاک کام لینے پر آئیں تو ام معبد رضی اللہ عنہا کی بکری سے کام لے لیں۔

اللہ پاک کام لینے پر آئیں تو غار ثور کے دروازہ کی مکڑی سے کام لے لیں۔

اللہ پاک کام لینے پر آئیں تو شہد کی مکھیوں سے کام لے لیں۔

اللہ پاک کام لینے پر آئیں تو ابابیلوں سے کام لے لیں۔

یا اللہ حکم کیا ہے؟ فرمایا:

﴿أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ ۝ أَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيلٍ ۝ وَأَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا أَبَابِيلَ ۝﴾ (الفیل: ۱-۳)

فرمایا: اے ابابیلو! اپنی چونچوں اور پنجوں میں چھوٹی چھوٹی کنکریاں لے لو، وہ ان پر پھینک دو۔ یا اللہ! اتنے اتنے بڑے دیوہیکل ہاتھی ہیں۔ یا اللہ! بڑے بڑے جوان ہیں۔ ہماری چھوٹی چھوٹی کنکریاں کیا کریں گی؟ فرمایا: اے ابابیلو! تمہیں تو یہ کنکریاں لگتی ہیں مگر ان کنکریوں کو میں ایٹم بم بنا دوں گا، پھینکنا تمہارا کام ہے اور ایٹم بم بنانا میرا کام ہے۔ یہ

کنکریاں جہاں لگتی ہیں، ان کی زرہوں کو چیرتی ہوئی ان کے جسم میں گھستی جا رہی ہیں۔ لوگو! ہاتھی بھی غرق ہو گئے، لشکر بھی غرق ہو گیا۔ **اللّٰہ اکبر**

وادیٔ محسر ہے، جہاں جا کر تیز دوڑ کر حاجی گزرتے ہیں۔ وہاں پورا لشکر تباہ ہو جاتا ہے۔ اسی سال دیکھ لو! **تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ** اللہ پاک نے ان ہاتھیوں کی تکا بوٹی کر دی۔ اس لشکر کو تباہ و برباد کر دیا۔

اسی سال جہانوں کے پیر علیہ السلام دنیا پر جلوہ گر ہوتے ہیں۔ ایک کہنے والا سردار عبد المطلب سے کہہ رہا ہے، اے سردار عبد المطلب! آپ کو مبارک ہو۔ اللہ پاک نے آپ کے بیٹے کی خشک ٹہنیوں کو سرسبز کر دیا ہے۔ فرماتے ہیں۔ کیا ہوا ہے؟ یہ کہتا ہے: اللہ پاک نے آپ کے بیٹے عبد اللہ کے گھر ایک بیٹا پیدا کر دیا ہے۔ سردار عبد المطلب آتے ہیں۔ پوتے محمد ﷺ کو اپنے ہاتھوں پر اٹھا لیتے ہیں۔ آنکھوں میں سے چھم چھم آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔

ادھر سے ماں سیدہ آمنہ بھی رو رہی ہیں۔ یا اللہ! تیری قدرت اور حکمت کے کیا کہنے ہیں؟ یا اللہ! بیٹوں کو اپنے باپ سے محبت ہوا کرتی ہے۔ یا اللہ! میرا یہ بیٹا ابو کسے کہے گا؟ اس کے ابو کو تو تو نے چھ ماہ پہلے ہی بلا لیا ہے۔

یا اللہ! اگر بیٹا دینا ہی تھا تو اس کے ابو بھی کاش آج زندہ ہوتے۔ اس کو انگلی سے پکڑ کر بازاروں کی سیر کون کروائے گا؟ اس کو مکہ کی دوکانوں سے کھلونے کون لے کر دے گا؟ اے لوگو! سیدہ آمنہ زار و قطار رو رہی ہیں، آواز آتی ہے۔ اے آمنہ! تم اپنے بیٹے کے ابو کی باتیں کر رہی ہو۔ اگر اس کا کھیلنے کو دل کرے گا۔ میں آسمان کے ستارے اور چاند کھلونے بنا دوں گا۔ اس کا سیر کرنے کو دل کرے گا، تم مکہ کے بازاروں کی بات کرتی ہو، میں اس کو سات آسمانوں کی سیر بھی کروا دوں گا۔

یا اللہ! پھر باپ کو پہلے کیوں بلوا لیا ہے؟ فرمایا: آمنہ! جب بچہ بولنے لگتا ہے۔ ابو ابو کہتا ہے۔ میں نے اس لیے بلایا ہے۔ اس کو بچپن میں ہی اللہ اللہ کہنے کی عادت پڑ جائے۔ جب یہ بچہ بڑا ہو کر بدر میں جائے گا، تو کس ابو کو آواز دے گا؟ احد میں کس باپ کو آواز دے گا؟

جب شعب ابی طالب میں جائے گا، تو کس ابو کو آواز دے گا؟ میں نے اس لیے اس کے باپ کو بلا لیا ہے۔ بچپن میں ہی اسے احد احد پکارنے کی عادات پڑ جائیں۔ پکارنا اس کا کام ہے، اس کی یتیمی کو سہارے دینا میرا کام ہے۔

سردار عبد المطلب نے اس طرح اپنے پوتے کو اٹھایا ہے اور کعبۃ اللہ کا طواف کروا رہے ہیں۔

دیکھو! کتنی عقل ہے؟ سینس ہے؟ سمجھداری ہے؟ آج کل کسی کو بیٹا ملے وہ قبر کا طواف کروا رہا ہے۔ علی ہجویری رحمہ اللہ کی قبر کا طواف کروا رہا ہے۔ نام پیراں دتہ رکھتے ہیں، دیا اللہ پاک نے ہے۔ نام پیراں دتہ رکھتے ہیں، اگر مر جائے تو کہتے ہیں۔ اللہ کی مرضی ہے۔ اب بھی کہو، پیروں کی مرضی ہے؟

سردار عبد المطلب پوتے کو اٹھا کر کعبۃ اللہ کا طواف کروا رہے ہیں۔ گھر آئے، فرمایا: آمنہ! اس کا نام کیا رکھنا چاہیے؟ سیدہ آمنہ فرماتی ہیں، بار بار میرے لب پر ایک ہی نام آ رہا ہے، ان کا نام محمد ﷺ رکھنا چاہیے۔ سیرت کی کتب میں موجود ہے۔ سیدہ آمنہ اپنی زبان سے خود یہ بات کہہ رہی ہیں، کہ میری آنکھ نے اس طرح کا پیارا نہیں دیکھا۔ سردار عبد المطلب بھی فرماتے ہیں، میری آنکھ نے اس طرح کا پیارا نہیں دیکھا۔ لوگو! پھر میں کیوں نہ کہہ دوں۔

سیّدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا کی قسمت:

دائیاں لینے کے لیے آئیں۔ سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا لینے آئیں۔ دوسری دائیاں مکہ میں سے امیروں کے بچے لے کر چلی گئیں۔ آپ ﷺ کو یتیم سمجھ کر چھوڑ گئیں۔

پتہ ہے؟ کوئی یتیم ہو جائے تو اسے اپنے بھی پاس نہیں بیٹھنے دیتے، بچہ یتیم ہو جائے تو اسے اپنے بھی ٹھوکریں مارتے ہیں۔ اللہ پاک یتیموں سے محبت نصیب فرمائے۔ آمین۔

جہانوں کے پیر علیہ السلام آئے یتیم ہیں مگر بن در یتیم گئے ہیں۔ دائیاں آ کر چلی گئیں۔ سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا کی اونٹنی کمزور ہے۔ آہستہ آہستہ پیچھے آ رہی ہیں۔ مکہ میں داخل ہوئیں۔ پتہ

کیا کہ کوئی بچہ رہ گیا ہے کہ نہیں؟ بس ایک ہی رہ گیا ہے مگر وہ یتیم ہے۔ اے حلیمہ رضی اللہ عنہا! تیری قسمت کے کیا کہنے ہیں؟ جو میرے مصطفیٰ ﷺ کو چھوڑ کر گئیں۔ ان کے نام کا کسی کو کوئی پتہ ہی نہیں اور جس نے یتیم کو اٹھا کر اپنے سینے سے لگا لیا۔ اللہ پاک نے قیامت تک حلیمہ حلیمہ رضی اللہ عنہا کروادی۔

چھوٹے سے بچے سے بھی پوچھیں۔ نبی پاک ﷺ کی دائی کا کیا نام ہے؟ وہ بھی بتائے گا کہ حلیمہ رضی اللہ عنہا ہے۔

سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا اپنے خاوند سے فرماتی ہیں۔ اے اللہ والے! ایک ہی بچہ رہ گیا ہے، مگر وہ یتیم ہے۔ اس کے گھر والے کیا دیں گے؟ خاوند کہنے لگا، اب خالی کیا جانا ہے؟ یہی بچہ لے آؤ۔ سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ جب میں لے کر آنے لگی تو سیدہ آمنہ کی آنکھوں میں سے آنسو آ گئے۔ فرماتی کیا ہیں؟

جدوں سوہنے نوں لے کے حلیمہ رضی اللہ عنہا ٹری
دل تے ہتھ رکھ کے سوہنے دی ماں آکھدی اے
نی حلیمہ رضی اللہ عنہا توں لے جائیں میرے لعل نوں
اک پل دی پل مینوں کھڈا لین دے
ایدھے ہاسے دا بدلہ اتارن لئی
ہار ہنجواں دا مینوں بنا لین دے
نی حلیمہ رضی اللہ عنہا توں آندی تے جاندی روّیں
مینوں سوہنے دا مکھڑا دکھاندی روّیں

لے کر چل پڑیں۔ جو اونٹنی آتے وقت آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی تھی۔ وہ اب تیز گام بن گئی ہے۔ ابھی نبی پاک ﷺ کی ذات اونٹنی پر سوار ہوئی ہے۔ جس اونٹنی پر نبی پاک ﷺ سوار ہوں وہ تیز گام بن جائے تو جس سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے کندھوں پر نبی پاک ﷺ سوار ہوں۔ ان کی عظمت کے کیا کہنے ہیں؟ سبحان اللہ!

آگے سے دائیاں کیا کہتی ہیں؟ کہتی ہیں۔ اے حلیمہ رضی اللہ عنہا! سواری بدلی ہے؟ سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ سواری وہی ہے۔ سوار بدل گیا ہے۔

اے کون آیا جدے آیاں بہاراں مسکرا پیاں
کھلے نے پھل تے کلیاں ہزاراں مسکرا پیاں
بڑی خوش بخت سی اوڈا چی سواری کملی والے دی
نبی ﷺ ہتھ جدوں پھڑیاں مہاراں مسکرا پیاں

پھر میں نہ کہہ دوں؟

ازل توں سکدیاں سن جیڑیاں قربت دی لذت نوں
قدم رکھیا نبی ﷺ سوہنے تے غاراں مسکرا پیاں
کھڑے سن منتظر سارے نبی اقصیٰ دی مسجد وچ
امام الانبیاء علیہ السلام آئے قطاراں مسکرا پیاں

دائیاں سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا سے کیا کہتی ہیں؟

نی کہڑی دنیا دی دولت چھپائی جانی ایں
کانوں ایڈی تیز ڈاچی نوں دوڑائی جانی ایں

سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا کیا فرماتی ہیں؟

نی جنوں چھڈ آیاں سو یتیم جان کے
میں تے لب لیا۔ اے دلاں دا حکیم جان کے
اس حکیم نوں میں ڈاچی تے بٹھائی جانی آں
ہادی جگاں دا میں ڈاچی تے بٹھائی جانی آں
تایوں ایڈی تیز ڈاچی نوں دوڑائی جانی آں
جدی کوئی نہ مثال بے مثال لبھیا
مینوں آمنہ دی گودی وچوں لعل لبھیا

اس لعل نوں میں جھولی وچ پائی جانی آں

تایوں ایڈی تیز ڈاچی نوں دوڑائی جانی آں

جس بستی میں میرے مصطفیٰ ﷺ گئے، پوری بستی کی بکریوں کے تھنوں میں سے دودھ ملتا ہی نہیں، سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے دودھ ختم ہوتا ہی نہیں۔ سبحان اللہ

اس لیے میرے بھائیو! میرے مصطفیٰ ﷺ کی زندگی پاک ہے، بے داغ ہے، آپ ﷺ ساری کائنات کے لیے بہترین نمونہ ہیں۔ اللہ پاک نبی پاک ﷺ کی سیرت طیبہ رضی اللہ عنہا پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ



اطاعت رسول ﷺ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا﴾

(النسا : ۵۹)

((وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَنْ اَحَبَّ سُنَّتِيْ فَقَدْ اَحَبَّنِيْ وَمَنْ اَحَبَّنِيْ كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةَ))

حمد وثناء:

سامعین محترم! ہمہ قسم کی حمد و ثنا تمام قسم کی تعریفات، تمجیدات تسبیحات، تہلیلات، اکائی، تنہائی، یکتائی، کبریائی اللہ مالک العلام کے لیے ہے۔ جو پوری کائنات کا خالق ہے، مالک ہے۔ رازق ہے۔ داتا ہے، گنج بخش ہے، رنج بخش ہے۔ لجپال ہے، غریب نواز ہے۔ غوث اعظم ہے۔ کائنات کے ذرے ذرے کا دستگیر ہے۔ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ہے۔ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ہے۔ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ہے۔ اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ جس کی ذات، صفات، کمالات میں کوئی شریک نہیں، ازل سے اکیلا ہے۔ ابد تک اکیلا رہے گا۔ قیامت کے دن اس اکیلے حکمران کی حکمرانی ہوگی۔

درود وسلام:

درود وسلام امام الحرمین، سید الثقلین، امام المرسلین، رحمۃ للعالمین، پوری کائنات کے

سردار جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس کے لیے ہوں۔

آیت مبارکہ کا مفہوم:

صاحبو اور ساتھیو! اللہ پاک کے پاک قرآن میں سے میں نے ایک آیت مبارکہ کو تلاوت کیا ہے، بغیر کسی تمہید کے میں اپنی بات کو آپ احباب کے سامنے بیان کرنا چاہتا ہوں۔ ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا﴾ اے ایمان کا دعویٰ کرنے والو! ﴿أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ﴾ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو۔ فرماں برداری کرو ﴿فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ﴾ کیس معاملہ میں تمہارا آپس میں اختلاف ہو جاتا ہے، جھگڑا ہو جاتا ہے۔ اس معاملے کو، اس بات کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف لوٹا دو۔ ﴿فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ﴾ آگے اللہ پاک نے یہ بات تم سے فرمائی ہے۔ اگر ایمان رکھتے ہو۔ اگر تم آخرت کے دن پر ایمان لائے ہو اور اللہ پاک کی ذات پر ایمان لائے ہو تو پھر کوئی بھی معاملہ دین کے معاملات میں ہے۔ اس کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف لوٹا دو۔ اس مسئلہ کو، اس بات کو، اس اختلاف کو قرآن و حدیث کی کسوٹی پر رکھ کر غور کرو۔ جس بات کی گواہی اللہ پاک کا قرآن دے۔ محمد ﷺ کی سچی زبان دے، اس بات کو مان لو، باقی سب ٹھکرا دو۔ یہ مومن کی نشانی ہے۔ یہ نبی پاک ﷺ کے امتی ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ امتی کون ہے؟ جس کا دن بھی گزرتا ہے تو اللہ پاک کے رسول ﷺ کی اطاعت میں گزرتا ہے، جس کی رات بھی گزرتی ہے تو اللہ پاک کے رسول ﷺ کی فرماں برداری اور خدمت گزاری میں گزرتی ہے۔ وہ کوئی بھی ایسا قدم نہیں اٹھاتا جس پر اس کا رب خفا ہو جائے۔ اس کا نبی ﷺ خفا ہو جائے۔ اس کی پوری زندگی شریعت کے مطابق اور دین کے مطابق گزرتی ہے۔

قرآن نے ہمیں ایک بہت ہی اچھا اسٹیج دیا ہے۔ وہ اسٹیج کیا ہے؟ ایک رب تعالیٰ کا قرآن ہے۔ ایک محمد ﷺ کی سچی زبان ہے۔

یہ نہیں فرمایا کہ فَرُدُّوْهُ اِلٰی اَبِیْ حَنِیْفَةَ۔ فَرُدُّوْهُ اِلٰی مَالِكْ بْنِ اَنَسٍ۔ فَرُدُّوْهُ اِلٰی اَحْمَدَ رَضَا قرآن نے یہ نہیں فرمایا کہ اگر کسی بات میں اختلاف ہو جائے تو اس بات کو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی طرف لوٹا دو یا احمد رضا کی طرف لوٹا دو یا امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی طرف لوٹا دو یا کسی خطیب مولوی کی طرف لوٹا دو۔ نہیں بلکہ لوٹانا کس کی طرف ہے؟ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف لوٹانا ہے اور پھر وہ مسئلہ خود بخود حل ہو جائے گا۔

رحلتِ مصطفیٰ ﷺ اور اختلافاتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم:

آقا علیہ السلام کے جانے کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اختلاف نہیں ہوئے؟ سب سے پہلا اختلاف یہ تھا۔ اختلاف کیا ہوا؟

جہانوں کے پیر، رب کے حبیب ﷺ دنیا سے رحلت فرما جاتے ہیں۔ آقا علیہ السلام کے وزیر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ میان میں سے تلوار نکال لیتے ہیں، فرماتے ہیں لوگو! جس نے یہ بات کہی کہ آقا علیہ السلام دنیا سے فوت ہو گئے ہیں۔ اس کا سر عمر رضی اللہ عنہ اپنی تلوار سے قلم کر دے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں۔ نبی پاک ﷺ دنیا سے فوت ہو گئے ہیں۔

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ احد پہاڑ کی طرف جا رہے ہیں۔ ایک چرواہا وہاں بکریاں چرا رہا ہے۔ کبھی وہ چرواہا نیچے گرتا ہے، کبھی کھڑا ہوتا ہے۔ ساتھ اونچی اونچی روئے جا رہا ہے۔ سیدنا ابو ابکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کیا بات ہے؟ یہ کہتا ہے: اے ابو بکر رضی اللہ عنہ! مجھے کوئی بیماری وغیرہ نہیں۔ مگر آج پوری زندگی کی بیماریاں لگ گئی ہیں۔ جس کی دوائی کسی بھی حکیم کی دوکان سے نہیں ملے گی۔ فرماتے ہیں: وہ کون سی بیماری ہے؟ یہ کہتا ہے: اے ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ رضی اللہ عنہ کو پتہ نہیں آج ہم یتیم ہو گئے ہیں۔ جہانوں کے پیر ﷺ آج دنیا سے رحلت فرما گئے ہیں۔

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پتہ چلتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ مسجد نبوی ﷺ کی طرف واپس آتے ہیں۔ حجرہ امی جی سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف جاتے ہیں۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نبی پاک ﷺ کی چارپائی کے پاس بیٹھ کر رو رہی ہیں۔ میرے مصطفیٰ ﷺ کی پیاری بیٹی

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی رو رہی ہیں۔ آقا علیہ السلام کے دونوں نواسے سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما بھی رو رہے ہیں۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آگے آئے۔ دھاری دار چادر میرے مصطفیٰ ﷺ کے جسم پر دی گئی ہے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خود وہ چادر اٹھائی۔ آپ ﷺ کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ ساتھ فرماتے ہیں۔ محبوب ﷺ! ایک ہی موت تھی جو آپ ﷺ کو آج آ گئی ہے۔ آج کے بعد کبھی آپ ﷺ کو موت نہیں آئے گی۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسجد نبوی ﷺ کی طرف آتے ہیں۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے میان سے تلوار نکالی ہے، فرماتے ہیں:

اے لوگو! آج کوئی یہ نہ کہے کہ نبی پاک ﷺ دنیا سے فوت ہو گئے ہیں۔ یہ پہلا اختلاف جو میرے مصطفیٰ ﷺ کے جانے کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ہوا ہے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسجد نبوی ﷺ کے منبر پر چڑھ جاتے ہیں۔ ایک خطبہ ارشاد فرماتے ہیں۔ فرماتے ہیں: مَـنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ اے دنیا کے لوگو جو محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا۔ اس کا رب تو فوت ہو گیا ہے۔ آج کے بعد وہ محمد ﷺ کی عبادت نہیں کرے گا۔ جو عبادت کرتا ہے۔ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَإِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ جو اللہ پاک کی عبادت کرتا ہے۔ اس کا رب زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا۔ اس کو کبھی موت نہیں آئے گی۔

ساتھ ہی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ قرآن پاک کی اس آیت کو تلاوت کرتے ہیں۔

﴿وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ۝﴾ (آل عمران: ١٤٤)

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ساتھ ہی یہ آیت تلاوت فرمائی۔ فرمایا لوگو! نہیں محمد ﷺ مگر اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ تحقیق جو ان سے پہلے رسول

آئے وہ گزر چکے ہیں۔ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰی اَعْقَابِکُمْ۔ اگر یہ محمد ﷺ اپنی طبعی موت فوت ہو جائیں یا کسی جنگ میں شہید کر دیے جائیں۔ اِنْقَلَبْتُمْ عَلٰی اَعْقَابِکُمْ ۔ اے لوگو کیا تم اپنی ایڑھیوں سے پھر جاؤ گے؟ وَمَنْ یَّنْقَلِبْ عَلٰی عَقِبَیْهِ. جس نے اپنی ایڑھیوں سے پھرنا ہے۔ جس نے اپنے ایمان سے پھرنا ہے۔ مراد کیا ہے؟ جس نے کہنا ہے کہ نبی پاک ﷺ زندہ ہیں۔ آقا علیہ السلام زندہ ہیں۔ جس نے پھرنا ہے۔ اس نے نقصان کرنا ہے تو اپنا ہی کرنا ہے۔ وَسَیَجْزِی اللّٰهُ الشّٰکِرِیْنَ۔

دیکھو اب قرآن سامنے آیا۔ حدیث آئی تو تمام اختلاف مٹ گئے۔ جو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ تلوار نکالے پھرتے تھے۔ انہوں نے اپنی تلوار میان میں ڈال دی۔ یقین ہو گیا کہ جہانوں کے پیر علیہ السلام دنیا سے فوت ہو گئے ہیں۔ یہ ایمان والوں کی نشانی ہے۔ ان کو مومن کہا جاتا ہے۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس ایک آدمی آیا۔ دو تین آدمی آ کر مسئلہ پوچھنے لگے۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ نبی پاک ﷺ نے اس طرح فرمایا ہے۔ وہ آگے سے پتہ ہے کیا کہتے ہیں؟ عبد اللہ رضی اللہ عنہ بات آپ رضی اللہ عنہ کی بھی ٹھیک ہے مگر سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا اس بارہ میں یہ قول ہے۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ اس طرح آگے ہاتھ کیا۔ فرمایا تم کتنے نامعقول ہو، کتنے تم احمق ہو۔ میں تمہیں نبی پاک ﷺ کی حدیث پیش کر رہا ہوں اور تم سیدنا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے قول پیش کر رہے ہو۔

بات کی سمجھ آ رہی ہے؟ ہم ان کو احادیث پیش کرتے ہیں۔ جہاں سیدنا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کا قول نہیں چلتا۔ وہاں آج کے امام کا قول کس طرح چلتا ہے؟ مجھے اس کا جواب دو۔

نبی پاک ﷺ کے بارہ میں اختلاف ہوا کہ آقا علیہ السلام دنیا سے نہیں گئے، لیکن جب قرآن و حدیث سامنے آئے۔ تلواریں میان میں داخل ہو گئیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سر جھک گئے۔

دوسرا اختلاف یہ ہوا کہ نبی پاک ﷺ کو غسل دینا ہے تو کپڑے اتار کر دینا ہے۔ پھر

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے۔ فرمایا: میں نے نبی پاک ﷺ سے اپنے کانوں سے سنا تھا کہ انبیاء علیہم السلام کے کپڑے اتار کر غسل نہیں دیتے بلکہ کپڑوں سمیت ہی دیتے ہیں۔

تیسرا اختلاف یہ ہوا۔ یہ میں چھوٹی چھوٹی باتیں بتا رہا ہوں۔ یہ جو تیسرا اختلاف ہوا۔ یہ بہت بڑا اختلاف تھا۔ فارس کے صحابی رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: ہم نے نبی پاک ﷺ کو فارس میں لے جا کر دفن کرنا ہے۔ حبشہ والے کہنے لگے، ہم نے حبشہ میں دفن کرنا ہے۔ روم والے کہنے لگے روم میں دفن کرنا ہے۔ مکہ والوں نے کہا: آقا علیہ السلام مکہ میں پیدا ہوئے۔ اس لیے مکہ میں دفن کرنا چاہیے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تلواریں نبی پاک ﷺ کو دفن کرنے کی وجہ سے نکل پڑیں، کوئی کہتا، کہاں دفن کرنا ہے۔ کوئی کہتا، فلاں ملک میں دفن کرنا ہے۔ اپنے اپنے ملک کی طرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تلواریں میان سے باہر آ گئیں۔۔

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔ اے صحابہ رضی اللہ عنہم میں نے نبی پاک ﷺ سے یہ حدیث اپنے کانوں سے سنی تھی۔ انبیاء علیہم السلام جہاں فوت ہوتے ہیں۔ وہاں ہی دفن ہوتے ہیں۔ جب یہ حدیث سامنے آئی، اختلاف مٹ گیا۔ حدیث سامنے آئی، موت کا اختلاف بھی مٹ گیا۔ حدیث سامنے آئی، غسل دینے کا اختلاف بھی مٹ گیا۔ دنیا کے لوگو! میری بات کرنے کا مقصد یہ ہے۔ اختلافات تو ہوتے ہی رہتے ہیں۔ یہ تو کوئی بڑی بات نہیں لیکن اس اختلاف کا حل کیا ہے؟

فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ۔ اسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف لوٹا دو۔ ایمان والوں کی نشانی یہی ہے۔ آؤ قرآن سن لو! اللہ میں تیرے قرآن پر لاکھوں بار قربان جاؤں۔

سورت نور ہے۔ اللہ پاک فرماتے ہیں۔ اے میرے پیارے محبوب ﷺ اعلان فرما دیں:

﴿اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَمَنْ

يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ۝﴾

(النور: ۵۱)

ترجمہ: سن لو! فرمایا: اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ۔ جب ایمان والے مومنین کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف بلایا جاتا ہے۔ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ۔ تاکہ تمہارے درمیان جو اختلاف ہو گیا ہے۔ اس میں فیصلہ کیا جائے اور آگے سے جو ایمان والے ہیں۔ مومن ہیں۔ وہ کہتے ہیں: اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا ۔ ہم نے سن بھی لیا ہے۔ وَاَطَعْنَا ، اور ہم نے اپنے نبی ﷺ کی اطاعت بھی کر لی ہے۔ فرمایا: وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۔ میرے محبوب ﷺ! فرما دیں۔ جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرنے والے ہیں۔ یہی لوگ کامیاب ہیں۔ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۔ جس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کر لی، وَيَخْشَ اللّٰهَ ۔ اور اللہ سے ڈر گیا۔ وَيَتَّقْهِ ۔ اور متقی بن گیا۔ تقویٰ اختیار کیا۔ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ۔ اللہ پاک فرماتے ہیں: یہی لوگ کامیاب ہیں۔

آگے بھی سن لو!

وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا نبی پاک ﷺ کی اطاعت کرو ہدایت پا جاؤ گے۔

اطاعت کس کی کرنی ہے؟ نبی پاک ﷺ کی کرنی ہے۔ تَهْتَدُوْا تو ہدایت پا جاؤ گے۔ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ۔ آگے سن لو! جب تم اطاعت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی کرو گے:

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۝﴾

(النور: ۵۵)

اللہ پاک فرماتے ہیں۔ اگر نبی ﷺ کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پا جاؤ گے۔ کامیاب ہو جاؤ گے۔

صرف بات یہاں ہی نہیں بلکہ نبی ﷺ کی اطاعت تم کر لو، تمہاری خلافت کا کلہ زمین میں گاڑ دوں گا۔ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ۔ اس کا ترجمہ میں کر رہا ہوں کہ تمہاری خلافت کے کلے میں ٹھونک دوں گا۔ پنجابی کا ٹھوس ترجمہ ہے۔ نبی پاک ﷺ کی فرماں برداری تم کرو۔ نبی پاک ﷺ کا کہنا تم مانو، فرمایا:

﴿وَمَآ اٰتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾

(الحشر:۷)

''جو تمہارے رسول ﷺ! تمہیں دیتے ہیں، اسے پکڑ لو، جہاں سے منع کرتے ہیں۔ وہاں سے رک جاؤ''

یہ اسلام ہے۔

یہ نہ کہو کہ ٹھیک ہے۔ نبی پاک ﷺ کی حدیث اپنی جگہ ہے، مگر ہمارے امام نے یوں فرمایا ہے۔ کہتے ہیں: امام کی بات تو نہیں نا چھوڑی جا سکتی۔ کلمہ نبی پاک ﷺ کا پڑھا ہے کہ امام کا پڑھا ہے؟ اے ظالم کلمہ نبی پاک ﷺ کا پڑھتے ہو اور بات آئمہ کی مانتے ہو۔ اس پاکستان میں اگر کلمہ نبی پاک ﷺ کا ہے۔ ذات بھی پھر مصطفیٰ ﷺ کی ہے۔ کلمہ مصطفیٰ ﷺ کا ہے۔ بات بھی مصطفیٰ ﷺ کی ہے۔ کسی دوسرے کی بات نہیں مانی جائے گی۔ اس کا نام اسلام نہیں، اس کو مومن نہیں کہتے۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ۔ اللہ پاک اپنی ذات کی قسم اٹھا کر فرماتے ہیں: اے لوگو! وہ انسان پکا بے ایمان ہے، جس نے میرے مصطفیٰ ﷺ کی بات کو تسلیم نہیں کیا۔ چاہے وہ بات نہ ماننے والا اہل حدیث ہی کیوں نہ ہو۔ بریلوی ہو، دیو بندی ہو، شیعہ ہو، کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتا ہو۔ اگر وہ نبی پاک ﷺ کی بات تسلیم نہیں کرتا پھر پکا بے ایمان ہے۔

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ

لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا﴾ (النساء: ٦٥)

کہیں اللہ پاک فرماتے ہیں:

﴿وَ مَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الْهُدٰی وَ یَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰی وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَآءَتْ مَصِیْرًا﴾

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَی اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ یَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًا﴾ (النسا: ۱۱۵)

یہ قرآن ہے۔ وہ مرد بھی مومن نہیں، وہ عورت بھی مومنہ نہیں، جس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فیصلے کو ٹھکرا دیا۔ لوگو! وہ انسان گمراہ ہو گیا ہے۔ اللہ پاک فرماتے ہیں۔ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰی ۔ جو میرے نبی ﷺ کی بات کو چھوڑ دیتا ہے۔ پھر وہ جس طرف چاہتا ہے۔ میں اسے اس طرف ہی پھیر دیتا ہوں۔ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰی وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَآءَتْ مَصِیْرًا اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

آؤ میرے دوستو! آیا کہ جو ہم کام کر رہے ہیں۔ ان میں محمد ﷺ کی پیروی موجود ہے؟ اسلام میں ان کا وجود ملتا ہے؟ لوگوں کو من گھڑت احادیث سنا کر بخاری کے حوالے دے کر لوگوں کو بدعات پر راغب کرنا جو بات نبی پاک ﷺ سے ثابت نہیں وہ بات نبی پاک ﷺ پر فٹ کر دینی، یہ کتنا بڑا جرم ہے؟ میں اس کی دلیل تم احباب کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ میں ایک حدیث پڑھ رہا تھا۔ جہانوں کے پیر ﷺ کی ایک حدیث میری آنکھوں کے سامنے آئی۔ جو موقعہ کے مطابق بالکل فٹ ہے۔ کون سی حدیث ہے؟

قربِ قیامت:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَكُوْنُ فِى اٰخِرَ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ))

''قیامت کے قریب بڑے بڑے دجال ہوں گے۔ بڑے بڑے کذاب مولوی ہوں گے۔''

کذاب آئیں گے، کہیں گے: ہم امت کے خطیب ہیں۔ ہم نبی پاک ﷺ کے دین کا پرچار کرنے والے ہیں۔ آقا عَلَیْہِ السَّلَام فرماتے ہیں: دجال بھی ہوں گے، کذاب بھی ہوں گے، کیا کریں گے؟ يَأْتُوْنَكُمْ مِنْ اَحَادِيْثَ۔ من گھڑت احادیث لائیں گے۔

یہ جس طرح پچھلے جمعہ میں ایک رقعہ ملا ہے۔ میں نے ابھی تک وہ سنبھال کر رکھا ہے۔ لکھا ہے۔ کچھ حضرات یہ بیان کرتے ہیں کہ ابولہب کو جہنم میں انگلی کے ذریعے شہد یا دودھ اور جنت کا چشمہ ہے۔ جس سے اس کو ہر سوموار کو سیراب کیا جاتا ہے، کیوں؟ کہ جس انگلی سے اس نے اپنی لونڈی ثویبہ کو آزاد کیا تھا۔ اس انگلی میں سے دودھ آتا ہے۔ میں نے کہا: وہ انگلی تو نہ ہوئی، پیر کلاں کی بوری بھینس ہوئی۔ قرآن نے کہا ہے: تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ○ اے ابولہب! تمہارے دونوں ہی ہاتھ ٹوٹ جائیں۔ کیا انگلی ہاتھوں سے باہر ہے؟ یہ حوالہ بخاری کا ہے۔ سبحان اللہ، کیسی بات ہے؟ میں اللہ پاک کے فضل سے آٹھ سال مدرسہ میں پڑھا ہوں۔ پورا سال میں نے بخاری اپنے اساتذہ کے سامنے گھٹنے ٹیک کر پڑھی ہے اور انشاء اللہ، انشاء اللہ میں یہ بات دعویٰ سے کہتا ہوں، بلکہ یقین سے کہہ رہا ہوں۔ لوگو! یہ قرآن میرے ہاتھ میں ہے۔ میں منبر پر باوضو بیٹھا ہوں۔ آج نہیں، کل نہیں، سال نہیں، دو سال نہیں، دس سال تک کوئی دنیا کا ملاں اگر یہ حدیث ابولہب کی انگلی سے دودھ پینے والی دکھا دے۔ رب کبریا کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں۔ دس لاکھ روپے میں ذاتی اپنی جیب سے دینے کے لیے تیار ہوں۔ مسلک بھی چھوڑ دوں گا۔ منبر بھی چھوڑوں گا۔ مصلہ بھی چھوڑوں گا۔

من گھڑت احادیث بیان کرتے ہیں۔ دکھ صرف اس بات کا ہے کہ یا اللہ کیسا زمانہ ہے؟ تیرا آسمان کیوں نہیں پھٹتا؟ زمین کیوں نہیں پھٹتی؟ کہ تیرے نبی ﷺ کی ذات پر من

گھڑت جھوٹی احادیث پیش کی جا رہی ہیں۔

تم نے بخاری کا حوالہ دیا ہے۔ جاؤ، بخاری چھوڑ کر مسلم میں دکھا دو۔ ابو داؤد میں دکھا دو۔ نسائی میں دکھا دو۔ ترمذی میں دکھا دو، ابن ماجہ میں دکھا دو، مشکوٰۃ میں دکھا دو۔ جاؤ صحاح ستہ کی کسی حدیث میں سے دکھا دو۔ ضعیف ہی دکھا دو۔

تجھے اماں ملی تو کہاں ملی تیرے جرم خانہ خراب کو

اس لیے یہ باتیں تو آپ ﷺ نے ساڑھے چودہ سو سال پہلے بیان فرما دی ہیں۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں: يَأْتُوْنَكُمْ مِنْ اَحَادِيْثَ۔ من گھڑت احادیث لائیں گے۔ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا۔ وہ احادیث تم نے پہلے کبھی نہیں سنی ہوں گی۔

دیکھو! میرے مسلک کی کیسی ترجمانی ہے؟

فرمایا: اَنْتُمْ وَلَا اٰبَآئُكُمْ۔ تمہاری تو دور کی بات ہے۔ تمہارے پہلوں نے بھی نہیں سنی ہوں گی۔ فَاِيَّاكُمْ وَاِيَّاهُمْ۔ خود بھی من گھڑت احادیث سے بچنا اور اپنے آباؤ اجداد کو بھی بچانا۔ لَا يُضِلُّوْنَكُمْ وَلَا يُفْتِنُوْنَكُمْ۔ وہ جھوٹی احادیث سن کر گمراہ نہ ہو جانا۔ فتنوں میں نہ پڑ جانا۔ یہ مسلم کی حدیث ہے۔ اب میں آگے ایک اور حدیث پڑھنے لگا ہوں۔

فرمایا:

((لَيَأْتِيَنَّ عَلٰى أُمَّتِيْ كَمَا اَتٰى عَلٰى بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ حَتّٰى اِنْ كَانَ مِنْهُمْ مَنْ اَتٰى اُمَّهٗ عَلَانِيَةً لَكَانَ فِيْ أُمَّتِيْ مَنْ يَفْعَلُ ذَالِكَ فَاِنَّ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ تَفَرَّقَتْ ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ مِلَّةً وَتَتَفَرَّقَتْ أُمَّتِيْ عَلٰى ثَلَاثٍ وَّسَبْعِيْنَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ اِلَّا مِلَّةً وَّاحِدَةً قَالَ مَنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَا اَنَا عَلَيْهِ وَ اَصْحَابِيْ))

ترجمہ سن لو!

جہانوں کے پیر، رب کے حبیب علیہ السلام فرماتے ہیں: میری امت پر ایک ایسا وقت آئے

گا کہ بنی اسرائیل کے ساتھ پہلے لوگوں سے مل جائیں گے۔ جس طرح پہلے لوگ بنی اسرائیل والے گزرے۔ اسی طرح کے فعل کام ان کے ہو جائیں گے، کیسے؟ جس طرح ایک جوتے کا پاؤں دوسرے جوتے کے پاؤں سے ملا ہوتا ہے۔ اس طرح یہ آپس میں مل جائیں گے۔

ملے ہیں کہ نہیں؟

عیسائیوں نے جناب عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا دن منایا کہ نہیں؟

مسلمانوں نے نبی پاک ﷺ کی وفات کا دن منایا ہے کہ نہیں؟

انہوں نے بھی نئے کپڑے پہنے، انہوں نے بھی نئے کپڑے پہنے، انہوں نے گرجے سجائے، انہوں نے مساجد سجائیں۔ انہوں نے بھی گلیاں سجائیں، انہوں نے بھی گلیاں سجائیں۔ انہوں نے بھی کہا، جناب عیسیٰ علیہ السلام حاضر و ناظر ہیں۔ انہوں نے بھی کہا: نبی پاک ﷺ حاضر ناظر ہیں۔ انہوں نے کہا: جناب عیسیٰ علیہ السلام مشکل کشا ہیں۔ انہوں نے کہا: نبی پاک ﷺ مشکل کشاء ہیں۔ میں کوئی بات ناجائز نہیں کر رہا۔

یعنی اس طرح مل جائیں گے۔ جس طرح دونوں جوتے آپس میں مل جاتے ہیں۔ حَتّٰی اِنْ کَانَ مِنْهُمْ مَنْ اَتٰی اُمَّهٗ عَلَانِیَةً۔ اے لوگو! وہ بھی لوگ اپنی ماؤں سے بدکاریاں کرتے تھے۔ لَکَانَ فِیْ اُمَّتِیْ مَنْ یَصْنَعُ۔ میری امت کے لوگ بھی اپنی ماؤں سے اعلانیہ بدکاری کریں گے۔

اب اس کی دو تین توجیہات ہیں۔ پہلی کیا ہے؟

آقا علیہ السلام فرماتے ہیں۔ جو آدمی سود کھاتا ہے۔ سودی کاروبار کرتا ہے۔ وہ اس طرح کا ہے۔ جس طرح اس نے اپنی ماں سے سات بار برائی کی ہے۔

اب کون ہے؟ جس نے بینک میں مکان پلس کروا کر قرضے نہیں لیے؟ یا گاڑیاں نہیں نکالتے؟

شاہ زور ڈالے نکال لیے۔ اقساط پر نکال لیے۔ یہ سودی کاروبار نہیں؟ بعض کہتے ہیں کہ جائز ہے۔ وہ اس شرط پر کہتے ہیں کہ جو تم ایک ماہ بعد قسط دیتے ہو۔ وہ لیٹ بھی کوئی پانچ

دس دن ہو جائے تو اس پر جرمانہ نہ ہو اور بینک تو جرمانہ کے بغیر دیتا ہی نہیں۔ پھر سود کو حلال کرنے کے کئی طریقے نکالے گئے ہیں۔

یہ جو بیمہ پالیسی والے ہیں۔ تمہارے پاکستان کا سو میں سے نوے فیصد نہیں بلکہ پچانوے فیصد کاروبار ایسا ہے۔ جو سود پر ہے۔ ٹوٹلی نظام سود پر ہے۔ اب بینکوں نے شرح بھی بڑھا دی ہے۔

جو آدمی سود کھاتا ہے، لیتا ہے، سودی کاروبار کرتا ہے۔ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ کرتا ہے۔

یاد رکھو! حلال کے پیسوں میں ایک روپیہ بھی حرام آ گیا تو تمہاری کمائی ضائع ہو جائے گی۔ وہ تمہارا حلال کا روپیہ بھی بہا کر لے جائے گا، اور حقیقت میں بھی اخبارات میں آتا ہے۔ کئی بار پڑھتے ہیں کہ بعض بیٹوں نے اپنی ماؤں سے برائیاں کیں۔ اخبارات میں میں نے پڑھا ہے۔

آقا علیہ السلام فرماتے ہیں۔ پہلے لوگ بھی اس طرح کرتے رہے لیکن بات کیا ہے؟ وَاِنَّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ تَفَرَّقَتْ ثِنْتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ مِلَّۃً ۔ اے دنیا کے لوگو! بنی اسرائیل کے بہتر فرقے ہو گئے اور میری امت کے بھی بہتر فرقے ہو جائیں گے۔ کُلُّھُمْ فِی النَّار۔ تمام کے تمام جہنمی ہوں گے۔ اے لوگو! وہ دعوے تو بڑے کریں گے۔ ہم اسلام پر ہیں۔ عیسائی بھی کہیں گے۔ ہم اسلام پر ہیں۔ یہودی بھی کہیں گے۔ ہم اسلام پر ہیں۔ حدیث کے منکر بھی کہیں گے، ہم اسلام پر ہیں۔ مشرک بھی کہیں گے، ہم اسلام پر ہیں۔ بدعتی بھی کہیں گے، ہم اسلام پر ہیں۔ قرآن کے منکر بھی کہیں گے، ہم اسلام پر ہیں۔ رضا خانی بھی کہیں گے، ہم اسلام پر ہیں۔ مرزائی بھی کہیں گے، ہم اسلام پر ہیں۔ حنفی بھی کہیں گے، ہم اسلام پر ہیں۔ محبوب ﷺ فرماتے ہیں: ان سب کے دعوے سچے نہیں ہوں گے۔ محبوب ﷺ پھر وہ کون سا گروہ ہوگا جو جنتی ہوگا۔ فرمایا: مَا اَنَا عَلَیْہِ وَ اَصْحَابِیْ۔ جس پر میں اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں۔

آؤاب کوئی لڑائی نہیں، کوئی جھگڑا نہیں، کسی کی گریا زاری نہیں۔

اللہ میری توبہ! بتاؤ، آمنہ کے لعل ﷺ نے کس نبی علیہ السلام کی قبر کا طواف کیا ہے؟ یا نبی پاک ﷺ نے اپنی تریسٹھ سالہ زندگی میں یہ عید میلاد النبی ﷺ کا جلوس مدینہ کے بازاروں میں نکالا ہے؟ حکم دیا ہے؟ چلو تریسٹھ سالہ زندگی رہنے دو۔ نبوت والی تیئس سالہ زندگی سامنے رکھو۔ آگے آ جاؤ۔

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خلافت کا حلف اٹھانے کے بعد نبی پاک ﷺ کی قبر پر پھولوں کی چادریں چڑھائی ہیں؟

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے میرے مصطفیٰ ﷺ کی قبر کا طواف کیا ہے؟

سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے کیا ہے؟

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کسی قبر پر جا کر عرس اور میلے کروائے ہیں؟

کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے پکی قبر بنائی ہے؟

کسی قبر کے اوپر گنبد بنایا ہے؟

کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے قل، چالیسواں، ساتواں کیا ہے؟

مَا اَنَا عَلَیْهِ وَ اَصْحَابِیْ .

جاؤ میں اس بات کا اعلان کرتا ہوں۔ آمنہ کے لعل ﷺ سے، سیّدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما سے، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے، عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے، خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین سے، بدر اور احد والوں سے، مکہ اور مدینہ والوں سے، یہ خرافات اور بدعات ثابت تم کر دو۔ رب کبریا کی قسم ہے۔ اگلی بارہ ربیع الاول کو سب سے آگے گدھا ہوگا تو یوسف پسروری کا ہوگا۔ آؤ ہم سے آج ہی فیصلہ کر لو۔ اس کا نام اسلام ہے۔

جاؤ مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ میں چلے جاؤ۔ کوئی بھی قبر پکی دکھا دو۔ اس دماغ کو حاضر کرو، آیا یہ کام نبی پاک ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے کیے ہیں؟

مَا اَنَا عَلَیْهِ وَ اَصْحَابِیْ۔

ایک حدیث اور سن لو! آ قا علیہ السلام فرماتے ہیں: عَنِ الْعِرْبَاضِ ابْنِ سَارِیَةَ قَالَ فَوَاعَظَنَا مَوْعِظَةً بَلِیْغَةً۔ جہانوں کے پیر علیہ السلام نے بڑا المباوعظ فرمایا۔ ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُیُوْنُ۔ آنکھیں برس پڑیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں۔ ہم رونے لگ پڑے۔ وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْبُ۔ ہمارے دل دہل گئے۔ کانپ گئے۔ قَالَ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ اے اللہ کے رسول ﷺ۔ کَاَنَّهَا مَوْعِظَةٌ مُوَدِّعٌ ۔ میرے آ قا علیہ السلام کا خطبہ سنا تو کہنے والے کہتے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ! فَمَاذَا تَعْهَدُ عَلَیْنَا۔ ہمیں کسی بات کی وصیت ہی فرمادیں۔ آ قا علیہ السلام فرماتے ہیں۔ قَالَ اُوْصِیْكُمْ بِتَقْوَی اللّٰهِ۔ میں تمہیں اللہ پاک سے ڈرنے کی تلقین کرتا ہوں، نصیحت کرتا ہوں۔ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ۔ اور جوتم سنو اس کی فرماں برداری کرنا یعنی قرآن وحدیث کی تابعداری کرتے رہنا، وَاِنْ تَاَمَّرَ عَلَیْكُمْ عَبْدٌ حَبْشِیٌّ۔ اگر کوئی حبشی غلام تم پر امیر بنا دیا جائے۔ تم نے اس کی بھی تابعداری کرنی ہے۔ فَاِنَّهٗ مَنْ یَعِشْ مِنْكُمْ فَیَرَی اخْتِلَافًا كَثِیْرًا۔ میرے بعد عنقریب میرے صحابہ رضی اللہ عنہم تم بہت سے اختلافات دیکھو گے۔ بہت سارے فتنے دیکھو گے، لیکن تم نے کیا کرنا ہے؟ جب اختلاف بہت زیادہ ہو جائیں۔ بدعات بہت زیادہ آ جائیں۔ خرافات بہت زیادہ ہو جائیں۔ فَعَلَیْكُمْ بِسُنَّتِیْ وَ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَهْدِیِّیْنَ۔ جب بدعات ہی بدعات ہوں۔ خرافات ہی خرافات ہوں۔ پھر میری سنت اور میرے خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی سنت کو مضبوطی سے پکڑ لینا۔

آگے حدیث کے الفاظ ہیں: وَعَضُّوْا عَلَیْهَا بِالنَّوَاجِذِ۔ جس طرح داڑھوں میں کسی چیز کو مضبوطی سے پکڑتے ہیں۔ فرمایا: جب بدعات عام ہو جائیں تو میری سنت کو اس طرح پکڑنا جس طرح دانتوں میں کسی چیز کو مضبوطی سے پکڑ لیتے ہیں۔ میری ہی سنت نہیں، میرے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی سنت کو بھی مضبوطی سے تھام لینا۔ آگے آ قا علیہ السلام فرماتے ہیں۔ وَاِیَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ۔ بدعات سے بچتے رہنا۔ كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ

ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ۔ ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم کا گڑھا ہے۔
آؤ نہ آؤ آگے چلیں۔

بدعت حسنہ:

اب کچھ مولوی کہتے ہیں۔ ٹھیک ہے اگر ہم میلاد مناتے ہیں تو یہ بدعت حسنہ ہے۔ بدعت بھی ہے اور حسنہ بھی ہے۔

نالے سپ نالے اڑنا

آؤ! میں حوالہ دوں۔ کتاب السنہ۔ حوالہ نوٹ کرو۔ حضرت علامہ مروزی رحمہ اللہ کی، صفحہ نمبر انتیس، حدیث نمبر بیاسی، اَلْمَدْخَلُ اِلٰی سُنَنِ الْکُبْرٰی اَلْبَیْهَقِیُّ، صفحہ نمبر ایک سو اناسی جلد نمبر ایک، حدیث نمبر ایک سو اکانوے، شرح اصول استشہاد اھل السنۃ امام طبری کی، صفحہ نمبر بانوے، جلد نمبر ایک، حدیث نمبر ایک سو چھبیس ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَاِنْ رَاٰی اَنَّهٗ حَسَنَةٌ۔ مجھے لوگوں پر حیرانی آتی ہے۔ جس کو اللہ پاک کے رسول ﷺ نے بتایا ہے کہ ہر بدعت گمراہی ہے۔ ہر بدعت گند ہے۔ اس کو لوگ کہتے ہیں، حسنہ ہے۔ مجھے ان لوگوں پر حیرانی ہے، جو بدعت کو حسنہ کہتے ہیں۔

ساتھ نبی پاک ﷺ کی سنت میں بدعات کی ملاوٹ کرنا اور ساتھ کہنا کہ نبی پاک ﷺ کی پیدائش کی خوشی شیطان کو نہیں ہوئی، باقی سب کو ہوئی ہے۔ نبی ﷺ کی میلاد شیطان نہیں مناتا۔ اللہ میری توبہ۔

بدعتی نامراد:

میں نے کہا، نہ نہ یہ جو بدعتی ہے۔ جہانوں کے پیر علیہ السلام فرماتے ہیں۔ حدیث سن لو! لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ لِصَاحِبِ بِدْعَةٍ صَوْمًا وَلَا صَلَاةً وَلَا صَدَقَةً وَلَا حَجًّا وَلَا عُمْرَةً وَلَا جِهَادًا وَلَا سَرْفًا وَلَا عَدْلًا يَخْرُجُ مِنَ الْاِسْلَامِ كَمَا تَخْرُجُ الشَّعْرَةُ مِنَ الْعَجِينِ۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں۔ جو بدعتی انسان ہے۔ اس کا کوئی روزہ قبول نہیں، کوئی نماز

قبول نہیں، کوئی صدقہ قبول نہیں، کوئی حج، عمرہ، جہاد قبول نہیں۔ فرمایا: بلکہ بدعتی کو اسلام سے اس طرح نکالا جاتا ہے، جس طرح گوندھے ہوئے آٹے میں سے آسانی سے بال کو کھینچ لیتے ہیں۔

میلاد کی ابتدا:

اس میلاد کا وجود کہاں ہے؟ بتاؤ؟ یہ میلاد منانے والا ایک بادشاہ تھا۔ وہ لعنتی بادشاہ عجم کا تھا۔ اس نے سب سے پہلے میلاد منائی۔ میلاد کا ہیرو تھا۔ وَيَعْمَلُ صُوْفِيَاءَ يُسْرِفُ وَيَسْمَعُ مِنَ الظُّهْرِ اِلَى الْفَجْرِ كَانَ يَسْرِفُ عَلَى الْمَوْلَدِ فِىْ كُلِّ سَنَةٍ ثَلَاثَ مِائَةِ اَلْفَيْى دِيْنَارٍ۔ اے لوگو! صوفیوں کے لیے فجر سے ظہر تک محفل سماع برپا کرتا تھا اور یہ بادشاہ محفل میلاد پر تیس لاکھ درہم یا تیس لاکھ دینار خرچ کرتا تھا۔ جس میں یہ بادشاہ اپنی کمائی میں سے خرچ کرتا تھا اور سب سے پہلے ابن دحیہ کلبی کذاب تھا۔ جو اس وقت کا ملاں تھا۔ جس نے اس بادشاہ کی بدعت کی تائید کی تھی اور اس کو بہت زیادہ انعام ملا۔

تین سو صدی تک میلاد کا وجود کوئی نہیں تھا۔ ان کے اپنے مصنّفین نے یہ بات لکھی ہے۔ حکیم الامت مفتی احمد یار گجراتی لکھتا ہے۔ جَاءَ الْحَقّ صفحہ نمبر دو سو چھبیس، جلد نمبر ایک ہے۔ کہتا ہے۔ قَالَ السَّخَاوِىُّ لَمْ يَفْعَلْهُ اَحَدٌ مِّنَ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى ثُمَّ اُحْدِثَ بَعْدَهٗ۔ اے لوگو! تمہارا مفتی احمد یار نعیمی کہتا ہے کہ تین سو صدی تک آمنہ کے لعل ﷺ کی پیدائش کا جو جلوس ہے۔ تین سو صدی تک اس کا وجود کہیں سے بھی نہیں ملتا اور مولوی غلام رسول سعیدی نے اپنی شرح صحیح مسلم، صفحہ نمبر ایک سو اناسی، جلد نمبر تین پر لکھا ہے: کہ سلف صالحین یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین اور تابعین نے محفل میلاد منعقد نہیں کی، بالکل بجا ہے۔

اب اشرف جلالی نام سنا ہے؟ اشرف آصف جلالی، اس نے ایک کتاب لکھی ہے۔ غائبانہ نماز جنازہ جائز نہیں، یہ کہتے ہیں کہ میلاد کا جلوس منع دکھاؤ۔ کہتے ہیں کہ نہیں؟ تم اگر نہیں کرتے ہو تو ہمیں منع دکھاؤ۔ اشرف جلالی صاحب کہتے ہیں۔ منع تو تب ہوتا کہ جب نبی پاک ﷺ کے دور میں اس کا ثبوت ہوتا۔ نبی پاک ﷺ کے دور میں یہ کام کیا ہی نہیں گیا

تو منع کس نے کرنا تھا؟ بات کی سمجھ آ رہی ہے کہ نہیں؟ نبی پاک ﷺ کی پیدائش کا دن بارہ ربیع الاول تو نہیں، یہ تو کسی نے بھی نہیں کہا کہ بارہ ربیع الاول نبی پاک ﷺ کی پیدائش کا دن ہے۔ جاؤ، فتاویٰ رضویہ، جلد نمبر چوبیس، صفحہ نمبر چار سو اٹھائیس پر مولوی احمد رضا خاں بریلوی لکھتا ہے کہ نبی پاک ﷺ کی پیدائش آٹھ ربیع الاول کو ہوئی ہے۔ چلو ہماری نہ تسلیم کرو۔ اپنے ہی کی تسلیم کرلو۔

پھر اس نے ملفوظات میں یہ بھی لکھا ہے کہ پہلے ٹائم پیدا ہوئے ہیں اور دوسرے ٹائم بارہ کو فوت ہوئے ہیں۔

پہلے یہ بارہ وفات ہی مناتے تھے۔ لکھا ہے۔ پہلے ٹائم پیدا ہوئے اور دوسرے ٹائم فوت ہوئے۔ اب اپنی ایمانداری سے بتاؤ۔ جس دن دو باتیں خوشی اور غمی دونوں اکٹھی ہو جائیں تو لوگ خوشی کو ترجیح دیتے ہیں کہ غمی کو دیتے ہیں؟ انہوں نے خوشی کو ترجیح دی ہے۔

ظالم مجھے یہ بتاؤ! قیامت کے دن نبی پاک ﷺ کی بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کیا منہ دکھاؤ گے؟

آقا علیہ السلام نے تو فرمایا تھا: فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِّنِّیْ۔ لوگو! فاطمہ رضی اللہ عنہا! میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔ وَمَنْ اٰذَاهَا فَقَدْ اٰذَانِیْ۔ جس نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دکھ دیا اس نے مجھے دکھ دیا۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جس دن دیواروں سے لگ کر روئی ہیں۔ تم اس دن مساجد سجاتے ہو۔ سانڈوں کو سجاتے ہو۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ اے انس رضی اللہ عنہ! تمہارا دل کس طرح کیا کہ اتنے خوب صورت چہرے پر مٹی ڈال دی؟ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا پتہ ہمیں بھی نہیں چلا، ہمارے بس میں بھی کچھ نہیں رہا۔

دنیا کے لوگو! صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَائِبُ لَوْ اَنَّهَا
صُبَّتْ عَلَی الْاَیَّامِ صِرْنَ لَیَالِیَا

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ اگر میرے آج کے دکھ دنوں پر پڑ جائیں تو دن بھی

راتیں بن جائیں۔

کوئی میلاد النبی ﷺ کا وجود تو ثابت کرو۔ یہ بدعت ہے۔

لوگو یہی دن آپ ﷺ کی زندگی میں تریسٹھ بار آیا ہے۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں تین بار آیا ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی زندگی میں دس بار آیا ہے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں بارہ بار آیا ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں چھ بار آیا ہے۔ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں بیس بار آیا ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی زندگی میں ستر بار آیا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کی زندگی میں چون بار آیا ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ کی زندگی میں چھیاسی بار آیا ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی زندگی میں تہتر بار آیا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کی زندگی میں باسٹھ بار آیا ہے۔ امام مسلم رحمہ اللہ کی زندگی میں پچپن بار آیا ہے۔ امام ابو داؤد رحمہ اللہ کی زندگی میں تہتر بار آیا ہے۔ امام ترمذیؒ کی زندگی میں تہتر بار آیا ہے۔ امام نسائی رحمہ اللہ کی زندگی میں اٹھاسی بار آیا ہے۔ شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ کی زندگی میں اکانوے بار آیا ہے۔

کسی امام نے یہ دن منایا ہو یا منانے کا حکم دیا ہو۔ تم بتا دو، عمل ہم کر لیں گے۔ جاؤ چلو فرض کرتا ہوں۔ صرف ایک منٹ کے لیے تمہارے لیے سہولت ہے۔

چلو جن کے نام کی گیارہویں کھاتے ہو۔ ان کی زندگی میں اکانوے بار دن آیا ہے۔ انہوں نے غنیۃ الطالبین میں اگر منانے کا حکم دیا ہے تو ہمیں دکھاؤ۔

پیر عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ یوم عاشورہ کی وجہ تسمیہ لکھتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَالْعَاشِرُ وُلِدَ نَبِيُّنَا۔ یوم عاشورہ کو دس محرم کو اس لیے دس کہا جاتا ہے۔ اس دن نبی پاک ﷺ پیدا ہوئے ہیں۔ یہ پیر عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ نے غنیۃ الطالبین دو سو اکیس دو سو بائیس صفحہ نمبر پر طبع نفیس اکیڈمی کراچی کی چھپی ہے۔ جو میرے پاس غنیۃ الطالبین ہے۔ اس میں لکھتے ہیں۔ آقا علیہ السلام دس محرم کو پیدا ہوئے ہیں۔

اب بتاؤ؟ بات کی سمجھ آ رہی ہے کہ نہیں؟

یہ ایک عیاش بادشاہ تھا۔ مظفر الدین کوکپوری، سب سے پہلے اس بدعت کو ایجاد اس نے کیا ہے۔اس کے بعد یہ بدعت پاکستان میں آئی۔ پاکستان میں مولویوں نے بارہ وفات منائی۔

اہل حدیثوں نے للکارا تو انہوں نے بارہ پیدائش کر دی۔ ساتھ پھر آہستہ آہستہ عید بھی ہوگئی۔اس بار بناوٹی کعبۃ اللہ بنا کر اس کا طواف کیا گیا ہے۔

چوک کا نام کیا ہے؟ میلاد چوک ہے۔یعنی اس چوک میں نبی پاک ﷺ پیدا ہوئے ہیں۔اللہ میری توبہ۔

اللہ پاک ان لوگوں کو ہدایت نصیب فرمائے۔آمین

اللہ پاک ہمیں صحیح معنوں میں نبی پاک ﷺ کی سنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ



ہجرتِ رسول ﷺ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

﴿وَ اِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْکَ اَوْ یَقْتُلُوْکَ اَوْ یُخْرِجُوْکَ وَیَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُ اللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ○﴾ (الانفال: ۳۰)

حمد و ثناء:

سامعین محترم! ہمہ قسم کی حمد و ثناء، تمام قسم کی تعریفات، تمجیدات، تسبیحات، تہلیلات، اکائی، تنہائی، یکتائی، کبریائی اللہ مالک العلام کے لیے ہے۔

جو پوری کائنات کا خالق، مالک، رازق، داتا، گنج بخش، رنج بخش، لجپال، غریب نواز، غوث اعظم اور کائنات کے ذرے ذرے کا دستگیر ہے۔

عَلٰی کُلِّ شَیءٍ قَدِیْرٌ ہے۔ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ ہے۔ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ہے۔ اِنَّ رَبِّیْ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ وَھُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ذُوالْعَرْشِ الْمَجِیْدُ ہے۔

جس کی ذات، صفات، کمالات میں کوئی شریک نہیں، ازل سے اکیلا ہے، ابد تک اکیلا رہے گا۔ قیامت کے دن اس اکیلے حکمران کی حکمرانی ہو گی۔

درود و سلام:

درود و سلام امام الانبیاء، خطیب الانبیاء، خاتم الانبیاء، صدر العلیٰ، شمس الضحا، مصدر مہر و وفا، سرچشمہ صبر و رضاء، منبع رشد و ھدیٰ، والئی بطحاء، امام الحرمین، سید الثقلین، امام المرسلین، رحمۃ للعالمین، پوری کائنات کے سردار جناب محمد ﷺ کی ذات اقدس کے لیے ہوں۔

صاحبو اور ساتھیو!

آج کا یہ مبارک اور مقدس خطبہ جمعہ جس کا عنوان ہجرت رسول ﷺ ہے۔

کفار مکہ کا ظلم:

آمنہ کے لعل ﷺ، پوری کائنات کے سردار جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے مکہ کی صعوبتیں، مکہ کی پریشانیاں، مکہ میں آپ ﷺ نے یہ دکھ اور مصائب تریپن سال برداشت کیے۔

کوئی ایسا ظلم نہیں جو نبی پاک ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور صحابیات رضی اللہ عنہا پر نہ کیا گیا ہو۔کوئی ایسا دکھ نہیں جو دکھ میرے محبوب ﷺ کو نہ پہنچایا گیا ہو۔

ان مصائب اور دکھوں کی ایک لمبی داستان ہے۔

کہیں میرے مصطفیٰ ﷺ کو جیل میں بند کیا جا رہا ہے۔

کہیں نبی پاک ﷺ کے پروانوں کو سولی پر لٹکایا جا رہا ہے۔

کہیں نبی پاک ﷺ کے یاروں کے ٹکڑے کیے جا رہے ہیں۔

کہیں نبی پاک ﷺ پر گندی آنت اور گلے میں کپڑا ڈال کر بل دیے جا رہے ہیں۔

کہیں میرے مصطفیٰ ﷺ کو پتھر مارے جا رہے ہیں۔

کہیں میرے مصطفیٰ ﷺ کو مجنوں، دیوانہ اور پاگل کہا جا رہا ہے۔

معاذ اللہ!

کہیں میرے پیغمبر ﷺ کو بیٹوں کی وجہ سے دکھ دیے جا رہے ہیں، آقا علیہ السلام کی بیٹیوں کو طلاقیں دی جا رہی ہیں۔

اتنے دکھ ہیں کہ جمعہ کا وقت یہ دکھ بیان کرتے ہی گزر جائے۔آقا علیہ السلام پریشان ہیں۔

آقا علیہ السلام کو نبوت ملے ابھی تیرہ سال گزرے ہیں۔

ان کے دیے گئے مصائب، پریشانیاں میرے مصطفیٰ ﷺ کے دل پر اتنی گراں گزریں کہ آقا علیہ السلام کی پریشانی دیکھ کر آسمان کے رب کو جلال آ گیا۔

محبوب ﷺ اب ان میں رہنا، آپ ﷺ کے بس کی بات نہیں۔اب میں اللہ کہہ

رہا ہوں۔ آپ ﷺ مکہ چھوڑ دیں۔

یارو جس بستی میں انسان نے جنم لیا ہو۔ اس مٹی سے بھی انسان کو بہت زیادہ محبت ہوا کرتی ہے۔

پھر مکہ کوئی عام بستی تو نہیں، جہاں میرے مصطفیٰ ﷺ کا بچپن گزرا ہے۔ جن گلیوں میں میرے مصطفیٰ ﷺ چلتے پھرتے رہے، جن گلیوں میں میرے مصطفیٰ ﷺ نے اپنا بچپن اور لڑکپن گزارا ہے۔

پھر مکہ مکہ ہی ہے۔

وہاں بیت اللہ اللہ پاک کا گھر بھی موجود ہے۔

جب اللہ پاک نے حکم دیا کہ مکہ چھوڑ دیں اور مدینہ چلے جائیں، ادھر دارالندوہ میں دس گیارہ خبیث بیٹھے ہیں، کہتے ہیں: یار ہم نے اتنے زیادہ دکھ دیے ہیں، بہت زیادہ محمد ﷺ کو پریشانیاں پہنچائی ہیں لیکن محمد ﷺ کا دین بڑھتا ہی جا رہا ہے۔ کم نہیں ہو رہا۔ محمد ﷺ کے پروانے دن بہ دن بڑھتے ہی جا رہے ہیں۔ ہم جتنا دباتے ہیں، یہ اتنا ہی ابھرتا جا رہا ہے۔

اب کیا کرنا چاہیے؟

سازش کفار مکہ:

یہ اب میٹنگ ہونے لگی ہے۔ پارلیمنٹ ہاؤس میں ایک ابوجہل بن ہشام ہے۔ ایک حکم بن عاص ہے۔ ایک عقبہ بن ابی معیط ہے۔ ایک نضر بن حارث ہے۔ امیہ بن خلف ہے۔ ضمعہ بن اسود ہے۔ طعیمہ بن عدی ہے۔ ابولہب ہے۔ ابی بن خلف ہے۔ ایک نبیہ ابن حجاج ہے۔ ایک اس کا بھائی منبع بن حجاج ہے۔

یہ مکہ کے گیارہ سردار ہیں، جو دارالندوہ میں بیٹھ گئے، کہنے لگے یار اس طرح کرو کہ محمد ﷺ کو مکہ سے نکال دو۔ ان میں شیطان بھی لمبی لمبی داڑھی والا بزرگ بن کر بیٹھ گیا۔ جب انہوں نے کہا کہ محمد ﷺ کو تیز اونٹنی پر بٹھا کر مکہ سے باہر بھگا دو۔ وہ اونٹنی خود

کہیں لے جائے گی۔ شیطان کہتا ہے، تمہارا یہ مشورہ ٹھیک نہیں تو پھر کیا کرنا چاہیے؟ کہتا ہے، اونٹنی جس علاقہ میں جائے گی، اس کی زبان میں مٹھاس ہی اتنی ہے، لوگ اس کے تابعدار بن جائیں گے۔

دوسرا بولا، کہتا ہے، پھر اس طرح کرنا چاہیے، محمد ﷺ کو ایک کمرے میں بند کر دو۔ اس کا کھانا پینا بند کر دو۔ محمد ﷺ خود معاذ اللہ بھوکا پیاسا مر جائے گا۔

شیطان کہتا ہے، جو اس کے دیوانے ہیں، وہ جیل کو بھی توڑ دیتے ہیں، جو آپ ﷺ کے ماننے والے ہیں، انہوں نے جیل کو بھی توڑ دینا ہے۔

ابوجہل کھڑا ہوا، کہنے لگا، میرا مشورہ ہے کہ محمد ﷺ کے گھر کا محاصرہ کر لیا جائے۔ تلواریں لے کر کھڑے ہو جاؤ۔ جب محمد ﷺ باہر آئے تو قتل کر دو۔ شیطان نے پیار دیا۔ کہنے لگا، جو تمہارا مشورہ ہے، وہی میرا مشورہ ہے۔

ادھر سے جناب جبرائیل علیہ السلام قرآن لے کر آ گئے۔ آقا علیہ السلام اپنے گھر میں ہیں۔ جناب جبرائیل علیہ السلام آسمان سے نازل ہوئے۔

﴿وَ اِذْ یَمْكُرُ بِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْكَ اَوْ یَقْتُلُوْكَ اَوْ یُخْرِجُوْكَ وَیَمْكُرُوْنَ وَیَمْكُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَیْرُ الْمٰكِرِیْنَ٥﴾ (الانفال:۳۰)

محبوب ﷺ مکہ کے مشرکین نے آج دارالندوہ میں بیٹھ کر یہ میٹنگ کر لی ہے کہ یا آپ ﷺ کو قتل کر دیا جائے یا آپ ﷺ کو قید کر دیا جائے یا آپ ﷺ کو اونٹنی پر بٹھا کر اونٹنی کو ڈرا کر باہر کی طرف بھگا دیا جائے لیکن میرے محبوب ﷺ: ﴿وَیَمْكُرُوْنَ وَیَمْكُرُ اللّٰهُ﴾ مکر ان کا ہے اور تدبیر میرے اللہ کی ہے۔ اللہ پاک نے اپنا جو وعدہ ہے۔ وہ سچ کر کے دکھایا ہے۔ کون سا وعدہ ہے؟

فرمایا: میرے محبوب ﷺ! تبلیغ آپ ﷺ کریں۔

﴿وَ اللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ﴾

اور جو آپ ﷺ کا رب ہے، وہ آپ ﷺ کو کوئی تکلیف نہیں پہنچنے دے گا۔

آپ ﷺ کا رب آپ ﷺ کی حفاظتیں فرمائے گا۔ آپ ﷺ کا رب ان کی تدابیر کو مٹی میں ملا کر رکھ دے گا۔

انہوں نے تدابیر کیں۔ محمد ﷺ کو مار دینا ہے۔ اللہ پاک نے تدابیر کی کہ تم کہتے ہو، مار دینا ہے، مگر میں کہتا ہوں۔ میں نے بچا کر دکھانا ہے۔

﴿وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ۝﴾

اللہ پاک کی تدبیر کائنات کی تدابیر سے بہت اعلیٰ ہے۔

جہان کہے کہ مار دینا ہے، اگر رحمان نہ مارنا چاہے تو کوئی مار نہیں سکتا۔

اگر اللہ پاک بچانا چاہیں تو اس کا کوئی بال بھی بانکا نہیں کر سکتا۔

گرین ٹاؤن والو!

جنوں رب رکھے اونوں کون چکھے؟

میرے مصطفیٰ ﷺ اندر ہیں، پاس کوئی اسلحہ نہیں، میرے مصطفیٰ ﷺ کا کوئی دیوانہ باڈی گارڈ نہیں، میرے آقا علیہ السلام اپنے گھر میں ہیں۔

ادھر تدبیر پاس ہو گئی۔ ہر قبیلے کے دس دس افراد جائیں اور جا کر محمد ﷺ کے گھر کا محاصرہ کر لیں۔ ستر افراد آتے ہیں، تلواریں پکڑی ہیں، انہوں نے میرے مصطفیٰ ﷺ کے گھر کے مکان کا محاصرہ کر لیا ہے۔

آقا علیہ السلام نے دیکھا، باہر تلواریں ہی تلواریں ہیں، یا اللہ کیا کروں؟

فرمایا: محبوب ﷺ! آپ ﷺ نکل پڑیں اور ساتھ اپنے یار سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو لے لیں۔

جہانوں کے پیر علیہ السلام فرماتے ہیں: یا اللہ! تلواریں ہی تلواریں ہیں، دائیں تلواریں ہیں، بائیں تلواریں ہیں۔ یا اللہ میں یہاں سے کیسے نکلوں؟ فرمایا: محبوب ﷺ اپنی مٹھی میں مٹی آپ ﷺ لے لیں۔ آپ ﷺ وہ ان پر پھینک دیں۔ یا اللہ آگے پھینکوں گا تو پچھلے بچ جائیں گے۔ دائیں طرف پھینکوں گا تو بائیں طرف والے بچ جائیں گے۔ فرمایا:

محبوب ﷺ! مٹی پھینکنا آپ ﷺ کا کام ہے۔ یا اللہ! کہاں سے پھینکوں؟ روشن دان بند ہیں، کھڑکیاں بند ہیں، دراز ے بند ہیں۔ فرمایا: محبوب ﷺ! جو یہ دروازے کا سوراخ ہے۔ یہاں سے مٹی آپ ﷺ پھینک دیں۔ آس پاس کے کفار کو اندھا میں کر دوں گا۔

یا اللہ کس طرح پھینکوں؟

فرمایا: محبوب ﷺ! رات کا اندھیرا ہے۔ روشنی سورۂ یٰسٓ کی جلا لیں۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں:

﴿یٰسٓ ۝ وَ الْقُرْاٰنِ الْحَكِیْمِ ۝ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝ تَنْزِیْلَ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ ۝ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّاۤ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ۝ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰۤى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝ اِنَّا جَعَلْنَا فِیْۤ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِیَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ۝ وَ جَعَلْنَا مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ سَدًّا وَّ مِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ ۝﴾ (یس:۱-۹)

محبوب ﷺ یہ مٹی آپ ﷺ نے نہیں پھینکی۔

﴿وَ مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى﴾ (الانفال:۱۷)

محبوب ﷺ! یہ مٹی آپ ﷺ نے نہیں پھینکی، یہ مٹی میں رب نے پھینکی ہے۔ آپ ﷺ نے مٹی پھینکی وہ تلواریں کھڑی کی کھڑی رہ گئیں۔ جہانوں کے پیر علیہ السلام ان کی تلواروں کے نیچے سے ہی گزر جاتے ہیں۔ یہ وہاں کھڑے رہ جاتے ہیں۔

میرے مصطفیٰ ﷺ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر جاتے ہیں، دروازہ کھٹکھٹایا، ماں جی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، میں نے دیکھا، آقا علیہ السلام نے دروازہ کھٹکھٹایا ہے۔ ابو پوچھتے ہیں: ((مَنْ دَقَّ الْبَابَ)) دروازہ کھٹکھٹانے والا کون ہے؟ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: ((اَنَا مُحَمَّدٌ)) سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ((فِدَاكَ اَبِیْ وَاُمِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ)) اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے ماں باپ

آپ ﷺ پر قربان ہوں۔

اس وقت خیر ہے؟ فرمایا: اے ابو بکر رضی اللہ عنہ گھر والوں کو الگ کر دو۔ میں نے تم سے ایک راز کی بات کرنی ہے۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹیوں کو پیچھے ہٹا دیا۔ گھر والوں کو پیچھے ہٹا دیا۔

میرے مصطفیٰ ﷺ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھ جاتے ہیں۔ فرمایا: اے ابو بکر رضی اللہ عنہ! ابھی جبرائیل علیہ السلام آئے ہیں۔ اللہ پاک نے فرمایا ہے۔ اپنے یار ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے جائیں اور مکہ چھوڑ کر مدینہ چلے جائیں۔

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں سے آنسو آ گئے۔ فرماتے ہیں:

((اَسَمَّانِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ)) اے اللہ کے رسول ﷺ! میرا نام لیا ہے؟ فرمایا: ہاں ابو بکر ﷺ تمہارا نام لیا ہے۔

یار بھی ہو تو اس طرح کا ہو۔ سبحان اللہ

جب اتنی بات ہوئی کہ ہاں ابو بکر رضی اللہ عنہ تمہارا نام لے کر فرمایا ہے۔ ٹھیک ہے اللہ کے رسول ﷺ میں حاضر ہوں۔ میں نے انکار کب کیا ہے۔

سامان ہجرت:

اب سنو!

رات ہجرت کی ہے اور سواری بھی سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ہے۔ سواری کی مہار پکڑنے والے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا غلام عبد اللہ بن اریقط ہے۔ ایک عامر بن فہیرہ ہے اور سامان سفر جس میں باندھا ہے۔ وہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سر کا دوپٹہ ہے۔ کوئی چیز ایسی نہیں کہ جو رات کے اندھیرے میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی نہ ہو۔

رسول اللہ ﷺ کے مبارک آنسو:

اب چلنے لگے ہیں تو آپ ﷺ کی نظریں بیت اللہ پر پڑ گئیں۔ میرے مصطفیٰ ﷺ کے زار و قطار آنسو بہنا شروع ہو گئے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں: اے مکہ والو! ایک وقت

آئے گا۔ آج تو تم مجھے مکہ سے نکال رہے ہو مگر اس بیت اللہ کی چابیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی۔

ساتھ آقا علیہ السلام پلٹ پلٹ کر دیکھتے ہیں:

اوئے مڑ مڑ کے ویکھن نالے ہنجو کیریاں
اللہ نے چک لیاں ایتھوں رزق دیاں ٹیریاں
کرساں نہ کرساں پھر زیارتاں تیریاں
رب نوں معلوم ہے سی بات تقدیر دی
جھوک وسیندی ڈِٹھی

فرماتے کیا ہیں؟ بیت اللہ!

چاہندا سی دل ایتھے پڑھدا نمازاں میں
لوگاں دے کنیں پاندا نیک آوازاں میں
پاک خدا دے اگے کردا نیازاں میں
پر تیری اولاد نا ہیں نیک خمیر دی
جھوک وسیندی ڈِٹھی

میرے مصطفیٰ ﷺ جا رہے ہیں، رات کا اندھیرا ہے۔

یہ تلواریں لے کر وہاں ہی کھڑے ہیں۔

آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، اے میرے علی رضی اللہ عنہ! میری چارپائی پر سو جاؤ۔ مکہ والوں کی امانتیں واپس کر کے میرے پیچھے مدینہ آ جانا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سو جاتے ہیں۔ سبز چادر لے کر سو جاتے ہیں۔ ان کفار مکہ سے کوئی کہنے والا کہتا ہے۔ تم یہاں کیوں کھڑے ہو؟

کہتے ہیں ہم نے نبی محمد ﷺ کے قتل کے منصوبے بنائے ہیں، یہ کہتا ہے، جس کے لیے تم کھڑے ہو وہ تمہارے سر میں مٹی ڈال کر مکہ چھوڑ گیا ہے۔

انہوں نے اپنے سر پر ہاتھ مارا تو مٹی نیچے گری۔

Scanned with CamScanner

اللہ پاک کی قدرت دیکھو! اللہ پاک کا کرشمہ دیکھو!

گھر دیکھا تو کہنے لگے، تم جھوٹ بولتے ہو۔ وہ دیکھو محمد ﷺ چارپائی پر سوئے ہوئے ہیں۔ جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ نکل کر باہر آئے تو یہ دیکھ کر ہکے بکے رہ گئے، پریشان ہو گئے۔

اب سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو کچھ نہیں کہہ سکے۔

غار ثور میں آمد:

آقا علیہ السلام یمن کا راستہ اختیار کرتے ہیں، پاس ہی ایک غار ثور ہے۔ غار ثور کی گھاٹی بہت اونچی ہے۔ آقا علیہ السلام چڑھتے ہیں، پاؤں زخمی ہو جاتے ہیں۔

دیکھ لو!

معراج کی رات سواری کی ضرورت پڑی تو جناب جبرائیل علیہ السلام براق لے کر آئے ہیں۔

جب ہجرت کی رات سواری کی ضرورت پڑی تو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سواری لینے نہیں گئے بلکہ خود سواری بن گئے ہیں۔ فرمایا: پیارے محبوب ﷺ! میرے کندھوں پر سوار ہو جائیں۔ میں خود آپ ﷺ کو اوپر لے کر جاؤں گا۔ جہاں اکیلا چڑھنا مشکل ہے۔ وہاں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نبوت کا وزن اپنے کندھوں پر اٹھایا ہے اور غار ثور تک لے گئے۔

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: محبوب ﷺ! آپ ﷺ یہاں ٹھہریں۔ میں اندر کا جائزہ لے کر آتا ہوں۔ ساری غار میں سوراخ ہی سوراخ ہیں۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنی چادر کو پھاڑ کر ان سوراخوں کو بند کر دیا۔ ایک سوراخ رہ گیا۔ میرے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آگے اپنی ایڑھی رکھ دی۔

فرمایا: محبوب ﷺ! اب اندر تشریف لے آئیں۔ جہانوں کے پیر علیہ السلام اندر تشریف لاتے ہیں۔ گود سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ہے۔ سر میرے مصطفیٰ ﷺ کا ہے۔

دیکھو کتنی قسمت والا گھرانہ ہے۔

میرے مصطفیٰ ﷺ دنیا کے سفر پر جاتے ہیں۔ گود سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ کی ہوتی ہے۔

جب میرے مصطفیٰ ﷺ آخرت کے سفر پر جاتے ہیں، گود سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی

ہوتی ہے۔

میرے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ایک بات فرمائی تھی۔ محبوب ﷺ!

((اَلنَّظَرُ اِلٰی وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ))

آنکھیں میری ہوں۔ چہرہ آپ ﷺ کا ہو اور میں دیکھتا ہی رہوں۔

اللہ پاک نے یہ بات کس طرح پوری فرمائی؟

اے ابو بکر رضی اللہ عنہ میں آپ رضی اللہ عنہ کی عظمت پر جان وار دوں۔

کسی نے میرے مصطفیٰ ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

کسی نے میرے مصطفیٰ ﷺ کو سجدہ کرتے دیکھا ہے۔

کسی نے رکوع میں جاتے دیکھا ہے۔

کسی نے مدینہ کے بازار میں چلتے دیکھا ہے۔

کسی نے مکہ کے بازار میں چلتے دیکھا ہے۔

کسی نے میرے مصطفیٰ ﷺ کو بدر میں دیکھا ہے۔

کسی نے میرے مصطفیٰ ﷺ کو احد میں دیکھا ہے۔

کسی نے میرے مصطفیٰ ﷺ کو خندق میں دیکھا ہے۔

کسی نے میرے مصطفیٰ ﷺ کو تبوک میں دیکھا ہے۔

کسی نے میرے مصطفیٰ ﷺ کو سفر میں دیکھا ہے۔

اے ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ رضی اللہ عنہ کی عظمت کے کیا کہنے ہیں؟

آپ رضی اللہ عنہ نے دیکھا ہے تو میرے مصطفیٰ ﷺ کو اپنی گود میں سلا کر دیکھا ہے۔

گود سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ہے، سر میرے مصطفیٰ ﷺ کا ہے۔

گود مرید کی ہے۔ سر پیر کا ہے۔

سر شمع کا ہے، گود پروانے کی ہے۔ سبحان اللہ

جہانوں کے پیر علیہ السلام لیٹے ہیں۔ تھکاوٹ تھی۔ آپ ﷺ کو نیند آ گئی۔

ادھر سے کالے ناگ نے اپنا کام دکھا دیا۔

اس کالے کو آج سے کئی سو سال پہلے بھی نبی پاک ﷺ اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اکٹھے پیارے نہیں لگتے تھے۔ یہ کالوں کا گروہ آج کا نہیں، یہ بہت پرانا ہے۔

یہ ڈس لیتا ہے۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑتے ہیں۔ اپنی گود کو حرکت نہیں دی۔ کیوں؟ کہ کہیں میرے مصطفیٰ ﷺ کی نیند نہ خراب ہو جائے۔ سبحان اللہ

کوئی روتا ہے اس کے آنسو قرآن پر گرتے ہیں۔

کوئی روتا ہے اس کے آنسو مصلہ رسول ﷺ پہ گرتے ہیں۔

کوئی روتا ہے، اس کے آنسو کربلا کی گرم ریت پر گرتے ہیں۔

کوئی روتا ہے، اس کے آنسو مکہ و مدینہ کی گلیوں میں گرتے ہیں۔

اے ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ رضی اللہ عنہ کی عظمت کے کیا کہنے ہیں؟

آپ رضی اللہ عنہ روتے ہو تو آپ رضی اللہ عنہ کے آنسو چہرہ مصطفیٰ ﷺ پر گرتے ہیں۔

آنسو گرے تو آپ ﷺ فرماتے ہیں۔ یار ابو بکر رضی اللہ عنہ کیا ہوا ہے؟ سبحان اللہ! وہ منظر بھی کیسا ہوگا؟ جب آقا علیہ السلام اپنے یار سے فرما رہے تھے۔ یار صدیق رضی اللہ عنہ کیا ہوا ہے؟ ایڑھی اٹھا کر دکھائی۔ محبوب ﷺ کالے ناگ نے ڈس لیا ہے۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں۔ یار ابو بکر رضی اللہ عنہ پریشان نہ ہو۔

ڈسپنسری بھی ساتھ ہی ہے۔ دار الشفا بھی ساتھ ہی ہے۔

میں قربان جاؤں، میرے مصطفیٰ ﷺ نے اپنا لعاب دہن ایڑھی پر لگا دیا۔ سبحان اللہ

لاہوریو! یہ کیسا لب مبارک ہے؟

جو گونگے کی زبان پر لگتا ہے قوت گویائی مل جاتی ہے۔

یہ لعاب وہ لعاب ہے۔

جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی آنکھ پر لگتا ہے تو آنکھ ٹھیک ہو جاتی ہے۔

یہ لعاب وہ لعاب ہے۔

جو سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی ہنڈیا اور کنالی میں پڑتا ہے تو تیرہ چودہ سو فوج کا لشکر کھا جاتا ہے۔

یہ لعاب وہ لعاب ہے۔ جس میں شفا ہی شفا ہے۔

آج کے پیروں کے تھوک میں وبا ہی وبا ہے۔

میرے مصطفیٰ ﷺ کے تھوک مبارک میں شفا ہی شفا ہے۔

نبی پاک ﷺ نے لعاب لگایا تو درد ختم ہو گیا۔

یہ درد ختم ہو گئے۔ دیکھ لو!

او جنے پیر سوراخ توں چایا نہ
ستا یار پیا نتے جگایا نہ
ویکھو محبتاں اس دلدار دیاں

اللہ پاک اس طرح کی محبت ہمیں بھی نصیب فرمائے۔ آمین

اس طرح کی محبت ہو گی تو بات بنے گی۔

دیکھو ادھر لعاب لگا ہے تو درد ختم ہو گیا ہے۔

او رہیا تکدا زلفاں یار دیاں
جس لذتاں چکھیاں پیار دیاں
جدی گود وچ محبوب ﷺ ستا
اس وفا دار دیاں کیا باتاں نے

ادھر سے مکہ والے سراغ لگاتے لگاتے کہاں آئے؟

غارِ ثور کے دروازے تک پہنچ گئے۔

حفاظتِ مصطفیٰ ﷺ:

اللہ پاک نے فرمایا: اے مکڑی غارِ ثور کے سامنے جالا تم تان دو۔ تمہارے نام کی سورہ قرآن میں میں نازل فرما دوں گا۔ سبحان اللہ

مکڑی نے کوئی کام کر کے دکھایا ہے تو اللہ پاک نے سورہ ہی نازل فرما دی۔ العنکبوت

اس کا کیا معنی ہے؟ اس کا معنی مکڑی ہے۔ مکڑی نے نبی پاک ﷺ کے دروازے پر جالا تن دیا۔

دوسرا حکم ہوا۔ اے کبوتر کے جوڑے تم بھی آ جاؤ۔ یہاں گھونسلہ بنا کر انڈے تم دے دو۔ قیامت تک حرم کے کبوتر تمہیں بنا دوں گا۔

اسے کہتے ہیں، مارنے والے سے بچانے والا بڑا ہے۔

یہ جب سراغ لگاتے یہاں تک پہنچ گئے۔ غار ثور کا دروازہ سامنے ہے۔ مکڑی کا جالا سامنے تنا ہوا ہے۔ اندر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: محبوب ﷺ وہ پیچھے آ گئے ہیں۔ آقا علیہ السلام کیا فرماتے ہیں؟

﴿إِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ﴾ (التوبہ:٤٠)

اے ابو بکر رضی اللہ عنہ! ﴿لَا تَحْزَنْ﴾ غم نہ کرو۔

یہ قرآن کی آیت ہے، اس قرآن کی آیت میں میرے ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ذکر دس بار آیا ہے۔

﴿إِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ﴾

اپنی تفاسیر چھوڑو۔ شیعہ کی تفسیر قمی ہے۔ اس آیت کا ترجمہ لکھتے ہوئے شیعہ مصنف لکھتا ہے۔ ﴿ثَانِيَ اثْنَيْنِ﴾ سے مراد جو دوسرا ہے، وہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ باقی ایک طرف رہنے دو۔ آقا علیہ السلام اپنے یار سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں: ﴿إِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ﴾ صاحب سے مراد میرے ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ ﴿إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾ اب یہاں ایک بات بتاؤں۔

جناب موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی کہنے لگے، موسیٰ علیہ السلام آگے موج پیچھے فوج، ہم تو مارے گئے تو جناب موسیٰ علیہ السلام کیا فرماتے ہیں؟ ﴿إِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ﴾ میرے ساتھ میرا رب ہے۔

جب آقا علیہ السلام کو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بتایا۔ آقا علیہ السلام یہ پیچھے ہی آ گئے ہیں۔ آقا علیہ السلام نے یہ نہیں فرمایا: ابو بکر رضی اللہ عنہ! ﴿إِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ﴾ میرے ساتھ میرا رب ہے۔ آقا علیہ السلام

فرماتے ہیں۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾ ابو بکر رضی اللہ عنہ! ہم دونوں کے ساتھ تیسرا رب ہے۔ سبحان اللہ نبی پاک ﷺ نے اپنی معیت سے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو نہیں نکالا۔ اللہ پاک نے پھر قبر میں سے بھی نہیں نکالا۔ قبر میں بھی اکٹھے فرما دیا ہے۔

جاؤ پوری اسلام کی ہسٹری اٹھا لو! نظر دوڑاؤ۔

پہلا نمبر نبی پاک ﷺ کا ہے۔ دوسرا سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ہے۔

اسلام میں پہلا نمبر نبی پاک ﷺ کا ہے، دوسرا سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ہے۔

حنین، تبوک میں پہلا نمبر نبی پاک رضی اللہ عنہ کا ہے۔ دوسرا سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے۔ دنیا کے سفر میں پہلا نمبر نبی پاک ﷺ کا ہے۔ دوسرا سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے۔ غار میں پہلا نمبر نبی پاک ﷺ کا ہے، دوسرا سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے۔

قبر میں پہلا نمبر نبی پاک ﷺ کا ہے، دوسرا سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے۔

حوض کوثر میں پہلا نمبر نبی پاک ﷺ کا ہے، دوسرا سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے۔

میں قربان جاؤں۔

جنت میں بھی پہلا نمبر نبی پاک ﷺ کا ہے۔ دوسرا نمبر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے۔

اس قرآن میں بھی پہلا نمبر نبی پاک ﷺ کا ہے، دوسرا نمبر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے۔

یہ کفار وہاں پہنچ گئے اور اللہ پاک کیا فرماتے ہیں؟

مکڑی نوں حکم دتا تن دیویں جالا توں

اللہ تعالیٰ بابا جی صمصام رحمہ اللہ پر اپنی کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین

مکڑی نوں حکم دتا تن دینویں جالا توں
تن دن تائیں آپ نوں فوجی بنا لے توں
نبی ﷺ میرے دا ایتھے رہنا رکھوالا توں
جات نہ اندر جاوے کسے شریر دی

میرے آقا علیہ السلام اس غار میں جمعہ، ہفتہ، اتوار تین دن رہتے ہیں۔

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں۔ یہ رات کو جاتے ہیں اور چرواہا جو غلام ابن فہیرہ ہے۔ یہ بکریاں لے جاتا ہے۔ دودھ دھو کر پلا آتے ہیں۔ رات بھر میں ہی واپس مکہ میں آ جاتے ہیں۔ سارا دن بیت اللہ میں رہتے ہیں۔ رات ہوتی تو پھر غار ثور پر پہنچ جاتے۔ سبحان اللہ

مولانا شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ محبوب ﷺ مجھے پیاس لگی ہے، پانی چاہیے۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں۔

((فَاذْهَبْ عَلٰى بَابِ الْغَارِ)) ابو بکر رضی اللہ عنہ! جاؤ غار ثور کے دروازے پر جا کر پانی پی آؤ۔

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ نہیں فرمایا: محبوب ﷺ! یہاں پانی کیسے آئے گا؟

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ کے کہنے پر چل پڑے اور جو بات نبی علیہ السلام کی زبان سے نکلتی ہے۔ اللہ پاک وہ کبھی جھوٹی نہیں کرتے۔

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے غار ثور کے دروازے سے اس طرح ایک پاؤں باہر رکھا ہے۔ ایک پاؤں اندر ہے۔ اوپر سے فوارا چل پڑتا ہے۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نیچے چلو بنا کر پانی پی لیا، فرماتے ہیں:

((فَتَوَلّٰى اِلَى النَّبِيِّ)) میں جہانوں کے پیر علیہ السلام کے پاس واپس آتا ہوں۔

آقا علیہ السلام فرماتے ہیں:

((اَشَرِبْتَ يَا اَبَا بَكْرٍ)) اے ابو بکر رضی اللہ عنہ! پانی پی آئے ہو؟ جی اللہ کے رسول ﷺ پی آیا ہوں۔ فرمایا: پانی کا ذائقہ کیسا تھا؟ محبوب ﷺ پانی کا ذائقہ دودھ سے زیادہ سفید، برف سے زیادہ ٹھنڈا اور شہد سے زیادہ میٹھا تھا۔

فرمایا: ابو بکر رضی اللہ عنہ جانتے ہو یہ پانی کہاں سے آیا ہے؟ محبوب ﷺ نہیں، فرمایا: ابو بکر رضی اللہ عنہ پانی تم نے مانگا تھا۔ اللہ پاک نے جنت کی نہروں کے اوپر جس فرشتے کی ڈیوٹی

لگائی ہے۔ اس کو فرمادیا۔ اے جنت کے فرشتے جنت کی نہروں میں سے ایک نہر غار ثور پر چلا دو، کیونکہ میرے مصطفیٰ ﷺ کے یار نے پانی پینا ہے۔

یارو! جس یار کو اللہ پاک پانی بھی پلائیں تو جنت کی نہروں کا پلائیں۔ ہم نے تو انشاء اللہ قیامت کو پینا ہے۔ انہوں نے تو دنیا پر ہی پی لیا ہے۔

میرے مصطفیٰ ﷺ کی رفاقت دیکھ لو!

غار ثور سے روانگی:

اڈیں راتیں سوہنے غار نوں چھوڑیا
تنیا ہویا جالا سوہنے ہتھ نال توڑیا
کبوتراں نوں حکم دتا اڑ جا جوڑیا
حرم وچ حمد کرو رب قدیر دی
صدقے میں جانواں وڈیاں حکمتاں والیا
کسے محل کسے قلعہ بنا لیا
توں تے جالے دے قلعے اندر نبی ﷺ بچا لیا
سمجھ نہ آوے ہر گز تیری تدبیر دی

جہانوں کے پیر علیہ السلام نکلتے ہیں۔

اب مکہ والوں کی پھر میٹنگ ہوئی۔ جو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سر لائے گا۔ ہم اسے سو اونٹ انعام دیں گے۔ جو نبی پاک ﷺ کا سر لائے گا، ہم اسے دو سو اونٹ انعام دیں گے۔

یہ سراقہ رضی اللہ عنہ لالچی کہتا ہے، میں لے کر آتا ہوں۔ سراقہ رضی اللہ عنہ گھوڑا دوڑاتا ہے۔ چلتا جا رہا ہے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ محبوب ﷺ! پیچھے سے دھول اڑتی نظر آ رہی ہے۔ خیر ہو۔ فرمایا: اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! ہمارے ساتھ ہمارا رب ہے۔ کچھ نہیں ہوگا۔

سراقہ رضی اللہ عنہ کہتا ہے، میں قریب جاتا ہوں، اس طرح اپنی تلوار اٹھاتا ہوں، مگر گھوڑے کے پاؤں پکی زمین میں دھنس جاتے ہیں۔ میں کہتا ہوں، محبوب ﷺ! ایک بار معاف فرما

دیں۔ آقا علیہ السلام نے معاف فرما دیا۔ گھوڑا زمین سے نکلتا ہے، میں پھر وار کرنا چاہتا ہوں۔ گھوڑے کے پاؤں پھر زمین میں دھنس جاتے ہیں، تین بار اس طرح ہوتا ہے۔ آخری باری ہے، میں کہتا ہوں، محبوب ﷺ! اب معاف کر دیں۔ اب میں کچھ نہیں کروں گا۔ میرے مصطفیٰ ﷺ نے معاف کر دیا۔

سراقہ رضی اللہ عنہ واپس آنے لگا ہے۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں۔ اے سراقہ رضی اللہ عنہ جاتے ہوئے مجھ سے خوشخبری بھی لیتے جاؤ۔ تمہیں تب تک موت نہیں آئے گی، جب تک کسریٰ کے کنگن نہیں پہن لو گے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت ہے، جب کسریٰ فتح حاصل ہوا ہے، سراقہ رضی اللہ عنہ کو پھر وہ کنگن پہنائے گئے۔ واپس آئے، مکہ والے کہتے ہیں۔ سراقہ رضی اللہ عنہ سر لے آئے ہو؟

کہنے لگا: لے کر نہیں، دے کر آیا ہوں۔

یہ سراقہ رضی اللہ عنہ تھوڑی دیر کے بعد مسلمان ہوا ہے۔

آقا علیہ السلام چلتے جا رہے ہیں۔ کفار مکہ سے اللہ پاک نے بچایا ہے۔

مکہ سے بچایا ہے۔ غار ثور سے بچایا ہے۔ سیدنا سراقہ رضی اللہ عنہ کے حملہ سے بچایا ہے۔

کٹیا میں آمد مصطفیٰ ﷺ اور برکت خدا:

چلتے چلتے ایک جھونپڑی آ جاتی ہے۔ وہاں ایک ماں جی بیٹھی ہیں، جن کا نام عاتکہ ہے۔ ان کی کنیت ام معبد رضی اللہ عنہا ہے۔ آقا علیہ السلام کو بھوک بہت زیادہ لگی ہے۔

آقا علیہ السلام فرماتے ہیں۔ اے ابو بکر رضی اللہ عنہ! اس ماں جی سے پوچھو، کھانے پینے کے لیے کوئی چیز ہے کہ نہیں؟ ماں جی فرماتی ہیں، میں قربان جاؤں، جن راستوں سے گزر کر آئے ہو۔ جب سے پیدا ہوئی ہوں۔ میں نے اتنے پیارے چہرے آج تک نہیں دیکھے۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ماں جی! ہمیں بھوک لگی ہے۔ فرمایا: مہمانو! میرا خاوند چراگاہ میں بکریاں چروانے گیا ہے۔ جب وہ واپس آئے گا بکریاں آئیں گی۔ دودھ دھو کر میں پیالے میں بھر کر پلاؤں گی۔

آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، ماں جی! ہمارا سفر بہت لمبا ہے۔ ماں جی فرماتی ہیں۔ میں

آپ ﷺ کے چہرے دیکھتی ہوں تو قربان ہوجاتی ہوں مگر آپ ﷺ کی باتیں سنتی ہوں تو حیران ہوجاتی ہوں۔ میں کہتی ہوں، کھانے پینے کے لیے کچھ نہیں ہے۔

فرمایا: ماں جی یہ جو بکری بندھی ہے۔ یہ دودھ دیتی ہے کہ نہیں؟ فرماتی ہیں: اے پیارے چہرے والو! اس کو تو کئی سال گزر گئے ہیں۔ یہ تو بیمار ہے، لاغر ہے، دودھ دینے کے قابل نہیں۔ فرمایا: ماں جی! آپ اجازت دے دیں، فرمایا: میں کہتی ہوں، یہ دودھ نہیں دیتی، یہ لاغر ہے، بیمار ہے۔ جہانوں کے پیر علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ماں جی! آپ اجازت دے دیں۔ ماں جی فرماتی ہیں، اچھا اجازت ہے۔

اس کتاب کے اتارنے والے کی قسم ہے۔ میرے مصطفیٰ ﷺ نے اس لاغر بکری کے تھنوں کو ہاتھ لگایا۔ تھن دودھ سے بھر گئے۔ ماں جی کوئی برتن لے کر آئیں۔ ماں جی ایک چھوٹا سا برتن لے کر آئیں۔ وہ بھی دودھ سے بھر گیا۔ ماں جی برتن اور لے کر آئیں۔ ایک اور برتن لے کر آئیں۔ وہ بھی دودھ سے بھر گیا۔ ایک اور برتن لے کر آئیں۔ وہ بھی دودھ سے بھر گیا۔ گھر کے تمام برتن دودھ سے بھر گئے۔ جہانوں کے پیر علیہ السلام نے خود بھی دودھ پیا۔ ساتھیوں کو بھی پلایا۔ ماں جی کو بھی پلایا۔ پیٹ بھی بڑھ گئے ہیں اور برتن بھی بڑھ گئے ہیں۔ یہ میرا پیر ﷺ ہے۔ یہ وہ پیر ﷺ ہے، جو جہاں سے گزرتا گیا، رنگ لگاتا گیا۔

کر کے منزل اک جگہ تے پہنچیا نبی حقانی ﷺ
اوئے رستے اوپر تنبو اندر ڈٹھی اک زنانی
ام معبد رضی اللہ عنہا نام بتاون سی مسکین نمانی
گھر دے وچ ایک بکری بنی لاغر درد رجانی

آقا علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ماں جی دودھ دینے کی اجازت دیں۔

آقا علیہ السلام کیا فرماتے ہیں؟

ہے کج کھاون پیون کارن چیز تیرے گھر کائی
او صدقے جاواں کج نئیں حاضر مائی نے عرض سنائی

آقا علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ماں جی! اجازت تو دے دیں۔ ماں جی فرماتی ہیں۔ اجازت ہے۔

چھڈ گئے تنگی فاقے سارے برکت شاہ ابراراں

او سارا ٹبر دودھ پیا پیوے تے گزرے نی سال اٹھاراں

لاہوریو! میرے مصطفیٰ ﷺ کے جانے کے بعد یہ بکری ایک سال، دو سال، چار سال، آٹھ سال، بارہ سال، چودہ سال، نہیں بلکہ اٹھارہ سال زندہ رہی اور دودھ دیتی ہی رہی ہے۔

صفاتِ مصطفیٰ ﷺ:

سیدنا ابو معبد رضی اللہ عنہ واپس گھر آئے۔ دیکھا گھر میں رحمت ہی رحمت ہے۔ برکت ہی برکت ہے۔ فرمایا: کون آیا؟ کون گیا؟

یہاں سے گزرا ہے ابھی کوئی

کہے دیتی ہے نقش پا کی

اے لوگو! سیدہ ام معبد رضی اللہ عنہا نے آگے سے جو نقشہ کھینچا ہے۔ کمال کا نقشہ ہے۔ دیکھو حدیث کے الفاظ کیا ہیں؟ سن لو! سیدہ ام معبد رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اے ابو معبد رضی اللہ عنہ! ایک آنے والا آیا تھا۔ ((رَاَيْتُ رَجُلًا ظَاهِرًا الْوَضَاءَةِ)) جو آیا تھا، اس کا چہرہ اس طرح تھا۔ جیسے چودھویں رات کا چاند ہے۔ آیا تھا، ((اَبْلَجَ الْوَجْدِ، حُسْنَ الْخُلْقِ)) آیا تھا، اخلاق کا بہت اچھا تھا۔ بڑا خوبرو تھا۔ ((لَمْ تَعْبَهُ ثَجْلَةٌ وَلَمْ تَزْذِرْ بِهِ صَلْعَةٌ)) نہ زیادہ پیٹ بڑھا ہوا تھا۔ بڑا متوازن تھا اور سر کے بال گھنگریالے تھے۔

زلفاں کالیاں تھیں۔ بڑا با کمال تھا۔ ((وَسِيْمٌ مَسِيْمٌ)) بڑا حسین و جمیل تھا۔ ((فِىْ عَيْنَةَ وَعْجٌ)) اس کی آنکھیں بڑی چمکدار تھیں۔ ((فِىْ اَشْغَارِهٖ وَطْفٌ)) اس کی پلکیں بڑی گہری تھیں۔ ((فِىْ صَوْتِهٖ صَحْلٌ)) اس کی آواز بڑی رعب دار تھی۔ ((فِىْ عُنُقِهٖ سَطَحٌ)) اس کی گردن بڑی لمبی تھی۔ ((وَفِىْ لِحْيَتِهٖ كَثَاثَةٌ)) اس کی داڑھی بہت بھاری تھی۔ ((اَكْحَلُ اَزَجٌ)) باریک باریک ابرو تھے۔ ((اِذَا صَمَتَ عَلَاهُ الْوَقَارُ)) جب خاموش ہوتے تھے تو بڑے باوقار لگتے تھے۔ ((وَاِنْ تَكَلَّمَ عَلَاهُ الْبَهَا)) جب بولتا تھا،

موتی بکھیرتا تھا۔

آگے سن لو!

((اَجْمَلَ النَّاسِ وَاَبْهَاهُمْ مِنْ بَعِيْدٍ)) دور سے دیکھنے پر بھی بڑا خوب صورت لگتا تھا۔ ((اَحْسَنَهٗ وَاَحْلَاهُ مِنْ قَرِيْبٍ)) جب قریب آتا تھا تو اس کے چہرے سے نظر ہی نہیں ہٹتی تھی۔ ((حُلْوُ الْمَنْطِقِ لَا تَزِرَ وَلَا هَذَرَ)) اس کی کلام بڑی میٹھی تھی۔ جب بولتا تھا۔ موتیوں کی لڑیاں پروتا تھا۔ دل کرتا تھا، بولتا رہے اور ہم سنتے رہیں۔ الفاظ بہت ہی سچے اور ڈھلے تھے۔ ((رِبْعَةٌ)) میانہ قد تھا۔ ((لَا يَشْنَاءُ مِنْ طُوْلٍ)) زیادہ لمبا بھی نہیں تھا۔ ((وَلَا يُقْتَحِمُهٗ عَيْنٌ مِنْ قَصْرٍ)) زیادہ چھوٹا بھی نہیں تھا۔ درمیانہ سا قد تھا۔ ((غُصْنٌ بَيْنَ غُصْنَيْنِ)) اس کے جو گال تھے، ایسے تھے جیسے گلاب کی پتیاں ہوتی ہیں۔

سیدہ ام معبد رضی اللہ عنہا نے یہ تمام صفات سیدنا ابو معبد رضی اللہ عنہ کو بتائے ہیں۔ بڑا خوش نصیب تھا۔ ((لَا عَابِسٌ وَلَا مُتَغَدِّ)) نہ ترش کلام کرتا تھا۔ نہ فضول گفتگو کرتا تھا۔

سیدنا ابو معبد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، وہ کس طرف گئے ہیں؟ سیدنا ابو معبد رضی اللہ عنہ پیچھے چل پڑتے ہیں۔ چلتے چلتے میرے مصطفیٰ ﷺ سے مل پڑتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔ محبوب ﷺ جیسا میں نے آپ ﷺ کے بارے میں سنا تھا، اس سے بڑھ کر آپ ﷺ کو پایا ہے۔

سیدنا ابو معبد رضی اللہ عنہ نے چہرہ مصطفیٰ ﷺ دیکھ کر کلمہ پڑھ لیا، سیدہ ام معبد رضی اللہ عنہا نے جمال بھی دیکھا ہے اور کمال بھی دیکھا ہے۔

مقام قبا پر آمد مصطفیٰ ﷺ:

جہانوں کے پیر علیہ السلام چلتے جا رہے ہیں۔ آپ ﷺ مقام قبا پر پہنچ گئے۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں۔ جو قبا کی مسجد میں دو نفل پڑھتا ہے۔ اللہ پاک کی طرف سے اسے عمرہ کا ثواب مل جاتا ہے۔

مقام قبا جس کے متعلق سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ میں جب اسلام قبول کرنے کے لیے نکلا تو ایک پادری مر رہا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا! مجھے بتاؤ حق کہاں سے ملے گا؟

یہ کہتا ہے۔ ایک نبی ﷺ آئیں گے۔ جو یثرب کے علاقہ میں جلوہ گر ہوں گے۔ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آئیں گے۔ ان میں تین خوبیاں ہوں گی۔

۱۔ وہ نبی ﷺ صدقہ نہیں کھائیں گے۔

۲۔ وہ نبی ﷺ تحفہ کو قبول کریں گے۔

۳۔ اس نبی ﷺ کے کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہو گی۔

آقا علیہ السلام مقام قبا پر آئے تو سیدنا عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ یہود کے بہت بڑے امام تھے۔ بہت بڑے عالم تھے۔ یہودی سیدنا عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ پر بہت زیادہ فخر کرتے تھے۔

لیکن سیدنا عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے جب آمنہ کے لعل ﷺ کو دیکھا تو دیکھتے رہ گئے۔ فرمانے لگے، ایسا چہرہ تو کسی جھوٹے کا ہو ہی نہیں سکتا۔

آقا علیہ السلام نے پھر مقام قبا پر جو وعظ کیا تھا۔ وہ کیا تھا؟

((اَفْشُوا السَّلَامَ)) سلام عام کر دو۔

((اَطْعِمُوْا الطَّعَامَ)) ایک دوسرے کی دعوت کیا کرو۔

((وَصِلُوا الْاَرْحَامَ)) صلہ رحمی کیا کرو۔

((صَلُّوْا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ)) لوگو! جب لوگ سو جائیں، اس وقت اللہ پاک سے باتیں کیا کرو۔

((تَدْخُلُوْا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ))

چار کام تم کر لو! جنت کی ضمانت محمد ﷺ دے دیتا ہے۔

آپ ﷺ چند دن مقام قبا پر رہے۔ مسجد قبا بنائی۔

مدینہ میں آمد مصطفیٰ ﷺ:

پھر آپ ﷺ مدینہ میں گئے۔ یثرب والوں کو پتہ چل گیا کہ آقا علیہ السلام آ رہے ہیں۔ میرے مصطفیٰ ﷺ کی آمد آمد ہے۔ جس دن میرے آقا علیہ السلام مدینہ میں داخل ہوتے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی بچیاں ہیں۔ آپ ﷺ جس دن آئے، اس دن آٹھ ربیع الاول ہے۔

جب میرے مصطفیٰ ﷺ مدینہ میں داخل ہوتے ہیں۔ صفر کا مہینہ ہے۔ ستائیس صفر کو بارہ تیرہ ستمبر ہے۔ جب جہانوں کے پیر علیہ السلام نے اپنا سفر شروع کیا ہے۔ آقا علیہ السلام جا رہے ہیں، ترپن سال کی عمر ہے۔ جب میرے آقا علیہ السلام نے ہجرت کی، اس وقت نبوت کو ملے ہوئے بارہ سال، پانچ ماہ اور اٹھارہ دن ہوئے ہیں، یا بائیس دن ہوئے ہیں۔ میرے آقا علیہ السلام آج مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ پہنچتے ہیں۔

انصار مدینہ کی چھوٹی چھوٹی بچیاں ہیں۔ وہ مکانوں کی چھتوں پر چڑھ جاتی ہیں، کہتی ہیں:

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا
مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا
مَنْ دِعَا لِلّٰهِ دَاعِ
اَيُّهَا الْمَبْعُوْثِ فِيْنَا
جِئْتَ بِالْاَمْرِ الْمُطَاعِ
جِئْتَ بِالْاَمْرِ الْمُطَاعِ

ہائے ہائے

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا
مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ

اس کا ترجمہ کیا ہے؟

اسی کڑیاں قوم انصار دیاں
جان جند نبی ﷺ توں وار دیاں
اج چن خوشی دا چڑھیا نی
نبی ﷺ قدم مدینے دھریا نی

سارا شہر مدینہ ٹھریا نی
ویکھو رونقاں شہر بازار دیاں
اج آیا پیر لاثانی ﷺ نی
مائی آمنہ دا دل جانی نی
جبرائیل علیہ السلام جدا دربانی نی
اسی نوکر اس سرکار ﷺ دیاں

آگے کیا کہتی ہیں؟ بات سننے والی ہے۔

اللہ رحمت مینہ برسائے نی
سکے بوٹے پھر ہریائے نی
نبی پاک ﷺ مدینے آئے نی
بونداں برسیاں باغ بہار دیاں
اسی کڑیاں قوم انصار دیاں
جان جند نبی ﷺ توں وار دیاں

آخری بات سن لو!

شرف مہمان نوازی:

آقا علیہ السلام مدینہ میں ہیں۔ گھر گھر تیاری ہو رہی ہے۔ گھر گھر خوشیاں منائی جا رہی ہیں۔ آقا علیہ السلام آئے ہیں۔

ایک سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کی بیوی کہتی ہے۔ اے ابو ایوب رضی اللہ عنہ! تمہیں نبی پاک ﷺ کے آنے کی خوشیاں نہیں؟ تم اپنے گھر کو کیوں نہیں سجاتے ہو؟ تمہیں نبی پاک ﷺ کے آنے کی خوشی بھی ہے کہ نہیں؟ سیدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اے اللہ والی! گھر کھانے کے لیے آٹا نہیں، میں نبی پاک ﷺ کی مہمان نوازی کا انتظام کہاں سے کروں؟ ایک بات فرمائی جو سونے کے پانی سے لکھنے کے قابل ہے۔ سیدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ اپنی

بیوی سے فرماتے ہیں، اگر آپ ﷺ کو دولت مندوں سے پیار ہو گا تو پھر ہماری باری نہیں آئے گی۔ اگر آپ ﷺ کو غرباء سے پیار ہو گا تو پھر ہمارے سوا کسی کے گھر جانا نہیں۔ جولاہوں کے مقدر جاگ پڑے ہیں۔ **سبحان اللہ**

آقا علیہ السلام نے اپنی اونٹنی کی مہار کو چھوڑ دیا۔ مدینہ میں بڑے بڑے امیر ہیں۔ بڑے بڑے جائیداد کے مالک ہیں۔ بڑے بڑے باغات والے ہیں۔ بڑے بڑے دولت مند ہیں۔ آقا علیہ السلام کی اونٹنی چلتی جا رہی ہے۔ جا کر اونٹنی سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے دروازے کے پاس بیٹھ جاتی ہے۔فرماتے کیا ہیں؟

ہر گھر آپو آپ تیاری کیتی ہے سی کل امیراں
او کرن امیداں جو میں گھر آون روشن بدر منیراں
سی مسکین ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بھی مقبول ربانا
اس دے جیا نہ وچ مدینے عاجز ہور نمانا

شغل کیا ہے؟

کپڑا اُنن کار ہمیشہ اس محبوب غفاری
ادبوں اس دی خدمت اندر بیوی نے عرض گزاری
او شوقوں شہر مدینے اندر عجب تیاری ہوئی
صد افسوس تیرے دل اندر فکر خیال نہ کوئی

سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ کیا فرماتے ہیں؟

زر وہووے تے زور لگانواں حال سنگھار وکھانواں

بات بڑی پیاری کرتے ہیں،فرماتے ہیں:

جے اوتھے دولت زر منظوری فراساں نوں نہ ٹوٹی
جے او شاہ مسکیناں تے ہے راضی فرساڈے باج نہ کوئی

یہ دیکھو نبی پاک ﷺ کی مہمان نوازی کا شرف کسے ملا ہے؟

میرے مصطفیٰ ﷺ کو غرباء سے پیار تھا۔ سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے مکان کی دو منزلیں ہیں۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں۔ اے ابو ایوب رضی اللہ عنہ! تم اگر نیچے رہو گے۔ پھر میں تمہارے صحن سے گزروں گا۔ یہ بات اچھی نہیں، ویسے بھی مجھے لوگوں نے ملنے آنا ہے۔

اس لیے نیچے مجھے رہنے دو۔ اوپر تم چلے جاؤ۔ آقا علیہ السلام نیچے رہ رہے ہیں۔ سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ اوپر والی منزل پر رہ رہے ہیں۔ سبحان اللہ۔ سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے دیکھ لیا کہ آقا علیہ السلام کہاں سوتے ہیں، تاکہ ہم اوپر وہاں نہ سویا کریں۔

فرماتے ہیں، ایک رات اندھیرا تھا۔ پانی کا گھڑا ٹوٹ جاتا ہے، سردی کی راتیں ہیں۔ میں نے سوچا یہ کھجور کے تنوں کی چھت ہے۔ پانی نیچے جائے گا تو نبی پاک ﷺ کی نیند خراب ہوگی۔ فرماتے ہیں، ہمارے پاس ایک ہی بستر تھا۔ ہم نے وہ پانی کے اوپر پھینک دیا تاکہ نبی پاک ﷺ کی نیند نہ خراب ہو جائے۔ بستر تر ہو گیا۔ ہم نے سردی کی راتوں میں تر بستر لے کر رات گزار لی لیکن نبی پاک ﷺ کی نیند خراب نہ کی۔

سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ انصاری نے میرے مصطفیٰ ﷺ کی خدمات کیں۔

سب سے پہلے مدینہ میں مسجد نبوی ﷺ بنائی۔

سب سے پہلے مدینہ میں مسجد نبوی ﷺ کی بنیاد رکھی ہے۔

آقا علیہ السلام پتھروں کی دیواریں بنا رہے ہیں۔

اوپر چھت بنائی ہے، تو کھجوروں کی بنائی ہے۔ بارش ہوگئی، کھجوروں کی چھت بہہ پڑی۔ سجدہ کرتے ہوئے نبی پاک ﷺ کی پیشانی پر مٹی لگ گئی۔ سبحان اللہ

یہ وہ لوگ ہیں، جنہوں نے پوری زندگی اللہ پاک کی رضا کے لیے گزاری۔ آقا علیہ السلام مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ گئے۔ یہ آپ ﷺ کی ہجرت کا واقعہ ہے۔

اللہ پاک ہمیں سن کر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

